محمد اوّل

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

محمد عمران احمد سعیدی قادری رضوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور — کراچی ○ پاکستان

محمد اول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

محمد سراج احمد سعیدی قادری رضوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	محمد اول ﷺ
مصنف	علامہ سراج احمد سعیدی
تاریخ اشاعت	جون 2007ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z481
قیمت	-/165 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010
9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350
14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی
فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212
e-mail:- sales@zia-ul-quran.com
zquran@brain.net.pk
Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

انتساب 7
نذرانہ عقیدت 8
مؤلف کتاب کا تعارف 9
مقدمہ 13
پہلا باب 18
آپ کی اولیت قرآن سے 18
صفات رسول اللہ ﷺ 18
آپ کے اول ہونے کے وجوہ 22
انت الاول 24
السلام علیک یا اول 26
اول وآخر کا معنی 26
مظہر صفات الٰہیہ 27
اسماء مشترکہ 27
مشترکہ اسماء کا مقصد وحکم 29
الآخر 31
چار پائے کی گواہی، آخری نبی 33
۳۰ دجال 34
اصلی نبی 35
دوسری آیت 38
رحمۃ کی تفسیر 38
العالمین 39
سب پہلے ہوتا ہے 39
آپ کا نور واسطہ فیض الٰہی 41
آیت کا معنی 42
اصل وجود 43
آپ کے بغیر زندگی ناممکن 45
سب کے لئے رحمت 46
پہلا شبہ 47
شبہ کا ازالہ 47
دوسرا شبہ 48
ازالہ شبہ 49
تیسرا شبہ 49
تیسرے شبہ کا جواب 50
تیسری آیت 51
چوتھی آیت 53
پانچویں وچھٹی آیت 54
ساتویں آیت 55
آٹھویں آیت 56

وعدہ کہاں لیا گیا تھا 58
مقام میثاق اور وہابی 59
مربی ارواح 59
وہابیوں کا عقیدہ 62
نویں آیت 63
تفسیر بالحدیث 64
مقام میثاق 66
دسویں آیت 69
بلیٰ روح نے کہا یا جسم نے 71
پہلا سوال و جواب 72
دوسرا سوال مع جواب 73
دوسرا باب 75
اولیت سرکار اور علماء دیوبند 75
مولوی حسین اور دیوبندی کا عقیدہ 77
تھانوی صاحب کا عقیدہ 78
پہلی روایت 78
دوسری روایت 79
تیسری اور چوتھی روایت 80
پانچویں اور چھٹی روایت 81
ساتویں روایت 82
محفل میلاد کا ثبوت 84
السلام علیک یا اول 85
عثمانی صاحب کا عقیدہ 86
قاری طیب صاحب کا عقیدہ 87
مولوی اسلم دیوبندی کا عقیدہ 88
دیوبندیوں کے پیر کا عقیدہ 89
حدیث اول ما خلق اللہ نوری 90
تیسرا باب 94
اولیت سرکار اور غیر مقلد 94
ثناء اللہ غیر مقلد 94
گوڑ گانوی کا عقیدہ 95
مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ 95
علامہ وحید الزماں کا عقیدہ 98
نواب صدیق حسن کا عقیدہ 98
نواب صاحب کا حدیث سے استدلال 99
سلمان غیر مقلد کا عقیدہ 100
داؤد غیر مقلد کا عقیدہ 101
ابن تیمیہ کا عقیدہ 101
باب چہارم 104
کائنات کیسے بنی 104
حدیث جابر متن و ترجمہ 104
حدیث کے مستند ہونے کا ثبوت 108
صاحب مصنف کا تعارف 108

پانچواں باب 111
حدیث جابر اور دیوبندی 111
صحابہ کرام کا عقیدہ 113
چھٹا باب 114
اولیت نورانیت 114
حدیث جابر سے غیر مقلد کا استدلال 115
غیر مقلدوں کے امام کا عقیدہ 116
دوسرے امام کا عقیدہ 119
ساتواں باب 123
کائنات کیوں بنائی گئی 123
معجزات رسول ﷺ 131
حدیث لولاک 134
آٹھواں باب 138
احادیث لولاک 138
اعتراض 142
حدیث نمبر ۲ 143
باب نہم 150
حدیث لولاک اور دیوبندی 150
باب دہم 156
حدیث لولاک پر اعتراضات و جوابات 156
حقیقت محمدیہ ﷺ 159
ابن تیمیہ کا عقیدہ 160
مانگ جو تیرا جی چاہے 165
یہی اعتقاد صحابہ کرام کا تھا...... 167
باب یازدہم 176
محمد ﷺ بشر لا کالبشر 176
شیطان اور لفظ بشر 176
انبیاء کرام کو بشر کہنے والے 176
نوح علیہ السلام اور کافر 177
ہود علیہ السلام اور کافر 178
تنبیہ 179
صالح علیہ السلام اور کافر 179
شعیب علیہ السلام اور کافر 180
حضرت موسیٰ و ہارون اور کافر 181
رسولوں کو بشر کہنے والے 184
یہود نے آپ کو بشر کہا 185
کفار مکہ نے آپ کو بشر کہا 185
ولید نے آپ کو بشر کہا 186
بشریت سے انکار 187
مثلکم 187
انا بشر اعتراضات و جوابات 189
مشکل کشا فرشتہ 215

باب دوازدہم 218
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور 218
مسئلہ نورانیت 218
نور محمد ﷺ اور حضرت آدم علیہ السلام 221
پہلی آیت 226
دلیل ۱ تا ۱۲ 227
غیر مقلدوں کے حوالے 229
ائمہ مسلمین کا عقیدہ 230
اعتراضات و جوابات 232
نور و کتاب حضور ہیں 237
مکمل آیت 238
دوسری آیت 238
دلیل نمبر ۱ تا ۱۱ 239
تیسری آیت 244
۱۷ دلیلیں 245
ائمہ اہل سنت کے حوالے 249
۱۶ دلیلیں 250
سراجا منیرا کے جلوے 254
چوتھی آیت 259
۵ دلیلیں 259
وحید الزماں کی تائید 260
پانچویں آیت 260
۵ دلیلیں 261
وہابیوں کی تائید 262
چھٹی آیت 263
۱۱ دلیلیں 263
ساتویں آیت 266
آٹھویں آیت 267
نویں آیت 268
دسویں آیت 270
گیارہویں آیت 272
صحابہ کرام و ائمہ کا عقیدہ 273
۴۰ دلیلیں نور کی 273
نورانیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 282
کتابیات 291

انتساب

ان بھائیوں و بہنوں کے نام سے

جنہیں معرفت ذات وصفات اللہ جل جلالہ وحدہ لاشریک لہ، حضور پرنور ہادی سبل ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے حاصل ہو رہی ہے۔

عفو و کرم کا طالب
سراج احمد سعیدی
اوچشریف، بہاولپور

نذرانہ عقیدت

بارگاہ شفیع روز جزاء حضور اکرم نور مجسم، محبوب خدا مطلوب دوسرا سلطان انبیاء، زیب مقام دنی فتدلی، زینت مسند قاب قوسین و ادنی در اللّٰہ المکنون سر اللّٰہ المخزون، نور الافئدۃ والعیون، سرور القلب المحزون، عالم ما کان وما یکون، ختم رسل، مختار کل، ھادی سبل، سیدنا و مولانا و ملجانا حضرت احمد مجتبیٰ سرکار محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء والصلاۃ والسلام علیہ والہ وصحبہ فی کل حین بعدد معلومات اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ

گر قبول افتد زہے عز و شرف

مؤلف کتاب ہذا کا مختصر تعارف

نام ونسب

سراج احمد بن مولانا نور محمد بن مولانا الٰہی بخش بن نبی بخش المعروف بے خان بن محراب خان بن سیجے جاں بن جوہر خاں۔ تاریخ بلوچاں کے مصنف نے لکھا ہے کہ بلوچ قوم کا سلسلہ نسب سیدنا حضرت ابو عمارہ سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب عم النبی ﷺ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ استاذ العلما شیخ القرآن والحدیث امام المناظرین حضرت علامہ مولانا منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق بلوچ قوم کی صلبی نسبت امام المشارق والمغارب حلال المشکلات والمصائب سیدنا حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ سے بوسیلہ ان کی شرعی کنیز ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ولادت

علامہ سراج احمد سعدی قادری کی ولادت، ۲۷ جمادی الاخری ۱۳۷۱ھ مطابق 1951 بروز منگل بوقت صبح صادق، مدینۃ الاولیاء اوچشریف کے جنوب مغرب میں بستی حاجی امیر محمد خان میں ہوئی ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو دعا دیتی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عالم بنائے جب آپ نے ہوش سنبھالا تو والدہ سے پوچھا عالم کیا ہوتا ہے؟ آپ کی والدہ چارپائی پر خوبصورت کپڑا بچھا کر اس پر بٹھا دیتی اور فرماتی کہ عالم اس طرح خوبصورت کرسی یا منبر پر بیٹھ کر وعظ کرتا ہے اور لوگوں کو راہ ہدایت پر چلنے کی تلقین فرماتا ہے۔ آپ اپنی والدہ کی خدمت میں عرض کرتے امی جان تم یہ دعا پھر کرو اور میں آمین کہتا ہوں۔

آپ کے والد ماجد جو عاشق رسول اور شب بیدار تہجد گزار تھے آپ کے پیدا ہونے کے بعد یہی ارادہ فرمایا کہ میں اپنے اس بچے کو عالم دین بناؤں گا۔ چنانچہ والدین کی دعاؤں کا صدقہ آپ نے علم کی دولت حاصل کی اور والدین کا نام روشن کیا۔

تعلیم

ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے گھر میں اور بستی کے مدرسہ میں حاصل کی۔ ۱۹۶۳ء میں آپ نے فارسی وعربی پڑھنے کے لئے استاذ العلماء حضرت مولانا منظور احمد صاحب فیضی قدس سرہ العزیز کی خدمات حاصل کیں۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کو ان کے سپرد کیا۔ علامہ فیضی صاحب نے اس وقت اپنی بستی میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ مدینۃ العلوم کھول رکھا تھا اور موصوف اس وقت بھی علمی دنیا میں اعلیٰ مقام کے حامل تھے۔ علامہ فیضی صاحب نے ۱۹۶۷ء میں احمد پور شریف میں جامعہ فیضیہ رضویہ کی داغ بیل ڈالی اور بستی والا مدرسہ اس شہر میں منتقل کیا تو علامہ سراج احمد سعیدی بھی وہاں چلے گئے اور موقوف علیہ تک تمام کتب متداولہ وہاں پڑھیں، دورہ حدیث حضور غزالی زماں امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز کے زیر سایہ ان کے مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ملتان میں پڑھا۔ دورہ حدیث کے سالانہ امتحان کا نتیجہ حسب ذیل ہے۔ صحیح بخاری شریف ج اول (۸۰) صحیح بخاری شریف ج دوم (۸۵) مسلم شریف اول (۷۵) مسلم شریف دوم (۷۰) ترمذی شریف (۹۰) نسائی شریف (۹۰) ابوداؤد شریف (۸۵) ابن ماجہ شریف (۸۵) یعنی ۸۰۰ میں ۶۶۰ نمبر حاصل کر کے پہلی پوزیشن لی اور مدرسہ ٹاپ کیا۔ ۱۹۷۲ء و ۱۹۷۳ میں منظوری نہ ملنے کی وجہ سے مدرسہ اسلامیہ انوار العلوم کا جلسہ نہ ہو سکا، دستار بندی وحصول سند کا معاملہ التوا میں پڑا رہا، ۱۹۷۴ء میں جلسہ کی اجازت مل گئی اور ۴، ۵، ۶ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ کو جلسہ دستار فضیلت ہوا۔ ۷ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ یکم اپریل ۱۹۷۴ء بروز پیر سند فراغ دورہ حدیث شریف حاصل کی۔ پھر آپ نے ۱۹۷۴ء میں الشہادۃ الثانویۃ العامہ (میٹرک) کا امتحان دیا، ۱۰۰۰ میں سے ۷۰۰ نمبر حاصل کر کے ممتاز کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۸۲ء میں الشہادۃ الثانویۃ الخاصہ (ایف اے) کا امتحان دیا ۱۰۰۰ میں ۸۰۰ نمبر حاصل کر کے ممتاز مع الشرف کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۸۴ء میں الشہادۃ العالیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ (بی اے) کا امتحان دیا ۹۰۰ میں سے ۷۰۰ نمبر حاصل کر کے ممتاز ڈگری

حاصل کی، ۱۹۸۲ء میں الشہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ (ایم اے عربی و اسلامیات) کا امتحان دیا، ۲۰۰۷ء میں ۳۸۰ نمبر حاصل کر کے جید کی ڈگری حاصل کی۔

تصانیف

آپ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف کی تعداد بہت ہے۔ چند کتب کے نام درج ذیل ہیں (۱) اهداء الصلاۃ والسلام فی حضرۃ سید الانام۔ مطبوعہ (۲) القول السدید فی حکم یزید مطبوعہ۔ (۳) مواعظ کاظمیہ، مطبوعہ (۴) قیامت کب آئے گی، مطبوعہ (۵) غوث اعظم غیروں کی نظر میں، مطبوعہ (۶) الدعاء بعد صلاۃ الجنازہ مطبوعہ (۷) مقام معاویہ مطبوعہ (۸) فتاوی سراجیہ مطبوعہ (۹) یارسول اللہ لکھنے کا جواز مطبوعہ (۱۰) ہم میلاد کیوں مناتے ہیں؟ مطبوعہ (۱۱) فتاوی نبوی مطبوعہ (۱۲) ترجمہ خزانہ جلالیہ باب چہارم، مطبوعہ (۱۳) مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات، مطبوعہ (۱۴) اور محمد اول ﷺ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ غیر مطبوعہ کتابوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔

پیر طریقت حضرت قبلہ پیر محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب دام ظلہ مینجنگ ڈائریکٹر ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور نے خصوصی طور پر آپ کی تصانیف کو شائع کرنے کا ذمہ اٹھالیا ہے قبل ازیں الدعاء بعد صلاۃ الجنازہ اور ہم میلاد کیوں مناتے ہیں کو نہایت خوبصورت انداز میں شائع کیا اور "محمد اول" ﷺ کو حتی الاکان غلطیوں سے پاک اعلیٰ کتابت کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ کیا ہے آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علماء اہل سنت و مشائخ خصوصاً علامہ سعیدی صاحب اور ملک کا ممتاز اشاعتی ادارہ ضیاء القرآن کو ہمہ گیر خوبیوں و ترقیوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین

ملک ممتاز احمد زاہد

ٹرپل گولڈ میڈلسٹ، چیف ایڈیٹر ماہنامہ ستھرا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد اول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مقدمہ

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے تمام پیغمبروں حتیٰ کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام بلکہ ساری مخلوق اور تمام کائنات سے پہلے اپنے حبیب اور ہمارے طبیب حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور پاک کو اپنی قدرت کاملہ سے بغیر کسی سبب کے پیدا فرمایا۔ حدیث جابر میں ہے کہ حضور پرنور ﷺ کا وہ نور۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور تھا سیر کرتا رہا۔

دیوبندیوں کی کتاب "نشر الطیب ص ۶" میں ہے کہ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ بہشت تھی نہ دوزخ نہ فرشتہ تھا نہ آسمان نہ سورج تھا نہ چاند نہ زمین تھی نہ زماں نہ جن تھا نہ انساں (بلفظہ) قادر مطلق نے جب کائنات بنانے اور اس میں مخلوق کو بسانے کا ارادہ فرمایا تو اپنے محبوب کے نور سے قلم ولوح اور عرش کو پیدا فرمایا۔ پھر اس نور سے حاملین عرش اور کرسی اور فرشتے پیدا کیے، پھر اس نور کے وسیلہ سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور جنت ودوزخ کو بنایا پھر مومنوں کی آنکھوں کا نور اور ان کے دل کا نور جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوتی ہے اور ان کی محبت وانس کو پیدا کیا جس سے توحید کی چمک حاصل ہوتی ہے اور توحید یہ ہے۔ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ)"

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۸، ۲۹ مقالات کاظمی۔ ج ۱)

حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا مقام بیان کرتے ہوئے وہابیوں کے امام علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے

وقد اقامه الله مقام نفسه فی امره ونهيه و اخباره و بيانه

(الصارم المسلول ص ۴۱)

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے قائم مقام بنا دیا۔ اپنے امر اور نہی اور اخبار اور بیان میں"۔

محقق وقت امام عبدالکریم جیلی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

جان لو کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور غیر مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کیونکہ کلام متکلم کی صفت ہوتی ہے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق قرآن تھا، ام المومنین نے خوب پہچانا۔ دیکھو صدیقہ نے کیونکر اللہ تعالیٰ کی صفت کو آپ کا خلق بتایا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدیقہ آپ کی طرف سے اس حقیقت پر مطلع ہو چکی تھیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿١٩﴾ (التکویر) بیشک یہ قرآن رسول کریم کا قول ہے۔ حالانکہ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ پس غور کرو اس تحقیق عظیم میں اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ کہ اس نے آپ کو اپنی صفات و اسماء میں اپنے قائم مقام بنایا ہے۔ اور خلیفہ کا مقام دراصل مستخلف کا مقام ہوا کرتا ہے۔

(جواہر البحار ج ۴ ص ۲۲۶ و مقام رسول ص ۱۷۷ و ص ۱۷۸)(1)

حدیث قدسی نے بھی اس حقیقت پر خوب روشنی ڈالی ہے کہ

لَوْلَا مُحَمَّدٌ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوْبِيَّةَ

"اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا"۔

مدعا یہ ہے کہ سید الاولین والآخرین محمد ﷺ کی ذات گرامی حسن ازل کا شاہکار اور جلوہ اول ہے اور تمام اشیاء کو وجود کی نعمت آپ کی بدولت نصیب ہوئی ہے۔ یعنی آپ ہی اصل کائنات ہیں۔ منبع موجودات ہیں، روح حیات ہیں، حقیقۃ الحقائق اور خلاصہ کائنات

1۔ (۱) یعنی حضور ﷺ اول ہیں باعتبار پیدائش کے (۲) اور سب سے آخر ہیں باعتبار تشریف آوری کے (۳) آپ کے انوار ظاہر ہیں کہ تمام کائنات کو گھیرے ہوئے ہیں اور آپ ہی کے انوار سے تمام جہاں منور و روشن ہیں آپ کے ظہور جیسا کسی کا ظہور نہیں اور آپ کے نور جیسا کسی کا نور نہیں (۴) باطن پوشیدہ ہیں حضور ﷺ کے اسرار و رموز کی حقیقت کسی کو معلوم نہ ہو سکی سب کے سب آپ کے جلیل القدر کمالات کے نظارے سے خیرہ ہو کر حیران رہ گئے (۵) وھو بکل شئی علیم اور آپ ہی ہر چیز کے جاننے والے ہیں یعنی ذات الٰہی کی شانیں اور اس کی صفتیں اور اس کے احکام اور اسماء و افعال و آثار سب کو آپ باذن اللہ جانتے ہیں اور کونین کے جملہ علوم ظاہری و باطنی اور اول و آخر سب کو آپ نے گھیر لیا اور احاطہ کر لیا۔ (ملخصاً مقام رسول ص ۲۰۵ بحوالہ مدارج ص ۲ و تفسیر عثمانی)

ہیں۔ کما قال ضیاء الملتہ فی سیرتہ پروفیسر نور بخش توکلی م ۱۳۶۷ھ سیرت رسول عربی ص ۶۳۲ میں مشہور اشعار سے رطب اللسان ہوتے ہیں۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر　　من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه　　بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

”اے صاحب جمال اور سید البشر آپ کے روشن چہرے سے چاند روشن ہے آپ کی تعریف کما حقہ ممکن نہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ اللہ کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں“۔

سنیوں، دیوبندیوں، اور غیر مقلدوں کے مستند پیشوا شیخ محقق شاہ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شاه رسل شفیع امم خواجه دو کونین　　نور هدی حبیب خدا سید انام
مقصود ذات اوست دگرها همه طفیل　　منظور نور اوست دگر جملگی ظلام
هر رتبه که بود در امکان بروست ختم　　هر نعمتی که داشت خدا شد برو تمام

”رسولوں کے بادشاہ امتوں کے سفارشی دو جہاں کے سردار، ہدایت کے نور، اللہ کے محبوب، مخلوق کے سردار، مقصود صرف آپ کی ذات ہے باقی سب طفیلی ہیں آپ کا نور اصل ہے باقی سب اندھیرا ہے جو رتبہ امکان میں تھا وہ آپ پر ختم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سب نعمتیں آپ کے پاس ہیں“۔

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۹۴ھ) اپنے قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

دع ما ادعته النصاری فی نبیهم　　واحکم بما شئت مدحا فیه واحتکم
فانسب الی ذاته ماشئت من شرف　　وانسب الی قدره ماشئت من عظم
فان فضل رسول الله لیس له　　حد فیعرب عنه ناطق بفم

”چھوڑ دعویٰ وہ جس کے ہیں نصاریٰ مدعی چاہو جو مانو آپ کو زیبا ہے اللہ کی قسم جو شرف چاہو کرو منسوب آپ کی ذات سے کوئی عظمت کیوں نہ ہو آپ کی منزلت

سے ہے کم۔ حد نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ کی لب کشائی کیا کریں۔ اہل عرب اہل عجم"۔

کسی نے کیا خوب فرمایا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری   آنچه خوبان همه دار ند تو تنہا داری

"یوسف علیہ السلام کا حسن عیسیٰ کا دم موسیٰ علیہ السلام کا نوری ہاتھ آپ کے پاس ہے جو خوبیاں وہ سب رکھتے تھے وہ آپ کے پاس ہیں۔ یعنی آپ کی ذات خوبیوں کا مجموعہ ہے"۔

حضرت شیخ المشائخ خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز (متوفی روز عاشورہ ۴۲۵) فرماتے ہیں۔ (غایت درجات مصطفیٰ ﷺ ندانستم (مقام رسول صفحہ 83)

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ کے درجات کی حد مجھے معلوم نہ ہوسکی۔

شیخ الاسلام والمسلمین محقق زمانہ حضرت امام شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

عالم ظهور نور کمال محمد است   آدم مثال حسن جمال محمد است
از آفتاب روز قیامت چه غم بود   آن راکه در پناه ظلال محمد است
اے غرقه گناه طوفان غم مترس   کشتی نوح عصمت آل محمد است

"تمام عالم نور کمال محمدی ﷺ کا مظہر ہے۔ حضرت آدم حسن جمال محمدی کا نمونہ ہیں اس کو جو سایہ محمدی کی پناہ میں ہے قیامت کے روز آفات کا کیا غم ہوگا۔ اے غریق گناہ طوفان غم سے نہ ڈر کیونکہ عصمت آل محمد کشتی نوح ثابت ہوگی"۔

الحاصل یہ کہ ہمارے پیارے رسول، حبیب خدا شافع روز جزا محسن کائنات منبع برکات حضرت سیدنا محمد ﷺ مصدر کائنات اور مرکز ممکنات بلکہ سب سے اول ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ متوفی ۱۳۴۰ھ نے کیا خوب منظر کشی فرمائی ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

آپ ﷺ کے اول ہونے پر قرآن وحدیث کے بے شمار دلائل موجود ہیں اس بحر بے کنار سے چند دلائل وشواہد ملاحظہ ہوں۔

پہلا باب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولیت قرآن مجید سے

پہلی آیت

اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ③

"وہی اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہی ظاہر ہے اور وہی باطن اور وہی ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔ ((سورۃ الحدید، البیان)

شیخ الاسلام والمسلمین سند العاشقین حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ نے آیت مندرجہ بالا کی کیا خوب ترجمانی فرمائی ہے۔

وہی ہیں اول وہی ہیں آخر   وہی ہیں باطن وہی ہیں ظاہر
انہیں سے عالم کی ابتداء ہے   وہی رسولوں کی انتہا ہیں

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر   عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر   جو سلطنت آگے کر گئے تھے

صفات رسول اللہ ﷺ

قرآن مجید سے ثابت مندرجہ بالا صفات کے بارے میں ائمہ اسلام کی رائے درج ذیل سطور میں دیکھیں، حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی نے حاشیہ قرآن میں لکھا ہے کہ یہ پانچوں صفات (اول، آخر، ظاہر، باطن اور ہر چیز کو جاننا) حضور ﷺ کے لئے بھی ہیں کیونکہ آپ اول مخلوق ہیں اور آخر میں ظاہر ہوئے ہیں نور محمدی (علیہ التحیۃ والثناء) سب پر ظاہر، حقیقت محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تک کسی عقل

کی رسائی نہیں اور حضور ﷺ ہر مومن و کافر کو جانتے پہچانتے ہیں۔ (نور العرفان)

حضور ﷺ سب کو جانتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول ﷺ حجرے سے باہر تشریف لائے اور آپ کے مقدس ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کتابیں کیسی ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ بتائیں۔ فرمایا یہ کتابیں اللہ رب العالمین کی طرف سے آئی ہیں جو کتاب میرے دائیں ہاتھ میں ہے اس میں اہل جنت کے نام مع ولدیت وقبائل درج ہیں پھر اس کے آخر میں ان کی اجمالی تعداد ہے۔ جس میں کبھی ترمیم واضافہ نہ ہوگا پھر بائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ اس میں دوزخیوں کے نام اور ان کے آباء اور اجداد وان کے قبیلوں کا اندراج ہے اور آخر میں ان کی اجمالی فہرست ہے۔ کبھی بھی ان میں کمی وبیشی نہ ہوگی۔

یہ سن کر صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ پھر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ جب سب کچھ لکھا جاچکا ہے اور امر مقدر ہوگیا ہے۔ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا تم سیدھے چلو اور قرب الٰہی حاصل کرو، کیونکہ جنتی کا خاتمہ نیک عمل پر ہوگا۔ اگرچہ درمیان میں وہ کیسے ہی کام کرتا رہے اور دوزخی کا خاتمہ بدی پر ہوگا اگرچہ وہ درمیان میں نیک کام کر لے۔ اس کے بعد سرکار ﷺ نے ان کتابوں کو پس پشت کر دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر احکام ختم کر دیئے ہیں۔ اور اب جنتی جنت کے اور دوزخی دوزخ کے مستحق ہوگئے ہیں۔ (ترمذی و مشکوٰۃ ص ۲۱)

شیخ محقق فرماتے ہیں کہ وہ دونوں کتابیں صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے ہاتھوں میں دیکھی تھیں۔ (اشعۃ اللمعات)

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا فرمادیا تھا سورہ النساء آیت ۱۱۳ کا ترجمہ مولوی محمود الحسن دیوبندی نے لکھا ہے۔ کہ اور تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بہت بڑا ہے۔ اس کے تحت تفسیر عثمانی میں ہے آپ ﷺ کمال علمی میں جو تمام کمالات سے افضل واولیٰ ہے سب سے فائق ہیں اور اللہ کا

آپ پر فضل بے نہایت ہے جو ہمارے بیان اور ہماری سمجھ میں نہیں آ سکتا۔

غیر مقلدوں نے بھی مان لیا کہ اس سے مراد شریعت کے احکام یا آنے والی خبریں یا منافقوں کے حال کی باتیں ہیں۔ (تفسیر گوڑ گانوی)

سورۃ النحل آیت ۸۹ کا ترجمہ مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے لکھا ہے۔

”اور ہم نے تجھ پر یہ کتاب اتاری جس میں ہر چیز کا اچھا بیان ہے۔ مولوی محمود الحسن دیو بندی نے لکھا ہے اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ کتاب کھلا بیان ہر چیز کا۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ کتاب اتار کر کائنات کی ہر چیز کا علم آپ کے سینے میں رکھ دیا ہے۔ اور سورۃ التکویر آیت ۲۴ کا ترجمہ۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی محمود الحسن دیو بندی اور غیر مقلدوں کے مولوی ثناء اللہ نے لکھا ہے اور یہ غیب بتانے میں بخیل نہیں ہے۔ عثمانی صاحب اس کے تحت لکھتے ہیں یعنی پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے۔ ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے، یا اللہ کے اسماء و صفات سے، یا احکام شرعیہ سے، یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے، یا جنت و دوزخ کے احوال سے، یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا اور نہ اجرت مانگتا ہے اور نہ نذرانہ و بخشش، پھر کاہن کا لقب اس پر کیسے چسپاں ہو سکتا ہے۔ بلفظہ ثابت یہ ہوا کہ آپ اول و آخر ظاہر و باطن ہونے کے ساتھ باذن اللہ سب کچھ جانتے ہیں مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہوا کہ حضور پر نور ﷺ مذکورہ پانچ صفات کے مظہر ہیں۔ چنانچہ شیخ محقق اس آیت کے تحت فرماتے ہیں یہ کلمات اعجاز، اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی، حمد و ثناء پر مشتمل ہیں اور حضور اکرم ﷺ کی نعت و صفت کو بھی شامل ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان اسماء وصفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی ہے۔

ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی ”اول“ قرار دے کر آپ کے حلیہ مبارک کو حسن و جمال اور کمال و خصائل کا آئینہ دار بنایا ہے اگر چہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات سے متخلق و متصف ہیں اس لئے۔

باوجود خصوصیت سے ان میں کچھ صفات کو نامزد کر کے گنایا ہے۔

مثلاً (۱) نور (۲) علیم (۳) حکیم (۴) مومن (۵) مہیمن (۶) ولی (۷) ہادی (۸) رؤف (۹) رحیم وغیرہ اور یہ چاروں مذکورہ اسماء و صفات یعنی اول (۲) آخر (۳) ظاہر (۴) باطن بھی انہیں قبیل میں سے ہیں۔ (مدارج النبوۃ اردو ج ۱ ص ۷)

ہر شئی کا جاننے والا

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے) کا ارشاد بھی بلاشبہ حضور اکرم ﷺ ہی کے لئے ہے کیوں کہ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ (ہر صاحب علم کے اوپر اور زیادہ جاننے والا ہے) کی صفات آپ ہی میں موجود ہیں۔ (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۸)

الظاہر

ظاہر سے مراد ہمارے پیارے رسول پاک ﷺ کی ذات بابرکات ہے اور آپ اتنا ظاہر ہیں کہ آپ کو جملہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام اور تمام ملائکہ اور حور و قصور کائنات کا ذرہ ذرہ تحت الثریٰ سے لے کر عرش علا تک ہر چیز جانتی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول، ہیں چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

> **ما من شیء الا یعلم انی رسول اللہ الاکفرۃ الجن و الانس** (جامع صغیر ج ۲ ص ۱۵۷، کنز العمال جلد ۱ ص ۱۸۵)
>
> ”کوئی چیز ایسی نہیں مگر وہ جانتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں سوائے کافر جنوں اور انسانوں کے“۔ آپ نے فرمایا ”**ارسلت الی الخلق کافۃ** میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں“۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۹)

اس حدیث پاک سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام مخلوق کو آپ کی معرفت عطا کر دی گئی ہے اور انہیں بتا دیا گیا ہے کہ وہ آپ کے رسول ہیں اس لئے آپ کو صفت الظاہر سے متصف فرمایا گیا ہے۔

الباطن

الباطن بھی ہمارے پاک پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت ہے اور آپ کے باطن ہونے کا عالم یہ ہے کہ آپ نے ایک بار حضرت جبرائیل سے فرمایا تیری عمر کتنی ہے؟ اس نے عرض کی حضور اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب میں ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ چمکتا تھا۔ اسے میں نے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا "و عزۃ ربی انا ذلک الکوکب" مجھے اپنے رب کی عزت وجلال کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا (روح البیان و سیرت حلبیہ) اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ یا ابابکر و الذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقۃ غیر ربی اے ابوبکر مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (مطالع المسرات ص ۱۲۹) خلاصہ یہ کہ آپ کے ظہور کا عالم یہ ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کو جانے اور آپ کے باطن ہونے کا یہ مقام کہ آپ کی حقیقت مقدسہ کو آپ کے رب کے سوا کوئی نہ جانے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہٖ وبارک وسلم الی یوم القیمۃ

آپ کے اول ہونے کے وجوہ

وجہ نمبر (۱) آپ کی اولیت اس بنا پر ہے کہ آپ کی تخلیق موجودات میں سب سے اول ہے حدیث شریف میں ہے۔ اول ما خلق اللہ نوری "اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا"۔

وجہ نمبر (۲) آپ مرتبہ نبوت میں اول ہیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

کنت نبیا و ان آدم لمتجدل فی طینتہ

"میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم اپنے خمیر میں تھے"۔

وجہ نمبر (۳) آپ روز میثاق سب سے پہلے جواب دینے والے تھے۔

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ

وجہ نمبر (۴) آپ ہی سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے

واول من امن باللہ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَاَنَاأَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٦٣﴾

"اللہ پر جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اس کے حکم کی تعمیل کی ان میں سب سے پہلے مسلمان میں ہوں"۔

وجہ نمبر (۵) سب سے پہلے آپ قبر سے باہر آئیں گے

وجہ نمبر (۶) قیامت کے دن سب سے پہلے آپ سجدہ ریز ہوں گے

وجہ نمبر (۷) پہلے باب شفاعت آپ کھولیں گے

وجہ نمبر (۸) سب سے پہلے بہشت میں آپ جائیں گے۔ (مدارج النبوۃ، جلد ۱، ص ۷)

امام عبدالقادر جزائری آپ کی اولیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

هو ﷺ الانسان الازلی و هو الاول و الاخر و الظٰاهر والباطن و هو بکل شیء علیم (مقام رسول، ص ۲۰۰، جواہر البحار)

"آپ ﷺ انسان ازلی ہیں اور آپ اول، آخر، ظاہر اور باطن ہیں اور آپ ہر چیز کے جاننے والے ہیں"۔

آپ کی اولیت کے بارے میں عارف باللہ حاضر بارگاہ رسول اللہ ﷺ امام شیخ محمد یوسف بن اسماعیل النبہانی رضی اللہ عنہ نے سلطان العارفین امام العلماء المحققین سید الاولیاء و المکاشفین حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی المتوفی ۶۳۸ھ (۳) کی کتاب مستطاب فتوحات مکیہ کے دسویں باب میں ص ۱۷۴ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

فھو (ﷺ) الاول و الاخر و الظٰاهر و الباطن و هو بکل، شیء علیم فانه قال اوتیت جوامع الکلم و قال عن ربه ضرب بیده بین کتفی فوجدت بردانا مله بین ثدی فعلمت علم الاولین والاخرین فحصل له التخلق و النسب الالهی من قوله تعالیٰ عن نفسه هو الاول و

الاخر و الاظاھر و الباطن وھو بکل شیء علیم

"پس آپ ﷺ اول، آخر، ظاہر اور باطن ہیں آپ ﷺ کو تمام اشیاء کا علم دیا گیا جبکہ فرمان رسالت ہے کہ مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے ہیں اور اپنے رب کے متعلق فرمایا کہ اپنے دست قدرت کو میرے دونوں کندھوں کے درمیان میں رکھا تو میں نے دست قدرت کے انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی اور مجھے سب اگلوں پچھلوں کا علم حاصل ہو گیا پس آپ کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے تخلق اور نسبت الٰہی حاصل ہو گئی جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے فرمایا ہے کہ وہ اول، آخر، ظاہر اور باطن ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے"۔

(جواہر البحار اردو ج ۱ ص ۳۴۳)

انت الاول

علامہ محمد بن احمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے جبرئیل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا (**السلام علیک یا ظاھر السلام علیک یا باطن**) میں نے فرمایا اے جبرئیل یہ صفات تو اللہ تعالیٰ کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیوں کر ہو سکتی ہیں جبرئیل نے عرض کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور ﷺ کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء اور مرسلین پر فضیلت بخشی۔ اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے۔

وسماک بالاول لانک اول الانبیاء خلقا و سماک بالاخر لانک آخر الانبیاء فی العصر و خاتم الانبیاء الی آخر الامم۔

"حضور ﷺ کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی

امت آخرین ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساقِ عرش پر آفرینش آدم علیہ السلام سے دو ہزار برس پہلے ابد تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا۔ خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج۔ حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سماوات و ارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور ﷺ پر درود نہ بھیجا ہو اللہ حضور پر درود بھیجے"۔

فربک محمود و انت محمد و ربک الاول و الاخر و الظاهر و الباطن و انت الاول و الاخر و الظاهر و الباطن

"پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد ﷺ اور حضور کا رب اول، آخر، ظاہر و باطن ہے اور حضور اول، آخر ظاہر و باطن ہیں"۔

سید عالم ﷺ نے فرمایا۔

الحمد لله الذي فضلني على جميع النبيين حتى في اسمي و صفتي

"سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام وصفت میں بھی"۔ (ختم النبوۃ ص ۳۶، از اعلیٰ حضرت)

حضور پر نور ﷺ کے لاتعداد اسماء مقدسہ میں سے ایک نام "الاول" بھی ہے چنانچہ امام شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۶ھ نے آپ کے اسماء کو جمع کر کے ان کی جو تعداد لکھی ہے وہ پانچ سو کے لگ بھگ ہے۔ ان میں سے پانچ نام یہ بھی ہیں۔ الاول، اول شافع، اول مشفع، اول المسلمین، اول المومنین (القول البدیع ص ۷۳ و ص ۷۶)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلُ

امام بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شیخ محقق متوفی ۱۰۵۲ھ اور علامہ عثمان بن حسن خویری نے حدیث روایت کی ہے کہ شب معراج حضور ﷺ کا ایک جماعت پر گزر ہوا جو آپ کی بارگاہ میں ہدیہ سلام عرض کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی (السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر السلام علیک یا حاشر) بعرض جبرئیل آپ نے انہیں سلام کا جواب مرحمت فرمایا۔ تو جبریل نے کہا، سلام پڑھنے والے حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے (دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۳۶۲) مدارج النبوۃ اردو ص ۲۹۴، ج ۱، درۃ الناصحین ص ۱۵۰، مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے مندرجہ بالا حدیث کو اپنی کتاب نشر الطیب ص ۴۹ پر نقل کیا ہے۔

اول و آخر کا معنی

علامہ امام قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ ارقام فرماتے ہیں۔

> ومن اسمائه تعالیٰ الاول و الآخر، ومعنا هما السابق للاشياء قبل و جودها و الباقي بعد فنائها و تحقيقه انه ليس له اول و لا آخر و قال عليه الصلوٰة والسلام، كنت اول الانبياء في الخلق و آخر هم في البعث

(کتاب الشفاء، ج ۱ ص ۱۳۵)

"اللہ تعالیٰ کے اسماء میں اول بھی ہے اور آخر بھی اول کا معنی ہوتا ہے۔ سابق الاشیاء یعنی اشیاء کے وجود سے قبل، سبقت کرنے والا اور آخر کا معنی ہوتا ہے۔ اشیاء کی فنا کے بعد باقی رہنے والا اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی اول ہے اور نہ کوئی آخر اور حضور ﷺ نے فرمایا خلقت میں، میں سارے نبیوں سے اول ہوں اور دنیا میں آنے نبوت ظاہر فرمانے میں ان کے بعد ہوں"۔

مظہر صفات الٰہیہ

بزرگان دین نے یہ تصریح فرمادی ہے کہ سید العٰلمین ﷺ کی ذات گرامی اللہ تعالیٰ وحدہٗ کی ذات پاک کی مظہر ہے اور آپ کی صفات، اللہ پاک کی صفات کا مظہر ہیں۔

چنانچہ عارف باللہ حضرت علامہ امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۴ھ ارشاد فرماتے ہیں۔

حضور پرنور ﷺ شب معراج اسماء الٰہیہ کی بارگاہوں سے گزرے تو ان اسماء کی صفات سے متصف ہوگئے، جب الرحیم سے گزرے تو رحیم بن گئے اور الغفور الکریم، الحلیم، الشکور، الجواد پر گزرے تو غفور، کریم، حلیم، شکور اور جواد ہو گئے۔ اسی طرح دیگر اسماء الٰہیہ کی بارگاہوں سے گزرتے گئے اور وہ اسماء جن صفات سے متعلق ہیں آپ ﷺ ان صفات الٰہیہ سے متصف ہوتے گئے۔

(الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۲، مقالات کاظمی، رسالہ معراج النبی ﷺ)

۸۱، اسماء مشترکہ

حضور پرنور ﷺ کے اسماء مبارک میں سے ۸۱ نام ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء پاک سے مشترک ہیں، چنانچہ علامہ امام محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ العزیز ارقام فرماتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے اسماء کے بارے میں جو روایت کیا گیا ہے ان تمام روایات کو میں نے اپنی کتاب۔ ”الاستغاثۃ الکبریٰ باسماء الحسنیٰ“ میں جمع کیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارکہ جو مذکورہ کتاب میں حروف تہجی کے لحاظ سے جمع کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ۸۱ نام ایسے ہیں جو باری تعالیٰ شانہ کے ناموں میں سے ہیں۔ یہ تعداد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تینوں روایات سے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں۔ ایسے اسماء حسنی یہ ہیں۔

الاول۔ الاخر۔ الاحد۔ الاکرم۔ البصیر۔ الباطن۔ البر۔
البدیع۔ البرھان۔ الجبار۔ الجلیل۔ الجامع۔ الحکم۔
الحکیم۔ الحلیم۔ الحفیظ۔ الحق۔ الحمید۔ الحی۔

الحافظ۔ الخافض۔ الخبیر۔ ذوالفضل۔ ذوالقوۃ۔ الرافع۔ الرقیب۔ الرءوف۔ الرشید۔ الرحیم۔ السلام۔ السمیع۔ السریع۔ الشاکر۔ الشکور۔ الشدید۔ الشہید۔ الصادق۔ الصبور۔ الطاہر۔ العزیز۔ العلیم۔ العدل۔ العظیم۔ العلی۔ العفو۔ العالم۔ الغفور۔ الغنی۔ الفتاح۔ الفرد۔ القوی۔ القریب۔ القائم۔ الکریم۔ الکافی۔ الکفیل۔ الملک۔ المؤمن۔ المہیمن۔ المجیب۔ المجید۔ المتین۔ الحی۔ الماجد۔ المقدم۔ المقسط۔ الغنی۔ المبین۔ المنیب۔ الملیک المعطی۔ المنیر ۔ النور۔ الہادی۔ الوہاب۔ الواسع۔ الوکیل۔ الولی۔ الواحد۔ الوالی۔ الوافی۔ ﷺ

(جواہر البحار اردو ج ۱ ص ۱۶۸)

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۸ پر فرماتے ہیں کہ حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۳۰ نام نامی اسماء الٰہی سے اشتقاق کیے تھے پھر میں نے کچھ ناموں کا ان میں اضافہ کر دیا۔ ان بزرگوں کی محبت بھری کاوش کے بعد علامہ امام نبہانی قدس سرہ النورانی نے انہیں ۸۱ تک پہنچا کر بارگاہ حسن وناز میں اپنی محبت کا ثبوت دیا۔

مندرجہ بالا بزرگوں کی یہ کاوش حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۶۸ ھ کے اس شعر کی تفسیر وتشریح کا نتیجہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

وشق له من اسمه ليجله
فذو العرش محمود و هذا محمد
وضم الا له اسم النبی الی اسمه
اذ قال فی الخمس المؤذن اشهد

"اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ان کے اعزاز کے لئے اپنے نام سے مشتق کیا ہے
صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمد ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ نبی کا نام ملا رکھا ہے۔ جبکہ پانچ وقت موذن اشہد کہتا ہے"۔

مولوی محمد سلیمان غیر مقلد وہابی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر کے تحت لکھتے ہیں۔ اگر حسان بن ثابت المؤید بروح القدس کی سنت حسنہ کا اقتداء کیا جائے۔ تب تو حضور ﷺ کے اسی سے زیادہ ایسے اسمائے گرامی نکلیں گے جن کا توافق وتطابق اسماء اللہ الحسنیٰ سے ہو جاتا ہے۔ سیرۃ نبویہ کے ائمۃ الاعلام کا شیوہ رہا ہے۔ کہ (الف) جس مصدر یا فعل کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی توصیف کتاب حمید میں فرمائی ہے۔ اس سے اسم بنا لیتے ہیں۔ (ب) جس صفت کے ساتھ حضور ﷺ کی توصیف الفاظ حدیث میں آئی ہے۔ اسے اسم شمار کر لیتے ہیں۔ (ج) جن اعلام کے ساتھ اشعار میں جو حضور ﷺ کے سامنے پڑھے گئے حضور ﷺ کو مخاطب یا موصوف کیا گیا ہے ان کو اسماء کے ذیل میں شامل کر لیتے ہیں۔ ائمہ سیرت کا یہ شیوہ مستحسن ہے اور حسن ادب نیز کمال ادب پر دال ہے۔

(رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۸۹)

مشترکہ اسماء کا مقصد و حکم

امام قاضی ابوالفضل عیاض مالکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ناموں کی پوشاک اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو پہنا دی ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایک نکتہ بیان کر دیں تا کہ اس سے ہر کم عقل اور بد فہم کا اشتباہ دور ہو جائے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعز برہانہ کو اپنی عظمت، کبریائی، بادشاہی، اسماء حسنیٰ اور اعلیٰ صفات میں مخلوق سے کوئی مشابہت نہیں اور نہ ہی مخلوق کا کوئی فرد اس کے مشابہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جن الفاظ کا اطلاق شریعت مطہرہ میں خالق اور مخلوق دونوں پر ہوا ہے۔ حقیقت میں مشابہت وہاں بھی نہیں کیونکہ ذات قدیم کی صفات اور مخلوق کی صفات بالکل مختلف ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور مخلوق میں کوئی مماثلت نہیں اسی طرح باری تعالیٰ شانہ کی صفات اور مخلوق کی

صفات میں کوئی مشابہت نہیں کیونکہ مخلوق کی صفات عرض وغرض سے جدا نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ومنزہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات اس کی ذات سے جدا نہیں ہوتے اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کافی ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اس جیسا کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان عارف اور محقق علماء کرام کو شاد وآباد رکھے جنہوں نے فرمایا کہ توحید سے مراد ایک ایسی ذات کا اثبات ہے جو کسی بھی ذات کے مشابہ نہ ہو اور اپنی صفات سے کبھی معطل نہ ہو، واسطی رضی اللہ عنہ نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرمایا اور آیت مندرجہ بالا کو دلیل بنایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی مانند کوئی ذات نہیں اس کے نام کی طرح کسی کا نام نہیں اور اس کے فعل جیسا کسی کا فعل نہیں اس کے صفات جیسی کسی میں کوئی صفت نہیں اگر بظاہر الفاظ کی خالق اور مخلوق کے ناموں میں مطابقت نظر آئے تو یہ صرف الفاظ ہی کی مناسبت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی بلند وبالا ذات اس سے منزہ ہے کہ اس کی کوئی صفت حادث ہو اور اسی طرح مخلوق میں صفت قدیم کا پایا جانا محال ہے۔ یہی اہل حق وصداقت یعنی اہل سنت وجماعت کا مہذب مذہب ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امام ابو القاسم قشیری رضی اللہ عنہ نے اس بیان کو مزید واضح کردیا وہ فرماتے ہیں کہ یہ حکایت توحید کے جامع مسائل پر مشتمل ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوق یعنی حادث کے مشابہ کیسے ہوسکتی ہے حالانکہ ذات باری تعالیٰ تو اپنے وجود میں مستغنی بالذات ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فعل مخلوق کے افعال کی مانند کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ فعل خدا کسی فائدے کے حصول یا نقص کو دفع کرنے کے لئے نہیں اور اس میں خواہش کی تکمیل یا اغراض حاصل کرنا بھی نہیں اور اس میں کسی قسم کی مباشرت ومعالجت کا دخل بھی نہیں جبکہ مخلوق کے افعال ان امور سے خالی نہیں۔

ہمارے دوسرے مشائخ عظام نے فرمایا کہ تم جو کچھ اپنے وہم وگمان یا عقل سے معلوم کر لیتے ہو وہ تمہاری ہی طرح حادث ہے، امام ابو المعالی جوینی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے وجود کا اقرار کر لینے پر ہی مطمئن ہو جائے اور اس کے فکر کی یہی آخری حد

ہوتو وہ مشبہ ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی سے تشبیہ دینے والا ہے) جیسے (ابن حزم و ابن تیمیہ اور ان کے پیروکار) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کی نفی کر دے وہ معطل ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کو بے بس سمجھنے والا) اور جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے وجود کا یقین رکھتا ہو لیکن اس کی ذات و صفات کی حقیقت معلوم کر لینے سے عاجزی کا اقراری ہو وہ اصلی موحد ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کا بہت خوبصورت ارشاد ہے کہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ تو یقین کر لے کہ اشیاء پر اس کی قدرت بغیر چارہ جوئی اور اسباب کے ہے اس کا صنع مزاج کے دخل اور علت سے خالی ہے، ہر چیز اس کا صنع ہے اور وہ اپنے صنع کے لئے علت کا محتاج نہیں جو چیز تیرے وہم میں سما سکے ذات باری تعالیٰ اس سے ورئی ہے یہ کلام عجیب نفیس اور محققانہ ہے اس کا آخری حصہ اللہ رب العزۃ کے اس ارشاد کی تفسیر ہے کہ (لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ) دوسرا حصہ اس فرمان الٰہی کی تفسیر ہے (لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ) ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور تیسرا حصہ باری تعالیٰ جلاجلالہ کے اس ارشاد کی تفسیر ہے۔

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (النحل)

"جو چیز ہم چاہیں اس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ ہم کہیں ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اثبات و توحید اور تقدیس و تنزیہ کے قائدے پر ثابت قدم رکھے اور تشبیہ و تعطیل سے بچائے جو ضلالت و گمراہی کے راستے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ عنوان والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے پانچ صفات طیبہ کا ذکر فرمایا۔ ذاتی طور پر یہ صفات اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ہیں اور مجازاً عطاءً ان صفات سے حبیب خدا ﷺ بھی متصف ہیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی صفت اول کے دلائل و شواہد کے بعد اختصاراً باقی صفات کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

الآخر

حضور ﷺ کو آخر کی صفت سے اس لئے سرفراز فرمایا گیا کہ آپ جملہ انبیاء کرام کے

بعد تشریف لائے اور اس دنیا میں آپ کی جلوہ گری کے بعد باب نبوت بند ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (احزاب:40)

"نہیں ہیں محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں سے آخر"۔

سید العالمین ﷺ کی متواتر حدیثوں کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

۱۔ میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔
۲۔ میں سب انبیاء میں آخری نبی ہوں۔
۳۔ میں تمام انبیاء کے بعد آیا ہوں۔
۴۔ ہم ہی پچھلے ہیں۔
۵۔ میں سب پیغمبروں کے بعد بھیجا گیا ہوں۔
۶۔ قصر نبوت میں جو اینٹ کی جگہ تھی مجھ سے کامل کی گئی۔
۷۔ میں آخر الانبیاء ہوں۔
۸۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
۹۔ رسالت و نبوت منقطع ہو گئی اب نہ کوئی رسول ہو گا نہ نبی۔
۱۰۔ نبوت میں سے اب کچھ نہ رہا سوائے اچھے خواب کے۔
۱۱۔ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔
۱۲۔ میرے بعد دجال کذاب ادعائے (دعویٰ) نبوت کریں گے۔
۱۳۔ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۴۔ نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔ (ختم نبوت ص ۱۸)

علماء کتب سابقہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سن کر شہادت ادا کریں گے۔ کہ آپ ہی آخری ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۔ احمد ﷺ خاتم النبیین ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲۔ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں۔

۳۔ وہ آخر الانبیاء ہیں۔

۴۔ وہ پسیں (آخری) پیغمبران ہیں۔ یعنی آخری پیغمبر ہیں۔

۵۔ وہ آخری مرسلان ہیں۔ یعنی آپ آخری رسول ہیں۔

۶۔ خود حضرت عزت سے ارشادات جانفزا و دل نواز آ رہے ہیں کہ محمد ﷺ اول و آخر ہیں۔ (کمامر)

۷۔ اس کی امت مرتبہ میں سب سے اگلی اور زمانہ میں سب سے پچھلی۔

۸۔ وہ سب انبیاء کے پیچھے آیا۔

۹۔ اے محبوب میں نے تجھے آخر النبیین کیا۔

۱۰۔ محمد آخر الانبیاء ہیں ﷺ۔

نیز تذییلات میں مقوقس کی دو حدیثیں گزریں کہ ایک نبی باقی تھے وہ عرب میں ظاہر ہوئے۔ ہرقل کی دو حدیثیں کہ یہ خانہ آخر النبوت تھا۔ عبد اللہ بن سلام کی حدیث کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوئے ایک حبر کا قول کہ وہ امت آخرہ کے نبی ہیں بلکہ جبرائیل علیہ السلام کی عرض کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں متاخر ہیں۔

(ختم نبوت از اعلیٰ حضرت)

چارپائے کی گواہی کہ آپ آخری نبی ہیں

ابن حبان و ابن عساکر حضرت ابو منظور اور ابو نعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی جب خیبر فتح ہوا رسول ﷺ نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے

کلام فرمایا۔ وہ جانور بھی تکلم میں آیا ارشاد ہوا "تیرا کیا نام ہے" عرض کی "یزید بیٹا شہاب کا" اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا کئے "کلھم لا یرکبہ الانبی" ترجمہ: ان سب پر انبیاء سوار ہوئے۔

وقد کنت اتوقعک ان ترکبنی لم یبق من نسل جدی
غیری ولا من الانبیاء غیرک

"مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوائے میرے اور انبیاء میں سوائے حضور کے کوئی باقی نہیں"۔

میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرا دیا کرتا تھا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کا نام یعفور رکھا آپ جسے بلانا چاہتے تھے۔ اسے بھیج دیتے وہ چوکھٹ پر سر مارتا۔ جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس ﷺ یاد فرماتے ہیں جب حضور پرنور ﷺ نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا۔ ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ کے کنویں میں گر کر مر گیا (ثابت ہوا کہ حضور ﷺ جملہ انبیاء کے بعد تشریف لا کر آخری کی صفت سے متصف ہوئے۔ جانوروں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔ (ختم نبوت ص ۲ خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۶۴)

۳۰، دجّال

لفظ خاتم النبیین کے معنی حدیث شریف کی رو سے اور لغت میں آخری نبی کے ہیں (لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ) کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور دیگر احادیث جن کا خلاصہ ترجمہ سطور بالا میں گزر چکا ہے نے یہ ثابت کر دیا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے پھر اس معنی کو عوام کا خیال قرار دے کر یہ کہنا کہ خاتم بایں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات (ذاتی طور پر) کچھ فضیلت نہیں۔ (تحذیر الناس صفحہ 5-6، مؤلفہ بانی مدرسہ دیوبند)

آپ کے آخری نبی ہونے کا انکار نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر بالفرض تقدم و تاخر زمانی میں

فضیلت نہیں تو پھر آپ کے اول ہونے کا اظہار اور آخر ہونے پر اصرار کا کیا مطلب؟ مندرجہ بالا عبارت نے مرزائیت کو تقویت دی اور دین میں ایک بہت بڑا فتنہ برپا کر دیا حالانکہ خاتم الانبیاء والمرسلین حضور ﷺ نے پہلے ارشاد فرمادیا تھا کہ میرے بعد ستائیس کذاب دجال ہوں گے ان میں چار عورتیں ہیں حالانکہ میں خاتم الانبیاء ﷺ ہوں (میرے بعد کوئی نبی نہیں) اور دوسری روایت میں ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک تیس دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں گے مزید معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت تاجدار بریلی کی کتاب ختم نبوت دیکھیں اور التبشیر بردالتحذیر قابل دید ہے۔ قطب گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی گولڑوی نے فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے ان تیس کذابوں کے وجود سے اطلاع دی جو کہ اپنے کو خدا کا نبی زعم کریں گے۔

سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انه نبی الله

راوی ثوبان، ابوداؤد، ترمذی، مشکوۃ نیز ان تیس دجالوں کے حدوث سے آگاہ فرمایا جو اپنے کو خدا کا رسول ہونا زعم کریں گے۔

لاتقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریب من
ثلثین کلھم یزعم انه رسول الله

(عن ابوہریرہ، صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت اعلیٰ سرکار گولڑوی نے کچھ دجالوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا پس اگر ان پیشین گوئیوں کو بھی خارج میں مطابق کر کے دیکھا جاوے تو مسلیمہ کذاب اور اسود عنسی اور حمدان بن قرمط اور محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کے بعد یہی قادیانی صاحب ہیں جنہوں نے اپنے کو نبی سمجھا۔ (سیف چشتیائی ص ۱۰۰ و ص ۱۰۵)

اصلی نبی

حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک تمام کے تمام معلم، مدرس و مزکی بن کر تشریف لائے یعنی انہوں نے اس دنیا میں کسی کے آگے زانو،

تلمذ طے نہیں کیے اور کسی کی شاگردی اختیار نہیں کی حضرت جبریل علیہ السلام بھی ان کی بارگاہ میں صرف ایک پیغام الٰہی رساں کی حیثیت سے آتے تھے۔ حضور پرنور ﷺ کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ① عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ② خَلَقَ الْاِنْسَانَ ③ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ④ "رحمٰن نے (رسول کو کل علم والا) قرآن تعلیم فرمایا (اپنے محبوب رسول، کامل) انسان کو پیدا کیا انہیں (علوم قرآن کا) بیاں سکھایا"۔ (البیان ص ۷۹۷) دوسری جگہ پر فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (۱۱۳) "اور اللہ نے آپ کو سکھایا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے"۔ (البیان ص ۱۴۵) یعنی انبیاء کرام درس الوہیت سے پڑھ کر تشریف لاتے ہیں اور اس دنیا میں کسی انسان کے پاس پڑھتے نہیں بلکہ سب کو پڑھاتے ہیں اور ان کی اصلاح احوال کی سعی جمیل فرماتے ہیں بخلاف مرزے قادیانی کے کہ وہ بیچارہ استاذوں کے پاس پڑھتا رہا ان کے جوتے سیدھے کرتا رہا اور ان کی غلامی میں رہ کر ان سے فیض لیتا رہا چنانچہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی لکھتا ہے۔

آپ کے والد نے ایک استاد آپ کی تعلیم کے لیے ملازم رکھا جس کا نام فضل الٰہی تھا ان سے حضرت مرزا صاحب نے قرآن مجید اور فارسی کی چند کتب پڑھیں، اس کے بعد دس سال کی عمر میں فضل احمد نامی ایک استاد ملازم رکھے گئے...... اس استاد سے حضرت صاحب نے صرف ونحو کی بعض کتب پڑھیں اس کے بعد سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں مولوی گل علی شاہ آپ کی تعلیم کیلئے ملازم رکھے گئے ان سے نحو، منطق اور حکمت کی چند کتب آپ نے پڑھیں اور فن طبابت کی چند کتب اپنے والد صاحب سے پڑھیں (سیرت حضرت مسیح موعود ص ۹ و ص ۱۰) بندہ ناچیز نے ایک جلسہ میں مرزائیوں کے سامنے جب یہ دلیل بیان کی تو ان کی اکثریت نے مرزایت چھوڑ دی اور توبہ کر کے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے قائل ہو گئے۔ ۱۲ الحمد للہ علی احسانہ والصلاۃ والسلام علی رسولنا محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے۔ نص قرآن بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حد تواتر تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم النبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔ (خزائن العرفان)

مولوی شبیر احمد دیوبندی نے اپنی تفسیر میں رتبی و زمانی فضیلت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے۔ آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگ گئی اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی بس جن کو ملنی تھی مل گئی اس لئے آپ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانے میں بحیثیت آپ کے ایک امتی کے آئیں گے خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا جیسے آج تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں مگر شش جہت میں عمل صرف نبوت محمدیہ کا جاری ساری ہے۔ حدیث میں ہے اگر آج موسیٰ علیہ السلام زمین پر زندہ ہوتے تو ان کو بھی بجز میرے اتباع کے چارہ نہ تھا۔

بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیاء سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء ﷺ کی روحانیت عظمیٰ سے مستفید ہوتے تھے جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے نور سے مستفید ہوتے ہیں۔ حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی ﷺ پر ختم ہوتا ہے بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں کہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو نبوت ملی ہے آپ ہی کی مہر لگ کر ملی ہے۔ (تنبیہ) ختم نبوت کے متعلق قرآن، حدیث اجماع وغیرہ سے سینکڑوں دلائل جمع کر کے بعض علماء عصر نے مستقل کتابیں لکھی ہیں مطالعہ کے بعد ذرا، تردد نہیں رہتا۔ کہ اس عقیدہ کا منکر قطعاً کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۴۹ و ۵۵۰)

اس عبارت میں چار چیزیں قابل غور ہیں (۱) تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام مزار میں زندہ ہیں۔ (۳) انبیاء سابقین اپنے دور میں ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کی روحانیت سے استقادہ کرتے تھے۔ (۴) نبی وہ بنا جس کی نبوت پر ہمارے نبی ﷺ کی مہر لگی۔ (وللہ الحمد)

دوسری آیت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ذیشان ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء)

”اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو (اے محبوب) مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے“۔

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ سارے جہانوں کے لئے رحمت اور رحم فرمانے والے ہیں۔

رحمۃ کی تفسیر

مفسرین کرام نے ”رحمۃ“ کی دو تفسیریں، توجیہیں بیان کی ہیں۔

اگر مستثنیٰ منہ اعم علل ہو تو ”رحمۃ“ ارسلنا فعل کا مفعول لہ قرار پائے گا اور تقدیری عبارت یہ ہوگی۔

وما ارسلنک لعلة من العلل الا لا جل الرحمة للعلمين

”ہم نے آپ کو کسی کے لئے نہیں بھیجا صرف عالمین کے واسطے رحمت کے لئے بھیجا ہے“۔

اگر اعم احوال مستثنیٰ منہ بنایا جائے تو رحمت ضمیر خطاب سے حال ہوگا اور لفظ رحمت مصدر معنی للفاعل ہو کر بمعنی راحم قرار پائے گا اور تقدیری عبارت اس طرح سے ہوگی۔

وما ارسلنک فی حال من الاحوال الا حال کونک راحما للعلمين

(تفسیر مظہری ج ۶ ص ۲۳۸، تفسیر روح المعانی پارہ ۱۷ ص ۱۰۴)

"اے محبوب ﷺ نہیں بھیجا ہم نے آپ کو کسی حال میں مگر اس حال میں کہ آپ تمام جہانوں کے لئے رحم کرنے والے ہیں"۔

امام اہل سنت حضرت علامہ سیدی وسندی ومرشدی قبلہ کاظمی کریم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لفظ رحمت مفعول لہ ہو یا حال بہر صورت حضور ﷺ راحم یعنی رحم کرنے والے ہیں۔ کیونکہ مفعول لہ سبب فعل ہوتا ہے اور فاعل بھی سبب فعل ہے۔ اس لئے ہمارے پیارے رسول ﷺ کا راحم، رحم کرنے والا ہونا حال اور مفعول لہ دونوں صورتوں کے مطابق ہے حاصل کلام یہ ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ تمام کائنات کل مخلوقات بلکہ ایک ایک ذرہ، ایک ایک قطرہ غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا آپ ہر شے کے لئے رحم فرمانے والے ہیں۔ (مقالات کاظمی)

العالمین

آیت مندرجہ بالا میں "العالمین" اسی طرح اپنے عموم پر مبنی ہے۔ جس طرح "آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" میں اور یہ بات بھی صحیح ہے کہ بعض مواقع میں العالمین، قرائن خارجہ کی وجہ سے مخصوص ہوتا ہے۔ لیکن ہماری پیش کردہ آیت میں خصوص کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ جب مندرجہ بالا اصولی دلیلوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام جہانوں کے لئے رحم کرنے والے ہیں تو اس کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ تمام جہان بلکہ ساری کائنات اور ماسوی اللہ ہمارے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی رحمت کے محتاج ہیں اور اصول فطرت یہ ہے کہ جس کی احتیاج ہو اس کا ضرورت مند سے پہلے ہونا ضروری ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کی ضروریات کو اس سے پہلے بنایا۔ بعینہ محتاجان رحمت سے پہلے رحمت کا ہونا مقتضی فطرت ہوا۔ لہٰذا حضور پرنور ﷺ بجہت رحمت تمام جہانوں بلکہ ساری کائنات ومخلوقات سے پہلے جلوہ گر ہوئے۔ (مقالات کاظمی)

"سبب پہلے ہوتا ہے"

ہمارے پیارے رسول ﷺ کی ذات بابرکات عالمین کے وجود وظہور کا سبب ہے

اور ان کے موجود ہونے میں واسطہ و وسیلہ ہے۔ اس وجہ سے بھی آپ ﷺ کا تمام کائنات سے پہلے ہونا یقینی امر ہے کیونکہ سبب، مسبب سے پہلے ہوتا ہے اور ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کی ذات بابرکات تمام مخلوق و عالمین کے وجود کا سبب ہے۔ چنانچہ امام المفسرین، زبدۃ العاشقین عارف باللہ امام اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳۷ھ عرائس البقلی کے حوالے سے ارقام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا۔ پھر ساری مخلوق کو عرش سے لے کر ثریٰ تک آپ کے نور کے ایک حصہ سے بنایا۔ آپ کو رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجنے کا سبب یہ ہے کہ سب آپ سے ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ کے ہونے سے مخلوق کا ہونا ہوا۔

وكونه سبب وجود الخلق و سبب رحمة الله على جميع الخلائق فهو رحمة كافية

”مخلوق کے وجود کا سبب آپ کی ذات ہے تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب بھی آپ ہیں پس آپ سب کو کافی ہو جانے والی رحمت ہیں“۔

(روح البیان، ج ۵، ص ۵۲۵)

جس طرح آپ کی ذات ستودہ صفات مخلوق کی موجودیت کا سبب ہے اسی طرح آپ کی ذات، اللہ تعالیٰ سے فیض و برکت حاصل کرنے کا ذریعہ و واسطہ ہے۔ مجدد دین و ملت حضرت الشاہ مولانا امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

معدن اسرار علام الغیوب
برزخ بحرین امکان و وجوب

”علامہ الغیوب کے رازوں کے معدن آپ ہیں۔ امکان اور وجوب کے دریاؤں کا برزخ آپ ہیں۔ اصولی بات یہ ہے کہ ہر نبی اپنی امت کے لئے فیض الٰہی کا واسطہ و وسیلہ تھا لیکن ہمارے پیارے رسول ﷺ تمام مخلوق کے لئے فیض الٰہی کے حصول کا واسطہ و ذریعہ اور سبب تھے اور ہیں“۔

آپ کا نور واسطہ فیض الٰہی ہے

علامہ امام سید محمود آلوسی بغدادی رضی اللہ عنہ متوفی ۱۲۷۰ھ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

> **وكونه رحمة للجميع باعتبار انه عليه الصلوٰة والسلام واسطة الفيض الالهى على الممكنات على حسب القوابل و لذا كان نوره ﷺ اول المخلوقات و فى الخبر اول ما خلق الله تعالىٰ نور نبيك يا جابر و جآء الله تعالىٰ المعطى وانا القاسم و للصوفية قدست اسرار هم فى هذا الفصل كلام فوق ذلك**

(تفسیر روح المعانی پارہ ۱۷ ص ۱۰۵)

"یعنی حضور ﷺ کا تمام کائنات کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ عالم امکان کی ہر چیز کو حسب استعداد جو فیض الٰہی سے ملتا ہے۔ وہ حضور کریم ﷺ کے واسطے سے ہی ملتا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ کا نور تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا گیا"۔

حدیث شریف میں ہے کہ اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں اس کی رحمت کے خزانوں کو بانٹنے والا ہوں اور صوفیائے کرام قدست اسرار ہم نے اس ضمن میں جو اسرار و معارف بیان کئے ہیں وہ اس سے بلند ہیں جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ جب آپ فیض الٰہی کے حصول کا واسطہ ہیں تو فیض حاصل کرنے والوں سے پہلے آپ کا ہونا ضروری ہوا ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ مطلق رحمۃ للعالمین ہیں۔

فلهذا لا تنقطع الرحمة عن العالمين ابدا

"یعنی آپ کی رحمت عالمین سے کبھی منقطع نہیں ہوتی۔ ان دلائل سے ثابت ہوا کہ محبوب الٰہی ﷺ نہ صرف عالمین کے موجود و مشہود ہونے کا سبب اور واسطہ فیض الٰہی ہیں۔ بلکہ اصل ایجاد عالمین ہو کر ہر وقت ان پر رحم فرمانے والے بھی ہیں"۔ (تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۵۲۸)

آیت کا معنیٰ

علامہ امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ اکابر مفسرین و علماء سے نقل فرماتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ، تامہ، کاملہ، عامہ، شاملہ، جامعہ، محیطہ، با جمیع مقیدات رحمت غیبیہ و شہادت علمیہ و عینیہ و وجودیہ و شہودیہ و سابقہ و لاحقہ اور اس کے علاوہ تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول (سب کیلئے رحمت بنا کر) جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو، لازم ہے کہ وہ تمام جہانوں سے اول ہو، افضل ہو، ان کے حالات کو جاننے والا ہو، ان کے قریب حاضر و موجود ہو رحمت کرنے کی طاقت و اختیار رکھتا ہو اور زندہ ہو کیونکہ بےخبر غیر حاضر ضعیف و کمزور اور بے اختیار و بے جان مردے رحمت کرنے والے نہیں ہوتے بلکہ خود قابل رحم ہوتے ہیں اور وہ کسی پر رحم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اگر بالفرض حبیب خدا رحمت کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بےخبر غیر حاضر کمزور بے اختیار اور معاذ اللہ بے جان مان لیا جائے تو ان میں سے ہر ایک چیز آپ کے حق میں تقصیر نہیں بلکہ بہت بڑی گستاخی ہوگی اور تمام علماء کا (بحکم لا تقولوا راعنا) اتفاق ہے کہ آپ کی ذرہ بھر بے ادبی کفر سے خالی نہیں۔ حالانکہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات سے کائنات کو حیات ملی ہے۔ چنانچہ مفسر شہیر علامہ امام اسماعیل حقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فاذا قدم الی العالم صار العالم حیا بوجودہ لانہ روح جمیع الخلائق۔ (تفسیر روح البیان جلد ۵ ص ۵۲۸)

"پھر جب آپ نے جہان کی طرف قدوم میمنت لزوم بڑھایا تو اسے وجود و حیاۃ

کی دولت ملی۔ اس لئے کہ آپ تمام مخلوق کی روح وجان ہیں"۔

قطب عالم قبلہ پیر سید مہر علی گولڑوی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جاناں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنڑیاں

جان جہان اور روح حیات و مرکز حیات، رسول ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ تمام بزرگان اسلام اس حقیقت کا اظہار فرماتے ہیں کہ آپ ہی روح الارواح ہیں۔

اصل وجود

ہر فریق کے مسلمہ بزرگ عاشق رسول حضرت شیخ سعدی م ۶۹۱ھ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بلند آسماں پیش قدرت خجل
تو مخلوق و آدم ہنوز آب و گل
تو اصل وجود آمدی از نخست
دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

"بلند آسمان آپ کے مرتبے کے سامنے شرمندہ ہے آپ پیدا ہو چکے تھے اور آدم ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔ آپ کی ذات اول اور اصل موجودات ہے باقی جو کچھ ہے وہ آپ سے ظاہر ہے"۔

ان اشعار کے تحت مولوی قاضی سجاد حسین دہلوی دیوبندی نے لکھا ہے۔

حدیث میں ہے میں نبی تھا اور آدم اس وقت مٹی کا پتلا تھے حدیث میں ہے سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا۔ (بوستان مع حاشیہ ص ۱۰)

اول ماخلق اللہ نوری (الحدیث)

"سب سے پہلے جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور تھا"۔

رحمۃ للعالمین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

انا من نور اللہ و کلھم من نوری (فصوص الحکم اردو ص ۴۸)

"میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور وہ سب کے سب میرے نور سے ہیں"۔

(۲) ومن نوری خلق کل شیء

(مطالع المسرات ص ۱۲۹ و ص ۲۲۱)

"اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو میرے نور سے پیدا فرمایا ہے"۔

(۳) غیر مقلد، وہابی (اہل حدیث) امام ابن جوزی کو اپنا امام گردانتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا۔

ومن نوری خلق جمیع الکائنات (المیلاد النبوی)

"یعنی اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو میرے نور سے بنایا ہے"۔

کسی مومن مسلمان کو اس بات پر قطعاً کوئی شک نہیں کہ تمام کائنات کا صدور، اول الخلق، حضرت محمد ﷺ کے نور اقدس سے ہوا ہے لیکن بعض احادیث میں محض شرافت و کرامت کے لئے خصوصیت کے ساتھ تمام مومنوں اور کچھ غلاموں کا نام بھی ذکر ہوا چنانچہ آپ نے فرمایا۔

انا من نور اللہ و المومنون من فیض نوری

(روح البیان ج ۵ ص ۵۲۹)

"میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں اور سارے مومن میرے نور کے فیض سے ہیں"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے نور سے بنایا ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو میرے نور سے بنایا اور عمر و عائشہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہم کے نور سے اور میری امت کے تمام مومن مردوں کو عمر رضی اللہ عنہ کے نور سے اور تمام مومنہ عورتوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نور سے بنایا ہے، پس جو کوئی مجھ سے اور ابوبکر و عمر و عائشہ رضی اللہ عنہم سے عقیدت نہیں رکھتا (فمالہ من نور) اس کے لئے کوئی

نور نہیں "فنزلت" ومن لم یجعل اللّٰہ لہ نورا فمالہ من نور ترجمہ: اور جس کے لئے اللہ نور نہ بنائے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے پوچھا "اے عمر تو جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا تو میرے نور نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا اور سات سو سال سجدے میں رہا، سب سے پہلے جس نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا وہ میرا نور تھا یہ بات میں فخر سے نہیں (بلکہ تحدیث نعمت سے) کہتا ہوں" (پھر فرمایا) اے عمر رضی اللہ عنہ کیا تو جانتا ہے میں کون ہوں؟۔ میں وہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو میرے نور سے بنایا کرسی کو میرے نور سے بنایا لوح و قلم کو میرے نور سے بنایا اور مومنوں کے دلوں میں نور معرفت کو میرے نور سے بنایا اور یہ بات میں فخراً نہیں کہتا۔ یہ روایت جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ پر عارف باللہ امام سید عبدالرحمٰن عیدروس کے حوالے سے عربی عبارت سے موجود ہے۔ ہمارے استاد محترم حضرت علامہ شیخ المحد ثین غبیط المحققین عمدۃ السالکین سیدی وسندی مولانا منظور احمد صاحب فیضی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عربی عبارت نقل فرمائی ہے دیکھو ان کی کتاب مقام رسول مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

حضور ﷺ کے بغیر زندگی ناممکن

ہمارے آقائے نعمت، پیکر رحمت، امام اہل سنت، حضور غزالی زماں علیہ الرحمہ ارقام فرماتے ہیں کہ حضرت سید العالمین ﷺ کے بغیر کوئی فرد ممکن، موجود نہیں ہو سکتا، وجود نعمت ہے اور عدم اس کی ضد بکل موجودات نعمت وجود کے حصول میں حضور پر نور ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ ہے۔۔۔ اسی آیت سے حضور ﷺ کا اصل کائنات ہونا بھی ثابت ہے، جیسا کہ تفسیر عرائس البیان (ج ۲ ص ۵۲) وصاحب تفسیر روح المعانی نے ص ۹۶ پارہ ۱۷ میں اسی آیت کے ذیل میں نہایت تفصیل سے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ اور سب جانتے ہیں کہ اصل کا وجود، فرع سے پہلے ہوتا ہے، اس لئے ذات پاک سیدنا محمد

ﷺ کی خلقت اصل کائنات ہونے کی حیثیت سے کل موجودات اور عالمین سے پہلے ہے۔ اَلحمدللہ تعالیٰ خوب واضح ہو گیا کہ پیدائش حضرت محمد عربی ﷺ تمام موجودات عالم، اور عالمین سے پہلے ہے۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۳)

سب کے لئے رحمت

شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ سید نعیم الدین صاحب اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (حضور رحمۃ للعالمین ﷺ سب کے لئے رحمت ہیں) کوئی جن یا انس، مومن ہو یا کافر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کا رحمت ہونا عام ہے۔ ایمان والوں کے لئے بھی اور اس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا، مومن کے لئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت اس کے لئے تاخیر عذاب ہوئی اور خسف و مسخ اور استیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔ (خزائن العرفان)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے لئے رب العالمین اور اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رحمۃ للعالمین فرمایا، یعنی جس کا اللہ تعالیٰ رب ہے۔ حضور ﷺ اس کے لئے رحمت ہیں اور رحمت کے بغیر ربوبیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا آپ کی رحمت مطلقہ، تامہ، عامہ، کاملہ، شاملہ جو سارے جہانوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ دائمی و ابدی طور پر ان میں موجود ہے اور سبھی اس سے نفع اٹھا رہے ہیں اور شاد و کام ہو رہے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ نے لکھا ہے کہ رحمۃ للعالمین کا حلقہ فیض اس قدر وسیع ہے کہ جو محروم القسمت مستفید نہ ہونا چاہے اس کو بھی کسی نہ کسی درجے میں بے اختیار رحمت کا حصہ پہنچ جاتا ہے۔ دنیا میں علوم نبوت اور تہذیب و انسانیت کے اصول کے عام اشاعت سے ہر مسلم و کافر اپنے اپنے مذاق کے موافق فائدہ اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما لیا ہے کہ پہلی امتوں کے برخلاف، اس امت کے کافروں کو عام و مستاصل عذاب

سے محفوظ رکھا جائے گا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آفتاب رحمت کی ضیاباری کو اگر کوئی شپرہ چشم نہ دیکھ سکے تو اس میں آفتاب کا قصور ہرگز نہیں بلکہ یہ تو چمگادڑ کے اندھے ہونے کی دلیل ہے۔ آفتاب رحمت کی شعاعوں سے اپنے بیگانے سبھی یکساں فیض یاب ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

لنگر چلے انعام دا مدنی دے فیض تمام دا
بحرا خواص عوام دا منکر نہ آیا کیا کراں

پہلا شبہ

پہلی آیت کے حوالوں اور دوسری آیت کے حوالوں سے یہ ثابت ہوا کہ پہلے حضور ﷺ کا نور تخلیق ہوا اور آپ کے نور سے ہر شئی بنائی گئی تو کیا۔ ناپاک، خبیث اور قبیح چیزیں اور کافر و مشرک وغیرہ بھی آپ کے نور سے بنے ہیں۔ کیا یہ تصور موجب توہین نہیں ہے؟

شبہ کا ازالہ

امام اہل سنت حضور قبلہ غزالی زماں رضی اللہ عنہ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ آفتاب وجود ہیں اور کل مخلوق آفتاب وجود سے فیضان وجود حاصل کر رہی ہے۔ جس طرح ظاہری آفتاب کی شعاعیں تمام کرۂ ارضی میں جمادات و نباتات اور کل معدنیات۔ جملہ موالید اور جواہر اجسام کے حقائق لطیفہ اور خواص و اوصاف مختلفہ کا اضافہ کر رہی ہیں اور کسی کی اچھی بری خاصیت کا اثر شعاعوں پر نہیں پڑتا اور نہ کسی چیز کے اوصاف و اثرات سورج کے لئے قباحت و نقصان کا موجب ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے زہریلی چیزوں کا زہر اور مہلک اشیاء کی تاثیرات، معدنیات و نباتات وغیرہ کے الوان، طعوم، روائح، کھٹا و میٹھا مزا، اچھی، بری بو سب کچھ سورج کی شعاعوں سے برآمد ہوتا ہے۔ لیکن ان میں سے کسی چیز کی کوئی صفت سورج کے لئے عار کا موجب نہیں۔ حالانکہ یہ تمام حقائق آفتاب اور اس کی شعاعوں میں انتہائی لطافت کے ساتھ پائے جاتے ہیں اور

اس لطافت کے مرتبے میں کسی اثر کو برا نہیں کہا جا سکتا البتہ جب وہ لطیف اثرات اور حقائق سورج اور اس کی شعاعوں سے نکل کر اس عالم اجسام میں پہنچتے ہیں اور رفتہ رفتہ ظہور پذیر ہوتے ہیں تو ان میں بعض ایسے اوصاف و خواص پائے جاتے ہیں جن کی بنا پر انہیں قبیح، ناپاک اور برا کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان برائیوں کا کوئی اثر سورج یا اس کی شعاعوں پر نہیں پڑ سکتا اسی طرح عالم اجسام میں کثیف اور نجس چیزوں کا کوئی اثر حضور سید العالمین ﷺ کی ذات پر کیوں پڑ سکتا ہے؟ اس کے بعد یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ سورج کی شعاعیں جب ناپاک اور گندی چیزوں پر پڑنے سے ناپاک نہیں ہو سکتی تو انوار محمدی ﷺ کی مقدس شعاعیں عالم موجودات کی برائیوں سے اور نجاستوں سے معاذ اللہ کیونکر متاثر ہو سکتی ہیں؟ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے نور میں حقائق اشیاء پائی جاتی ہیں (اور یہ حقائق اشیاء آپ کے نور سے ہی معرض وجود میں آئیں) لیکن حقیقت کسی کی نجس و ناپاک نہیں ہوتی۔ نجاستیں مٹی میں دب کر مٹی ہو جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔ نجاستوں کا جو کھاد کھیتوں میں ڈالا جاتا ہے اس کے نجس اجزاء پودوں کی غذا بن کر غلہ، اناج، پھول اور پھل سبزیوں اور ترکاریوں کی صورت میں ہمارے سامنے آ جاتے ہیں اور وہی اجزائے غلیظہ غلہ اور پھل بن کر ہماری غذا بن جاتے ہیں جنہیں پاک سمجھ کر ہم کھاتے ہیں اور کسی قسم کا تردد، دل میں نہیں لاتے ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ناپاکی کے اثرات صورتوں اور تعینات پر آتے ہیں جو محض امور اعتباریہ ہیں۔ حقیقتیں ناپاک نہیں ہوا کرتیں اس لئے کل مخلوق کا نور محمد ﷺ سے موجود ہونا کسی اعتراض کا موجب نہیں ہے۔ (مقالات کاظمی)

دوسرا شبہ

شبہ یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی رحمت عالمین یعنی ماسوئی اللہ کو محیط ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کی رحمت سے کافر و مشرک یعنی بدترین لوگ بھی بہرہ ور ہیں تو وہ مرنے کے بعد مبتلا، عذاب کیوں ہوں گے۔؟

ازالہ شبہ

امام اہل سنت حضور قبلہ سیدی وسندی ومرشدی علامہ کاظمی صاحب قدس سرہ العزیز نے اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے ارقام فرمایا ہے کہ اول تو ظہور رحمت کے مراتب ہر ایک کے حق میں متفاوت (جدا) ہیں۔

تفسیر روح المعانی میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے۔

لا فرق بین المؤمن و الکافر من الانس و الجن فی ذلک و الرحمۃ متفاوتۃ (تفسیر روح المعانی پارہ ۱۷)

"حضور ﷺ سب کے لئے رحمت ہیں اس بارے میں مومن وکافر کے درمیان کوئی فرق نہیں مگر رحمت ہر ایک کے حق میں مختلف اور متفاوت ہے"۔ کہ ان کا مبتلائے عذاب ہونا اس لئے ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر حضور ﷺ کی رحمت سے منہ پھیرا۔ ورنہ آپ کی رحمت میں کوئی کمی ونقصان نہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عز اسمہ رحمٰن، رحیم ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ یعنی میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے مگر اس کے باوجود بھی کفار مبتلائے عذاب ہوں گے تو کیا اللہ تعالیٰ کے رحمان ورحیم ہونے میں کچھ فرق آئے گا؟ یا كُلَّ شَیْءٍ کے عموم سے انہیں خارج سمجھا جائے گا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ نہیں اور ہر گز نہیں بلکہ یہی کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو ہر شی پر وسیع ہے۔ مگر بعض افراد اپنی عدم اہلیت کی وجہ سے اس قابل ہی نہیں کہ رحمت خداوندی سے فائدہ اٹھائیں۔ معلوم ہوا کہ (رحمت کا عام ہونا اور بات اور اس سے خود فائدہ نہ اٹھانا اور چیز ہے) رحمت سے فائدہ نہ اٹھانا رحمت کے عموم کے منافی نہیں ہے۔

(مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۶)

تیسرا شبہ

حضور ﷺ اپنے مخالفوں سے برسر پیکار رہے، ان سے قتل وقتال کیا اور ان کو در بدر کی ٹھوکروں پر مجبور کر دیا کیا یہ معاملات رحمت کے خلاف نہیں ہیں؟

تیسرے شبہ کا جواب

حضور پرنور سید عالم رحمۃ للعالمین ﷺ نے اپنی ظاہری عمر مبارک کے چالیسویں سال میں اظہار نبوت فرمایا اور لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ اس دعویٰ کی صداقت کے لئے لوگوں کے منہ مانگے معجزات دکھائے۔ اپنی پیروی کرنے والوں کو رضائے الٰہی و جنت کی بشارت دی۔ آپ کے اس اعلان حق کو سن کر اہل مکہ برافروختہ ہو گئے اور ظلم و زیادتی کی انتہا کر دی۔ سوشل بائیکاٹ کر کے آپ کو مع خاندان کے شعب ابی طالب میں محصور کر دیا اور صفحۂ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کر لیا۔ آپ کے غلاموں کے ساتھ بھی وہی رویہ اپنایا جو انسانیت کے سراسر خلاف تھا۔ بالآخر آپ نے اپنے غلاموں کو مکہ مکرمہ چھوڑ دینے اور حبشے اور اس کے بعد مدینہ منورہ چلے جانے کا حکم دیا۔ آپ کے مخالفوں نے موقع غنیمت جان کر آپ کو قتل کر دینے کا منصوبہ بنایا اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ آپ ان کی آنکھوں میں مٹی ڈال کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کو اپنے بستر پر رہنے کا حکم دے کر خود حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور ان کی ہمراہی میں غار ثور میں تین شب و روز قیام فرما کر مدینہ منورہ چلے گئے۔ آپ کے مخالفوں نے مدینہ منورہ میں بھی آپ کو چین سے نہ بیٹھنے دیا اور ابھی دو سال بھی مکمل نہ ہوئے کہ ابوجہل کی سربراہی میں ایک لشکر جرار مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے پہنچ گیا۔ جس کے نتیجے میں غزوہ بدر پیش آیا اس کے ایک سال بعد غزوہ احد کا سانحہ کافروں نے کھڑا کر دیا۔ اسی طرح ستائیس غزوات یکے بعد دیگرے سامنے آئے اور صرف 9 میں قتال وقوع میں آیا۔

سیرت رسول عربی ﷺ تاریخ اسلامی کا ہر قاری جانتا ہے کہ بانی اسلام رحمۃ للعالمین ﷺ کے غزوات وسرایا محض دفاعی وحفاظتی تدابیر کے پیش نظر سامنے آئے۔ ان کی ابتداء مسلمانوں نے نہیں بلکہ اسلام دشمن طاغوتی طاقتوں نے کی اے بادصبا ایں ہمہ آوردہ تست۔ یعنی یہ تمام جنگیں خود کافروں کی ساختہ پرداختہ ہیں اور ہمارے پیارے نبی

ﷺ نے محض دفاع کیا اور حفاظتی تدابیر اختیار فرمائے، دفاع وحفاظت رحمت کے قطعاً منافی نہیں، موذی کی طاقت ختم کر دینا رحمت ہے۔ ظالم کو سزا ملنا رحمت ہے۔

سانپ کو مار ڈالنا رحمت ہے، چور، ڈاکو، زانی، بدمعاش اور فساد برپا کر دینے والے کو سزا دینا ظلم نہیں رحمت ہے اور ان کے جور و جبر سے بچنا بچانا کسی کے نزدیک بھی ظلم نہیں بلکہ رحمت ہے۔ لہٰذا ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کے یہ اقدامات بھی یقیناً رحمت تھے، یہودیوں کو جلاوطن کرنے کا پس منظر یہ ہے کہ بنو عامر کے دو شخص جن کے ساتھ رسول ﷺ کا عہد تھا، مدینہ منورہ سے اپنے اہل کی طرف نکلے۔ راستے میں عمرو بن امیہ ضمری نے ان کو قتل کر دیا اللہ کے رسول ﷺ نے مطالبہ دیت کے لئے بنو نضیر سے مدد مانگی، انہوں نے جواب دیا تشریف رکھیں ہم مشورہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر وعمر وعلیؓ کے ساتھ ان کی ایک دیوار تلے بیٹھ گئے یہودیوں نے بجائے مدد دینے کے یہ مشورہ کیا کہ دیوار کے اوپر سے آپ پر چکی کا پاٹ گرا دیں، آپ ان کی نیت بد پر مطلع ہو گئے اور فوراً مدینہ منورہ تشریف لائے اور بحکم الٰہی اس عمل بد کی ان کو سزا دینے کی تیاری فرمائی بنو نضیر کو جلاوطن کر دیا مگر ان کو یہ اجازت بخشی کہ جو مال وہ اونٹوں پر لے جا سکیں لے جائیں، چنانچہ وہ اپنے اموال لے کر خیبر میں شام کی طرف چلے گئے۔ بنو قریظہ کو آپ نے معاف فرما دیا اور وہ اپنے گھروں میں متمکن رہے۔ ثابت ہوا کہ آپ کا ہر اقدام رحمت ہی رحمت تھا۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا

تیسری آیت

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کا حکم برحق ہے کہ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ﴿۱۶۲﴾ لَا

شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ (الانعام)

"اے حبیب فرمادیجئے بے شک میری نماز اور میراحج وقربانی (سب عبادات) اور میرا جینا اور (اس دنیا سے) پردہ کرجانا اللہ ہی کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں"۔

اس آیت کے آخری جملے سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے رسول اکرم نور مجسم خاتم المرسلین ﷺ تمام مسلمانوں یعنی اللہ تعالیٰ کے ماننے والوں فرشتوں، حوروں، جنوں، انسانوں، عرش وکرسی لوح وقلم یعنی ہر چیز سے پہلے اللہ کو ماننے والے ہیں آپ کا سب سے پہلے مسلمان ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ سب سے اول ہیں"۔

اگر آپ ﷺ کو ساری مخلوق سے پہلے نہ مانا گیا تو پھر جو کوئی تخلیق میں آپ ﷺ سے اول ہوگا۔ اول مسلمان ہونے کا اصلی حقدار بھی وہی قرار پائے گا، حالانکہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث صحیحہ کثیرہ سے یہ ثابت ہے کہ قدرت الٰہی کے شاہکار اول آپ ہیں اور نور الٰہی کا جلوہ اول آپ کی ذات گرامی درجات ہے اور آپ ہی نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار فرمایا اور سب سے پہلے اس کی عبادت میں سرگرم عمل ہوئے۔ آپ کو نور الٰہی کا جلوہ اول ماننا قرآن پاک کی آیت تو آیت قرآن مجید کے کسی ایک جملے کے منافی بھی نہیں بلکہ قرآن علی الاعلان آپ کی اولیت و نورانیت کو بیان فرماتا ہے چنانچہ آیت مندرجہ بالا کے تحت صاحب تفسیر عرائس البیان جلد ۱ ص ۲۳۸ پر ارقام فرماتے ہیں:

وانا اول المسلمين اشارة الى تقدم روحه وجوهره على جميع الكون

اس آیت میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کی روح پاک اور ذات اقدس تمام کائنات سے پہلے ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کو مانتی ہے چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آل عمران: 83) اور

اللہ کیلئے اسلام لائے وہ سب جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں" لیکن سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کیلئے اسلام لانے والے از روئے قرآن ہمارے پیارے رسول ﷺ ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ تخلیق کے لحاظ سے بھی زمینوں و آسمانوں میں بسنے والی تمام مخلوق سے پہلے تھے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات پر، اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ، کا اطلاق اس وقت صحیح قرار پائے گا جب آپ کو سب سے پہلے مان لیا جائے اور اس حقیقت کا انکار منصف مزاج سے ہرگز متصور نہیں چنانچہ دیو بندی حضرات کے مفسر شہیر علامہ شبیر احمد عثمانی دیو بندی کو لکھنا پڑا کہ عموماً مفسرین وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ہیں۔ لیکن جب جامع ترمذی کی حدیث "کنت نبیا و آدم بین الروح و المجسد" (یعنی میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح و جسم کے مابین تھے) کے موافق آپ اول الانبیاء ہیں تو اول المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۹۴)

چوتھی آیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکماً فرمایا۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ (الانعام: ۱۴)

"فرما دیجئے (اے حبیب) مجھے حکم دیا گیا یہ کہ میں سب سے پہلے مسلمان ہوں"۔

امرت، ماضی مطلق مجہول سے واحد متکلم کا صیغہ ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کو یہ حکم بہت پہلے کسی اور جہان میں دیا گیا اور آپ وہاں سب اسلام لانے والوں سے پہلے اسلام لا کر اول ہوئے۔ چنانچہ عارف باللہ امام احمد بن محمد مالکی المتوفی ۱۲۴۱ھ فرماتے ہیں۔

فهو اول الملسلمين على الاطلاق (تفسیر صاوی ج ۲ ص ۷)

یعنی حضور اکرم نور مجسم ﷺ علی الاطلاق بغیر کسی قید و حد کے اول المسلمین ہیں۔ یعنی تمام مخلوق سے پہلے آپ کی جلوہ گری ہوئی تھی۔

پانچویں آیت

اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میرے حبیب آپ اعلان فرمادیں۔

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ⑫ (الزمر)

"اور مجھے حکم ہے کہ میں ہوں سب سے پہلے حکم بردار"۔

مفتی احمد یار خان صاحب (مرحوم) لکھتے ہیں کہ "صوفیا (اہل اللہ) فرماتے ہیں کہ سارے عالم میں سب سے پہلے حضور ﷺ عابد ہیں آپ ولادت شریفہ سے پہلے بھی عالم ارواح میں بھی عابد تھے"۔ (انور العرفان)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے لکھا ہے کہ چنانچہ آپ ﷺ عالم شہادت میں اس امت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین و آخرین کے اعتبار سے اللہ کے سب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۹۶)

چھٹی آیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ (81) (الزخرف)

"(اے حبیب) آپ فرمائیں اگر رحمٰن کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرتا"۔

حکیم امت حضرت مفتی احمد یار خان اپنی مختصر تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں میں اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ہیں کیونکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت نور محمدی ﷺ نے کی ہے۔ (نور العرفان ص ۷۸۹)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ۔

(حضور ﷺ) نے فرمایا میں اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ہونے کے باوجود کسی ہستی کو اس کے اولاد نہیں مانتا تو تم کون سے اللہ کا حق ماننے والے ہو۔ (تفسیر عثمانی ۲ ۶۴۲)

غیر مقلدوں کے مولوی داؤد راز غیر مقلدیت کے جنگل سے بھاگ کر عثمانی صاحب

کی تقلید کرتے ہوئے مندرجہ بالا عبارت کو اپنی تفسیر میں لکھ کر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ہیں (تفسیر گوڑ گانوی ص ۵۹۴)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جو معبود برحق کی عبادت کرنے میں اول ہے یقیناً وہ خلقت میں بھی اول ہے اس لئے تو ترجمان غیر مقلدیت مولوی وحید الزمان کو حق کا ساتھ دیتے ہوئے لکھنا پڑا۔

بداء الله الخلق بالنور المحمدی

"اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ابتداء نور محمدی ﷺ سے فرمائی ہے"۔

(ہدیۃ المہدی حصہ اول ص ۵۶)

ساتویں آیت

اللہ تعالیٰ جل وعلا نے اپنے محبوب کی شان میں فرمایا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ (الانشراح)

"(یارسول اللہ ﷺ) کیا نہیں کھولا ہم نے آپ کے لئے ابتداء کو"۔

امام راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ صدر کا معنی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں

صدر، الصدر ، الجارحة ثم استعير لمقدم الشی ء

..الصدر کا معنی ہے کھولنا، پھر ہر شئی کی ابتداء کے لئے استعمال ہونے لگا۔

(الصدر، مص، اعلی، مقدم کل شئی، اول کل شیء) الصدر مصدر سے بمعنی اعلی، ہر چیز کا شروع ہر چیز کا اول۔

مناظر اسلام علامہ محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے مقیاس نور میں بحوالہ شرح بدا الامالی، لامام علی قاری حنفی مکی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرمایا ہے کہ

الم نشرح لک صدرک و صدر الشئی ایضا اوله ففی التعبيربه ايماء الی انه اول الرسل وجودا لما انه آخر هم شهودا علی ماورد اول ماخلق الله نوری او روحی

وکنت نبیا و آدم بین الماء والطین

"اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ، صدر الشئی شے کے اول کو کہا جاتا ہے، یہاں صدر کے لفظ کو استعمال کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ تمام رسولوں سے اول ہیں۔ جب کہ آپ کا ظہور آخر میں ہوا۔ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا یا میری روح کو، اور میں اس وقت نبی تھا، جب حضرت آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے"۔

"صدر" کا معنی "اول" حدیث پاک سے ثابت ہے چنانچہ حضور پر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا" من قرا یس فی صدر النهار قضیت حوائجه" جو کوئی سورۃ یس کو اول دن میں پڑھے اس کی حاجتیں پوری کر دی جاتی ہیں۔ دارمی (مشکوۃ واشعۃ اللمعات فضائل قرآن) اکثر شہروں کا صدر ہوتا ہے جو شہر میں داخل ہونے سے پہلے آتا ہے اور سینے کو صدر اس لئے کہا گیا ہے کہ انسان جب اپنی صداقت وطاقت کا لوہا منوانا چاہتا ہے تو اپنا سینہ تان کہ کہتا ہے میں سچا ہوں یا میں طاقتور ہوں۔ اس وقت اس کا سینہ اس کے پورے جسم سے نمایاں ہوتا ہے لہٰذا اس کا معنی اول کرنا موزوں وحکمت کے مطابق ہے۔

آٹھویں آیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ
جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ
قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ
فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨١﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٨٢﴾ (آل عمران)

"(اے حبیب یاد کیجئے) جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس رسول گرامی تصدیق کرنے والا اس کی جو تمہارے ساتھ ہو تو ضرور بالضرور تم اس پر ایمان لے آنا اور ضرور بالضرور اس کی مدد کرنا (اللہ

نے فرمایا اس وعدے کے) گواہ ہو جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں (سن لو) پھر جو کوئی اس وعدے سے پھر جائے تو وہی لوگ نافرمان ہوں گے"۔

ان آیتوں سے جو مسئلے ثابت ہوتے ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے

(۱) اِذْ سے پہلے "اذکر" محذوف ہے اور اذ اس کا مفعول بہ بن رہا ہے۔ معنی یہ ہوا کہ اے محبوب یاد کیجئے اس بات کو یعنی حضور ﷺ کو وہ بات یاد دلانا مقصود ہے جو آپ کے دنیا میں آنے سے پہلے ہو چکی ہے (تفسیر جلالین ص ۵۵ وص ۷ حاشیہ نمبر ۳۰) وتفسیر صاوی ج ا ص ۱۸، ص ۱۵۵!) اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) آپ باذن اللہ گزشتہ حالات سے باخبر ہیں (۲) آپ کو غیب کا علم عطا کیا گیا ہے۔

(۲) النَّبِیّٖنَ سے ثابت ہوا کہ نبی ہر حالت میں نبی ہوتا ہے اور نبی اس مقدس ہستی کو کہتے ہیں جو مبعوث من اللہ ہو کر غیب کی خبریں دینے والا بلند مرتبہ انسان ہو۔

(مقالات کاظمی ج ۳ لفظ نبی کی تحقیق)

(۳) ثُمَّ جَآءَكُمْ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ ہی آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کی تشریف آوری کا ذکر کرنا اور محفل میلاد منانا سنت الٰہی ہے۔

(۴) مُصَدِّقٌ سے ثابت ہوا کہ آپ باعلام اللہ جملہ انبیاء کے تمام حالات سے باخبر ہیں کیونکہ بے علم و بے خبر مصدق نہیں بن سکتا۔

(۵) لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ سے ثابت ہوا کہ جملہ انبیاء اپنے اپنے مقامات پر زندہ ہیں اور ہمارے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لا کر اور آپ کی مدد فرما کر اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ پورا کر چکے ہیں۔ انہیں زندہ نہ ماننا اور ان کی نصرۃ سے انکار کرنا قرآن مجید کی متعدد آیات کے خلاف ہے۔ از روئے قرآن آپ پر ایمان نہ لانے والا اور آپ کی مدد نہ کرنے والا فاسق ہے۔ اور نبی ہر عیب سے پاک ہوتا ہے۔ (فافہم وتدبر) انبیاء کرام کی حیات ونصرۃ کے منکروں کے پیشواء علامہ ابن قیم نے دلائل کا اقرار کرتے ہوئے لکھا ہے

کہ انبیاء کرام کے وصال کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو گئے ہیں۔ ہم انہیں دیکھ نہیں سکتے حالانکہ وہ زندہ موجود ہیں۔

(کتاب الروح، ضیاء القرآن ج ۳ ص ۵۸۳)

(۶) اِصْرِیْ سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد عربی ﷺ کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ ہے کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(۷) فَمَنْ تَوَلّٰی سے ثابت ہوا کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد جملہ انبیاء کرام آپ پر ایمان لا کر آپ کی مدد کر رہے ہیں۔ جو کوئی انبیاء علیہم السلام کی حیات ایمان ونصرۃ کا منکر ہے۔ معاذ اللہ وہ انہیں نبی نہیں مانتا بلکہ ان معصوموں کو فاسق بنانے پر تلا ہوا ہے۔

وعدہ کہاں لیا گیا تھا

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے یہ وعدہ تمام انبیاء کرام سے ایک ہی مقام پر لیا تھا قرائن ثابت کرتے ہیں کہ اس وعدے کی محفل عالم ارواح میں منعقد ہوئی تھی۔

ابن مردویہ ابن عباس سے مخرج انہوں نے فرمایا، عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ متی اخذ میثاقک آپ کا میثاق کب لیا گیا۔ فرمایا ”و آدم بین الروح والجسد“ جب آدم روح اور جسد کے درمیان تھے۔ (درمنثور ج ۵ ص ۱۸۴ مقام رسول ص ۲۱۰)

ہمارے مرشد امام اہل سنت فرماتے ہیں۔ انبیاء کرام سے یہ عہد عالم ارواح میں لیا گیا تھا۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۱)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل عبارت بھی قول سابق کی مشیر ہے۔

خصوصیت النبی ﷺ بکونه اول النبیین فی الخلق و مقدم نبوته و اخذ المیثاق علیه (خصائص کبری ج ۱ ص ۳)

اس میں آپ کی خصوصیت ہے کہ آپ ہی سارے نبیوں سے پہلے پیدا ہوئے اور

آپ کو نبوت پہلے ملی اور آپ کے لئے میثاق کی محفل منعقد ہوئی۔ یعنی یہ تینوں معاملے عالم اجسام سے پہلے کے ہیں۔

مقام میثاق اور وہابی

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی وہابی نے لکھا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے تو اس عہد کا لیا جانا قرآن مجید میں مصرح ہے...... اور محل (جگہ) اس عہد کا...... عالم ارواح ہو۔

(بیان القرآن علی ہامشہ)

مولوی عبد الماجد دریا آبادی وہابی، تفسیر ماجدی ج ا ص ۱۴۵ میں لکھتے ہیں۔

اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ۔ یعنی ارواح انبیاء سے عہد لیا، عالم ارواح میں اس ناسوتی دنیا سے قبل۔ غیر مقلدوں کے گھر کے ایک فرد میاں عبد الرشید صاحب مرحوم لکھتے ہیں قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام سے اس وقت دو عہد لئے جانے کا ذکر ہے جب وہ ابھی وجود خاکی میں نہیں آئے تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء روز اول سے الگ گروہ ہیں۔ (نور بصیرت)

مربی ارواح

حضور اکرم ﷺ کی روح مبارک اس جہان میں تمام نبیوں میں روحوں کی تربیت فرمانے والی اور ان پر علوم الٰہیہ کو پہنچانے والی تھی۔

> و بعضے عرفا گفته اند که روح شریف وے ﷺ نبی بود در عالم ارواح که تربیت ارواح مے کرد چنانکه درین عالم به جسد شریف مربی اجساد بود به تحقیق ثابت شده است خلق ارواح قبل اجساد (والله اعلم)

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۷۴)

”بعض عرفا فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی روح مبارک عالم ارواح میں نبی

تھی۔ اور روحوں کی تربیت کرتی تھی، جس طرح آپ اس عالم میں جسد شریف سے مربی اجساد ہیں اور یہ تحقیق سے ثابت ہے کہ عالم اجساد سے پہلے ارواح پیدا ہو چکی تھیں"۔

محقق علی الاطلاق برکت رسول فی الہند الامام الشاہ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارقام فرمایا ہے کہ احادیث میں مروی ہے کہ جب نور مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا گیا اور آپ کے نور سے تمام انبیاء کے انوار نکالے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے ارشاد فرمایا کہ ان انوار کی جانب نظر فرمایئے۔ جب حضور ﷺ نے ان پر نظر فرمائی تو ان کے انوار پر آپ ﷺ کا نور غالب آ گیا اور سب کے نور ماند پڑ گئے وہ عرض کرنے لگے۔ اے اللہ یہ کس کا نور ہے۔ جس کے سامنے ہمارے نور ماند پڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرے (حبیب حضرت محمد ﷺ) کا نور ہے۔ اگر تم ان پر ایمان لے آؤ تو ہم تمہیں نبوت کے منصب پر فائز کریں گے۔ سب نے عرض کیا ہم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے یہ حقیقت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ) میں اظہر من الشمس ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۳) امام المکاشفین سند المدققین الشیخ الاکبر فتوحات مکیہ جلد سوم، باب ۳۸۲، ص ۱۷۱ پر فرماتے ہیں کہ فخر موجودات آقائے کائنات ﷺ بشری نبوت سے پہلے بھی موجود تھے۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم کا جسم تیار کیا جا رہا تھا۔

فتوحات مکیہ کے بارہویں باب کے ص ۱۸۵ پر فرمایا ہے۔ طالب حقیقت کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے۔ جب ارواح محصورہ کو پیدا کیا گیا جو زمانے میں تمام اجسام کی تدبیر کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت معلومہ کی تعیین کے لئے فلک کی حرکت کے وقت حاصل ہوتا ہے اور زمانے کی حرکت سے بھی پہلے اپنی حقیقت کو ظاہر فرمانے کی خاطر جس روح مدبرہ کو پیدا کیا وہی رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک ہے۔ اس کے بعد فلک کی حرکات کے وقت اور ارواح کا صدور ہوا ان کا وجود عالم غیب میں تھا اور

عالم شہادت میں موجود نہ تھے۔ (۲) فتوحات مکیہ جلد سوم باب ۳۱۳ ص ۶۴ پر فرمایا۔

سیدنا محمد رسول ﷺ ہماری روحوں کی اصل ہیں پس آپ روحانی لحاظ سے اولین باپ ہیں جیسے کہ جسمانی لحاظ آدم اولین باپ ہیں اور رسالت کے لحاظ سے نوح علیہ السلام اولین باپ ہیں جنہیں سب سے پہلے رسول بنا کر بھیجا گیا ان سے پہلے نبی تھے، ہر ایک اپنے رب کی طرف سے شریعت پر تھا۔ (جواہر البحار ج ۱ ص ۳۹۱)

کسی عارف باللہ و عاشق رسول اللہ ﷺ نے کیا خوب استفسار کیا ہے۔

راست گو اے آفتاب جملہ نور	از کجا ملک تو فرمودی ظہور
من بظاہر گرچہ آدم زادہ ام	در حقیقت جدوجد افتادہ ام

"اے تمام نوروں کے آفتاب (مرکز) یہ تو بتاؤ کہ آپ کس ملک سے تشریف لائے ہیں (آپ نے فرمایا) ظاہر میں اگرچہ میں آدم زادہ ہوں حقیقت میں اس کی اصل و بنیاد ہوں"۔

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والبرکۃ فرماتے ہیں۔

ان کی نبوت ان کی ابوت ہے سب کو عام
ام البشر عروس انہیں کے پسر کی ہے
ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں صدا ابوالبشر کی ہے

غیر مقلدوں نے حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کو شاعر رسالت محمدیہ ﷺ مان لیا ہے۔ علامہ مرحوم حضور ﷺ کو راز دان جزو کل کی وہابیت کش صفت سے یاد کر کے ارقام فرماتے ہیں۔

گفت باامت زدنیائے شما	دوستدارم طاعت و طیب و نساء
گر ترا ذوق معانی رہنما ست	نکتہ پوشیدہ در حرف شماست
یعنی آن شمع شبستان وجود	بود در دنیا و از دنیا نہ بود

جلوہ او قدسیان را سینہ سوز   بود اندر آب و گل آدم ہنوز

(اسرار ورموز)

”راز دان جزو کل نے امت کو فرمایا تمہاری دنیا سے طاعت، طیب اور نساء کو پسند کرتا ہوں اگر تمہیں ذوق معانی، راہنما ہے، تو حرف شما میں نکتہ پوشیدہ ہے یعنی وہ شبستان وجود کے نور، دنیا میں آئے ہیں، دنیا سے نہیں ہیں، اس کا نور قدسیوں کے سینے کو گرما رہا تھا۔ آدم اس وقت آب وگل میں تھے۔ کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین“۔

علامہ مرحوم جاوید نامہ ص ۱۵۰ پر عبدہ کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں۔

عبدہ از فہم تو بالا تراست   زانکہ او ہم آدم و ہم جوہراست
جوہر او نے عرب نے اعجم است   آدم است و ہم ز آدم اقدم است
عبدہ دہر است و دہر از عبدہ است   ما ہمہ رنگیم او بے رنگ و بوست
عبدہ با ابتدا بے انتہا ست   عبدہ را صبح و شام ما کجا است
کس ز سر عبدہ آگاہ نیست   عبدہ جز سر الا اللہ نیست
مدعا پیدا نہ گردد زیں دو بیت   تانہ بینی از مقام مارمیت

شعروں کا خلاصہ یہ ہے کہ عبدہ فہم سے بالاتر ہے کیونکہ وہ آدم بھی اور جوہر بھی ہے وہ جوہر عربی ہے نہ عجمی آدم ہے اور آدم سے بہت پہلے بھی عبدہ دہر ہے اور دہر عبدہ سے ہے ہم سب رنگ والے ہیں عبدہ بے رنگ و بو ہے عبدہ کی ابتداء ہے انتہا نہیں عبدہ کی کوئی صبح و شام نہیں عبدہ کے راز سے کوئی آگاہ نہیں عبدہ الا اللہ کے راز کے سوا کچھ نہیں ان بیتیوں سے مقصد ظاہر نہ ہوگا جب تک مقام مارمیت کو نہ دیکھو۔

وہابیوں کا عقیدہ

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے لکھا ہے۔

جب ذات بابرکات محمدی ﷺ موصوف بالذات بالنبوت ہوئی اور انبیاء باقی

موصوف بالعرض تو یہ بات اب ثابت ہوگئی کہ آپ والد معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی کے۔ (تحذیر الناس ص ۱۷)

دیو بندیوں کے مولانا نانڈوی صاحب لکھتے ہیں۔ پس باعتبار جسم اطہر کے اگر چہ آپ اولاد آدم ہیں لیکن باعتبار روح کے آپ سب کے امام اور باپ ہیں۔

(الشہاب الثاقب ص ۵۴)

غیر مقلدوں کے مشہور عالم مولوی وحید الزمان حیدر آبادی متوفی ۱۳۳۸ھ لکھتے ہیں۔

بدء اللہ سبحانہ الخلق بالنور المحمدی ثم بالماء ثم خلق العرش علی الماء ثم خلق الریح ثم خلق النون و القلم واللوح ثم خلق العقل فالنور رالمحمدی مادۃ اولیہ لخق السموت والارض و مافیھا (ہدیۃ المہدی ص ۵۶)

"اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ابتداء نور محمدی ﷺ سے فرمائی پھر پانی وعرش وہوا، دوات قلم ولوح اور عقل کو بنایا پس آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب کی تخلیق کا مادہ اول نور محمد ﷺ ہے"۔

ثابت ہوا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے نور مقدس کو پیدا فرمایا اور انبیاء کرام کے نور اور، روح اور دیگر اشیاء کو آپ کے نور پاک سے بنا کر کائنات، رنگ وبو اور نظام ہستی کو ظاہر فرمایا

وھو خالق کل شیء جل جلالہ

نویں آیت

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ

"اور (اے محبوب یاد کیجئے) جب ہم نے (تبلیغ رسالت پر) نبیوں سے عہد لیا اور آپ سے اور نوح اور ابراہیم موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور ہم نے ان سے

پختہ عہد لیا"۔ (الاحزاب)

ضیاء امت محمدیہ حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازھری رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

(اس آیت میں) اس امر کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگرچہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت تمام انبیاء کے بعد ہوئی، لیکن تخلیق میں اولیت کا شرف حضور فخر الاولین والآخرین ﷺ کو ہی حاصل ہے۔ چنانچہ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ سے جب اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

کنت اولھم فی الخلق و آخرھم فی البعث "یعنی پیدائش میں، میں سب سے پہلے تھا اور بعثت میں سب نبیوں کے بعد ہوں۔ (ضیاء القرآن ج ۴ ص ۱۶)

تفسیر بالحدیث

اللہ تعالیٰ نے سارے نبیوں سے پہلے ہمارے پیارے رسول معظم نور مجسم ﷺ کا ذکر فرمایا ہے اور یہ اولیت اس بات کی دلیل ہے کہ آپ خلقت میں بھی تمام انبیاء کرام سے اول ہیں چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں خود سرور کشور رسالت ﷺ کا ارشاد گرامی موجود ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید العالمین ﷺ نے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ کو پڑھ کر فرمایا

کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۴۲)

"میں پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے ہوں اور مبعوث ہونے میں ان کے بعد ہوں"۔

حافظ ابن کثیر دمشقی نے اپنی تفسیر و تاریخ میں مندرجہ بالا حدیث شریف کے آخر میں یہ جملہ بھی روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بدا بی قبلھم یعنی میثاق انبیاء میں میرا ذکر پہلے کرنے کی وجہ بھی ہے کہ خلقت میں ان سب سے اول ہوں۔ حافظ ابن کثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں ھذا اثبت واصح یعنی یہ حدیث بہت ثابت اور زیادہ صحیح ہے۔ امام قاضی

عیاض و محدث علامہ ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ نے حدیث شریف مندرجہ بالا کو بغیر کسی تنقید کے روایت کرکے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ (الوفی ج ۱ ص ۳۵۵، شفاء ج ۱ ص ۱۵۳)

مولوی شبیر احمد عثمانی دیو بندی نے آیت مندرجہ بالا کے تحت لکھا ہے۔

یہ پانچ پیغمبر جن کے نام یہاں خصوصیت سے لئے، اولوالعزم پیغمبر کہلاتے ہیں ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا اور جب تک دنیا ہے، رہے گا، ان میں پہلے نام ہمارے نبی ﷺ کا ہے حالانکہ عالم شہادت میں آپ کا ظہور سب کے بعد ہوا ہے مگر درجہ میں آپ سب سے پہلے ہیں اور وجود بھی آپ کا عالم غیب میں سب سے مقدم (پہلے) ہے۔ کما ثبت فی الحدیث۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۴۳)

ائمہ اسلام اور مفسرین کرام نے قرآن پاک کی اس آیت سے اور حدیث کے حوالے سے یہ بات اعلانیہ فرمائی کہ حضور پر نور ﷺ اول الخلق ہیں چنانچہ امام علامہ ناصر الشریعہ محی السنۃ علاؤ الدین محمد الخازن متوفی ۷۴۱ھ ارقام فرماتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی فضیلت و تعظیم کے لئے آپ کا ذکر پہلے کیا ہے اور اس وجہ سے بھی جس کو امام بغوی نے باسناد ثعلبی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں پیدائش میں انبیاء سے اول ہوں اور تشریف آوری میں ان کے بعد ہوں، حضرت قتادہ نے فرمایا اسی کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک میں ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ (الایۃ)

اس لئے اس نے حضور ﷺ کا ذکر پہلے فرمایا۔ (خازن ج ۳ ص ۴۸۳)

بیہقی وقت علامہ قاضی ثناء اللہ عثمانی متوفی ۱۲۲۵ھ لکھتے ہیں حضور ﷺ کی عظمت شان ظاہر کرنے کے لئے دوسرے پیغمبروں کے ذکر سے پہلے آپ کا ذکر (بطور خطاب) کیا گیا اس تقدیم ذکر سے اس بات کی طرف اشارہ ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی، کہ پیدائش کے آغاز کے لحاظ سے میں سب لوگوں سے مقدم ہوں اور بعثت و نبوت کے لحاظ سے سب کے بعد آیا ہوں۔

رواہ سعد عن قتادہ مرسلا ولکن رواہ البغوی عن قتادہ عن الحسن عن ابی ہریرہ متصلا (تفسیر مظہری ج ۷ ص ۲۸۷)

(بروایت بغوی) قتادہ نے (حدیث مذکور کے بیان کرنے کے بعد کہا یہی مضمون ہے آیت) وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ کا اس میں اللہ نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر نوح ابراہیم، موسیٰ و عیسیٰ سے پہلے فرمایا ہے۔ ابن سعد اور ابو نعیم نے حلیہ میں میسرۃ بن فجر بن سعد کی وساطت سے بروایت ابو الجدعا اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس کی روایت سے حدیث مذکور کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان (کشاکش میں) تھے۔

مقام میثاق

حکیم امت دیوبند مولوی اشرف علی صاحب تھانوی چشتی لکھتے ہیں۔ شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی بنائے گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدم اس وقت روح اور جسد کے درمیان تھے جب کہ مجھ سے میثاق (نبوت کا) لیا گیا۔

کما قال تعالیٰ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ

روایت کیا اس کو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے ابن رجب کے ذکر کے موافق

تھانوی صاحب حاشیہ میں لکھتے ہیں اخذ میثاق (یعنی عہد لینا) تو یقینا موقوف ہے۔ وجود اور ثبوت پر مرتبہ تقدیر میں میثاق ہونا نہ نقل اس کی مساعد (موافق) ہے نہ عقل تھانوی صاحب چھٹی روایت کے تحت لکھتے ہیں اور اوپر شعبی کی روایت میں آپ سے قبل آدم میثاق لیا جانا مذکور ہے۔

مندرجہ بالا آیت کے تحت امام جلال الدین سیوطی نے درج ذیل حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔

نمبر (۱) ابن مردویہ ابن عباس سے مخرج کہ ابن عباس نے فرمایا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا میثاق کب لیا گیا فرمایا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

نمبر (۲) ابن سعد نے اخراج کیا کہ ایک مرد نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ سے کب خبر طلب کی گئی فرمایا جب محمد سے وعدہ لیا گیا اس وقت آدم روح اور جسم کے مابین تھے۔

نمبر (۳) بزار اور طبرانی اوسط میں اور ابونعیم دلائل میں ابن عباس سے راوی ومخرج کہ ابن عباس نے فرمایا عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ آپ کب نبی تھے۔؟ فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

نمبر (۴) امام احمد اور بخاری تاریخ میں طبرانی اور حاکم بافادہ صحت اور ابونعیم اور بیہقی دلائل میں میسرہ سے راوی ہیں کہا، خود میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا اس وقت جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

نمبر (۵) حاکم اور ابونعیم اور بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں حضرت ابوہریرہ نے فرمایا بارگاہ سرکار میں عرض کیا گیا آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہے؟ فرمایا ابھی آدم کی خلقت مکمل نہ ہوئی تھی۔

نمبر (۶) ابونعیم صنابحی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کب سے نبی بنے ہیں؟ فرمایا اس وقت سے کہ جب آدم گارے میں تھے۔ (یعنی ان کے جسم کے لئے گارا تیار ہو رہا تھا)۔

نمبر (۷) ابن سعد، ابن ابی الجدعا سے مخرج ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کب سے نبی بنے؟ فرمایا حضرت آدم کی خلقت سے پہلے۔

نمبر (۸) ابن سعد مطرف سے مخرج کہ ایک مرد نے حضور ﷺ سے سوال کیا آپ کو نبوت کب ملی؟ فرمایا جب آدم روح اور گارے کے درمیان تھے۔

نمبر (۹) ابن ابی شیبہ قتادہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ جب وَاِذْ اَخَذْنَا الایۃ پڑھتے تو فرماتے بھلائی میں مجھ سے ابتداء کی گئی اور میں ان انبیاء سے تشریف لانے میں آخر ہوں

نمبر (۱۰) ابن جریر قتادہ سے راوی ہیں وَاِذْ اَخَذْنَا (الایۃ) فرمایا کہ ہمارے لئے یہ

ذکر کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں پیدائش میں سب نبیوں سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب کے بعد

نمبر(۱۱) حسن بن ابی سفیان اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابو نعیم دلائل میں، اور دیلمی اور ابن عساکر بطریق قتادہ حسن سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضور ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَاِذْ اَخَذْنَا (الایۃ) میں راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا میں خلقت میں اول انبیاء ہوں اور بعثت میں ان سے آخر ہوں اسی لئے ان سے پہلے میرا ذکر ہوا۔ (مقام رسول ص ۲۱۰ تا ۲۱۲ بحوالہ تفسیر در منثور ج ۵ ص ۱۸۴ مطالع المسرات ص ۱۲۱، ۲۳۰)

نمبر(۱۲) حضور ﷺ نے فرمایا کنت اول هم خلقا و آخر هم بعثا۔ خلقت میں ان سب سے اول ہوں بعثت میں ان کے بعد۔

(مقام رسول ص ۲۱۲، روح البیان ج ۵ ص ۲۲۱)

امیر المومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ سرور کون و مکان ﷺ نے دوران گفتگو گریہ فرمایا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں یہ گریہ وزاری کیسی؟ جبکہ باری تعالیٰ شانہ کی بارگاہ میں آپ کو ایسا مقام رفیع حاصل ہے کہ اس نے آپ کو جملہ انبیاء سے بعد میں مبعوث فرمایا لیکن آپ کا ذکر خیر سب سے پہلے نشر فرمایا۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ (الایۃ) میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی فضیلت اس درجہ ہے کہ جہنم میں عذاب پانے والے دوزخی بھی یہ خواہش کریں گے کہ انہوں نے آپ کی پیروی کی ہوتی اور یوں پکاریں گے۔ یلیتنا اطعنا اللہ و اطعنا الرسول ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں پیدائش میں جملہ انبیاء سے مقدم پہلے ہوں اور بعثت کے لحاظ سے سب

میں آخر ہوں اسی لئے مذکورہ بالا آیت میں آپ کا ذکر نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام سے پہلے فرمایا گیا۔ (جواہر البحار اردو ج ۱ ص ۵۵، ص ۵۶)

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ حضور پر نور ﷺ ہی سارے نبیوں سے پہلے پیدا ہوئے ہیں لیکن دنیا میں آپ سب انبیاء کے بعد آخری نبی بن کر تشریف لائے ہیں یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔

دسویں آیت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ (الاعراف)

”اور یاد کیجئے (اے حبیب) جب آپ کے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان کی جانوں پر انہیں گواہ بنایا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا کیوں نہیں (یقیناً تو ہمارا رب ہے) ہم نے گواہی دی (یہ اس لئے) کہ قیامت کے دن تم کہنے لگو ہم تو اس سے بے خبر تھے“۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ کو ایک گزشتہ واقعہ یاد دلایا ہے۔ اور اپنی ربوبیت کو اپنے محبوب سے منسوب فرما کر ان کی عظمت کو بلند فرمایا ہے۔ یہ وعدہ اَلَسْتُ کے نام سے دنیائے اسلام میں مشہور ومعروف ہے۔ اس وعدہ میں اللہ تعالیٰ نے جملہ بنی نوع انسان سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا ہے۔ احادیث میں یہ شہادت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور ربوبیت کے اقرار کے لئے اَلَسْتُ والے معاہدے میں بھی ہمارے نبی ﷺ سب سے اول رہے چنانچہ امام اہل سنت غزالی زمان سیدی ومرشدی قبلہ کاظمی کریم رقم طراز ہیں تمام نفوس بنی آدم سے پہلے ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کی ذات قدسی نے بَلٰی کہا اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف فرمایا اور باقی تمام نفوس بنی آدم نے حضور

ﷺ کے اقرار کے بعد اقرار کیا اس واقعہ کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ذات پاک مصطفیٰ ﷺ مخلوق ہو کر عدم سے وجود میں جلوہ گر ہو چکی تھی۔

یعنی آپ کی ذات بابرکات ﷺ نہ صرف جلوہ گر ہو چکی تھی بلکہ اپنے معبود کی معرفت حاصل کر چکی تھی اس لئے تو سب سے پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور وحدانیت کا اعلان فرمایا! چنانچہ قاری محمد طیب دیوبندی قاسمی نے لکھا ہے کہ عہد اَلَسْتُ میں جب کہ ساری نوع بشری سے سوال کیا گیا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے سب سے پہلے جس نے بَلٰی کہہ کر اقرار، ربوبیت کیا وہ آنحضرت خاتم الانبیاء ہی کی ذات بابرکات تھی جن کی صدائے حق سن کر سب نے بَلٰی کی آوازیں لگائیں کہ کیوں نہیں بیشک آپ ہمارے رب ہیں جس سے واضح ہے کہ آغاز بشریت کے وقت حضور ہی عالم بشریت کے معلم اول اور اس کی معرفت ربوبیت کے مربی تھے۔ (آفتاب نبوت ص ۸۴)

ابو سہل قطان کی امالی کے ایک جزو میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابو جعفر محمد بن علی (امام باقر) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب انبیاء سے تقدم کیسے ہو گیا؟ حالانکہ آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشتوں میں سے ان کی اولاد کو (عالم میثاق) میں نکالا اور ان سب سے ان کی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں تو سب سے اول (جواب میں) بَلٰی محمد ﷺ نے کہا اور اسی لئے آپ کو سب انبیاء سے تقدم ہے گو آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے۔ (مشکوٰۃ، ایمان بالقدر)

غیر مقلدوں کے نواب صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ لکھتے ہیں سب سے پہلے آپ ہی سے میثاق لیا گیا اور سب سے پہلے آپ ہی نے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں بَلٰی کہا۔ الشمامہ

''بلیٰ'' روح نے کہا یا جسم نے

سوال: یہ بات مشہور ہے کہ روز اَلَسْتُ روحوں نے بلیٰ کہا تھا یہ بات کس حد تک درست ہے؟

جواب: لوگوں کی یہ بات کہ روز اَلَسْتُ روحوں نے بلیٰ کہا تھا بالکل غلط ہے حضور پرنور ﷺ کا ارشاد جس کو امیر المومنین حضرت فاروق اعظم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا ''فاستخرج منه ذرية'' اور دوسری روایت میں ہے کہ '' فاخرج من صلبه كل ذرية اور حضرت ابوہریرہ کی روایت میں ہے'' سقط عن ظهره كل نسمية هو خالقها من ذريته اور حضرت ابو درداء کی روایت میں ہے ''اخرج ذرية بيضا یعنی چاروں روایتوں میں وہی کلمہ ہے جو قرآن مجید میں موجود ہے اور وہ ذریت ہے جس کا معنیٰ ہوتا ہے اولاد اور نسمتہ کا معنیٰ مردم ہے صاف ظاہر ہے کہ روح اور چیز ہے اور ذریت و نسمتہ اور چیز۔

اور روحوں کا ان کے والدین میں نہ رکھا جانا بھی بخاری و مسلم کی حدیث سے ثابت ہے چنانچہ سید العلمین کا ارشاد گرامی ہے۔

ثم بعث الله اليه ملكا باربع كلمات فيكتب عمله واجله
و رزقه و شقي او سعيد ثم ينفخ فيه الروح (متفق علیہ)

خلاصہ یہ ہے کہ استقرار حمل سے چار ماہ بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو چار باتیں لکھنے کے لئے بھیجتا ہے عمل رزق موت، بہشتی ہے یا دوزخی، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہر انسان کی روح اس کے ماں باپ کے جسم میں نہیں ہوتی بلکہ اس کے اپنے بدن میں اس وقت پھونکی جاتی ہے جب وہ چار ماہ اپنی ماں کے شکم میں گزار چکا ہوتا ہے یہ کہنا کہ آدم کی پشت سے روحوں نے نکل کر بلیٰ والا جواب دیا تھا سراسر غلط ہے نیز یہ ثابت ہوا کہ فرشتہ ہر انسان کا عمل اجل رزق اور اس کی شقاوت وسعادت کو جانتا ہے۔

جب غلام کا یہ عالم ہے تو امام الانبیاء والمرسلین والملائکہ کا مقام کیا ہوگا؟

پہلا سوال مع جواب

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کس صورت میں ان کی پشت میں موجود تھی اور کس شکل میں اس کا اخراج ہوا؟

جواب: اس سوال کا جواب قرآن مجید، احادیث طیبہ اور سائنسی تحقیق کے مطابق یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ⑥ يَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَآئِبِ ؕ⑦

"وہ انسان بنایا گیا ہے اچھلتے پانی سے جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے"۔ (الطارق)

مَّآءٍ دَافِقٍ یعنی اچھلنے والا پانی۔ اس سے مراد مادہ منویہ ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَلَمۡ يَكُ نُطۡفَةً مِّنۡ مَّنِيٍّ يُّمۡنٰى ㊲ (القیامۃ)

"کیا وہ پانی کا ایک قطرہ نہ تھا جو ٹپکایا جاتا ہے"۔

سائنسی تحقیق کے مطابق مرد کے جسم سے اس ٹپکنے والے پانی میں وہ اجزاء لطیف موجود ہوتے ہیں جو شکم مادر میں پہنچ کر انسانی روپ دھار لیتے ہیں اور دنیا میں آ کر نسل آدمیت کہلاتے ہیں۔ مخصوص مقام سے نکلنے والے اس پانی کو عام پانی سے کوئی نسبت نہیں کیوں کہ اس پانی میں وہ اجزاء لطیف موجود ہوتے ہیں جو رشتہ پدری و پسری کو قائم رکھتے ہیں اور والد مولود کی محبت کا سبب اصلی ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں انہی اجزاء کو رکھ دیا تھا اور بروز الست انہی اجزاء کو اس کی پشت سے نکال کر اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کی ذریت سے عہد "وادی نعمان عرفات" میں لیا تھا اور ان کی پشت سے پیدا ہونے والی ذریت کو برآمد کر کے چیونٹیوں کی طرح پھیلا دیا پھر سب کے سامنے سب سے دریافت فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا ہاں

ہم تیری واحدانیت کی شہادت دیتے ہیں رب نے فرمایا۔ روز قیامت نہ کہنا کہ ہم غفلت میں تھے اور یہ بھی نہ کہنا کہ شرک تو ہمارے اسلاف نے کیا تھا اور ہم ان کی اولاد تھے (اے اللہ) کیا تو ہمیں باطل پرستوں کے عمل کی وجہ ہلاک کر دے گا۔

اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے جو اجزاء لطیف حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے نکالے تھے ان کو صورت مثالی عطا فرما دی اور ان اشخاص مثالیہ سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا آیت و حدیث دونوں پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذریت کا نکلنا اس سلسلے کے ساتھ تھا۔ جس طرح کہ دنیا میں ایک دوسرے سے پیدا ہو رہے ہیں اور ان کے لئے ربوبیت اور وحدانیت کے دلائل قائم فرما کر ان کو عقل دے کر ان سے اپنی ربوبیت کی شہادت طلب فرمائی۔

دوسرا سوال مع جواب

سوال: حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں حضور ﷺ کا نور تھا یا پیشانی میں؟

جواب: ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کے نور کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا تھا امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ نے اس روایت کو ترجیح دی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی ذات کو ملائکہ سجدہ کرنے کے لئے مامور ہوئے کیونکہ۔ **کان فی جبھتہ نور محمد ﷺ** انکی پیشانی میں حضور ﷺ کا نور جلوہ فگن تھا۔

علامہ امام عمر بن احمد خرپوتی فرماتے ہیں۔

واما سجود الملائکۃ لادم فلا جل ان نور نبینا ﷺ
کان فی جبھتہ

"بہر حال آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان کی پیشانی میں ہمارے نبی کا نور موجود تھا کسی نے کیا خوب کہا ہے"۔

گر نبودے ذات حق اندر وجود   آب و گل را کے ملک کردے سجود

شیخ محقق حضرت الشاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نور محمدی ﷺ کو پیشانی آدم میں رکھا۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کی پشت میں رکھا جو ان کی پیشانی میں چمکتا تھا پھر اس نور نے تمام اعضاء میں سرایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نور کی برکت سے آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے اسماء تعلیم فرمائے اور فرشتوں کو حکم فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴)

امام اہل سنت حضور غزالی زماں سیدی و مرشدی علامہ سید احمد السعید الکاظمی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نور محمدی ﷺ آدم کی پشت مبارک میں رکھا گیا اور بعض روایات میں وارد ہے کہ نور محمدی ﷺ پیشانی آدم علیہ السلام میں جلوہ گر تھا جیسا کہ رازی کی تفسیر کبیر میں ہے دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ جب نور مبارک پشت آدم علیہ السلام میں تھا تو اپنے کمال نورانیت اور شدت چمک کی وجہ سے پیشانی آدم علیہ السلام میں چمکتا تھا۔ (مقالات کاظمی)

حضرت آدم علیہ السلام جب آسمانوں پر جلوہ افروز ہوئے تو فرشتے تعظیم و تکریم سے ان کے ساتھ چلنے لگے آدم علیہ السلام نے وجہ پوچھی تو ارشاد ہوا یہ تعظیم و توقیر اس نور مبارک کی ہے جو تمہاری پشت میں ضوفشاں ہے اور تمہاری مسرت کا سبب ہے عرض کیا میں اس زیارت کرنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے اس نور کو آدم علیہ السلام کی سبابہ انگلی میں منتقل کر دیا۔ آدم علیہ السلام نے جب اس کی زیارت فرمائی تو انگلی کو اٹھا کر کلمہ شہادت پڑھا اس وقت سے اس انگلی کو شہادت والی انگلی کہا جانے لگا۔ پھر آدم علیہ السلام نے اس انگلی کو چوما اور آنکھوں سے لگایا اور حضور ﷺ پر درود و سلام پڑھا۔ کہا جاتا ہے کہ اذان میں اشھدان محمد رسول اللہ سن کر انگشت شہادت چومنا اور آنکھوں سے لگانا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اور اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔

(معارج النبوۃ ص ۲۲۸، روح البیان ج ۷ ص ۲۲۹)

دوسرا باب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولیت کے بارے میں علماء دیوبند کے حوالے

قرآن مجید اور احادیث مقدسہ اور تفاسیر معتبرہ سے یہ عقیدہ ثابت ہے کہ حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے اپنے نور کا جلوہ اول بنایا ہے۔ جمہور علماء اسلام کا یہی عقیدہ ہے دیوبندی علماء بھی اس حقیقت کے معترف نظر آتے ہیں چند حوالے ان کی معتبر کتابوں سے بطور اتمام حجت پیش خدمت ہیں۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

نانوتوی صاحب کا عقیدہ

بانی مدرسہ دیوبند اور دیوبندیوں کے قاسم العلوم والخیرات اور ان کے فرشتہ صفت انسان مولوی محمد قاسم دیوبندی رقم طراز ہیں "جب ذات بابرکات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موصوف بالذات، بالنبوت ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والد معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی کے" سب کو علم ہے والد اولاد سے پہلے ہوتا ہے۔ جب آپ کو انبیاء کرام کا والد معنوی مان لیا تو اس حقیقت کا اعتراف ہوگیا کہ آپ سب سے پہلے ہیں۔

مولوی محمد قاسم صاحب دیوبندی اپنے قصیدہ بہاریہ میں ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثناء کرتے ہوئے لکھتے ہیں انکا یہ قصیدہ مولوی حسین احمد دیوبندی اور مولوی محمد زکریا کاندھلوی دیوبندی نے اپنی کتابوں "الشہاب الثاقب" اور تبلیغی نصاب میں بھی نقل کیا ہے لیکن ہم اسے قصائد قاسمیہ سے پیش کر رہے ہیں۔

فلک پر عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار
فلک پہ سب سہی پر ہے نہ ثانی احمد زمیں پہ کچھ نہ ہو پر ہے محمدی سرکار

ثناء کر اس کی فقط قاسم اور سب کو چھوڑ
کہاں کا سبزہ کہاں کا چمن کہاں کی بہار
ثناء کر اس کی اگر حق سے کچھ لیا چاہے
تو اس سے کہہ اگر اللہ سے ہے کچھ درکار
الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثناء اس کی
کہ جس پہ ایسا تیری ذات خاص کا ہو پیار
جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو
نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی
کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدہ زار
چراغ عقل ہے گل اس کے نور کے آگے
زباں کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار
مگر کرے روح القدس میری مددگاری
تو اس کی مدح میں، میں بھی کروں رقم اشعار
تو فخر کون و مکان زبدہ زمین و زمان
امیر لشکر پیغمبران شہ ابرار
خدا تیرا تو خدا کا حبیب اور محبوب
خدا ہے آپ کا عاشق تم اس کے عاشق زار
تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
تو نور شمس گر اور انبیاء ہیں شمس نہار
حیات جان ہے تو، ہیں اگر وہ جان جہاں
تو نور دیدہ ہے، گر ہیں وہ دیدہ بیدار
طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی
بجا ہے کہیئے اگر تم کو مبداء الاثار
جلوہ میں تیرے سب آتے عدم سے تا وجود
قیامت آپ کی تھی دیکھئے تو ایک رفتار
بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال
بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار
جو دیکھیں اتنے کمالوں پہ تیری یکتائی
رہے کسی کو نہ وحدت وجود کا انکار
تو آئینہ ہے کمالات کبریائی کا
وہ آپ دیکھتے ہیں اپنا جلوہ دیدار
جو انبیاء ہیں وہ آگے تیری نبوت کے
کریں ہیں امتی ہونے کا یا نبی اقرار
جمال ہے تیرا معنی حسن ظاہر میں
کیا ہے معجزہ سے تو نے آپ کو اظہار
رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار
سوا خدا کے بھلا تجھ کو کیا کوئی جانے
تو شمس نور ہے سپر نمط (اولوا الابصار)

نانوتوی صاحب کے اشعار کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

حضرت عیسیٰ اور ادریس علیہما السلام آسمان پر ہیں حضور ﷺ مختار ہیں آپ ایسے بے

مثل ومثال ہیں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔ زمین والوں کے لئے آپ کافی ہیں سب کچھ چھوڑ دو صرف آپ کی تعریف کرو ایسا کر کے جو چاہو اللہ تعالیٰ سے حاصل کر لو آپ کی ثناء کسی سے نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارے آپ ہیں آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا آپ وہ نور خدا ہیں جو ہماری عقل سے وراء ہیں یعنی صرف بشر نہیں، ہماری عقل آپ کے نور تک نہیں پہنچ سکتی اور آپ کی مدح زبان سے نہیں ہو سکتی آپ کی تعریف کے لئے روح القدس کی مدد، درکار ہے خدا آپ کا ہے اور آپ خدا کے ہیں اور وہ آپ کا عاشق ہے اور آپ اس کے محبوب ہیں آپ سورج کی روشنی کا نور ہیں اور آپ جان حیات ہیں۔

اور نور دیدہ کائنات ہیں کائنات آپ کے دم قدم سے ہے۔ کیوں کہ آپ مبداء الاثار یعنی اصل کائنات ہیں آپ خدا نہیں باقی سب کچھ ہیں معبود ہونے کے سوا باقی تمام کمالات آپ کو حاصل ہیں اور آپ جمیع کمالات کے جامع ہیں۔ اور یہی وحدت الوجود ہے کمالات کبریائی آپ میں چمکتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنا دیدار آپ کی ذات میں کرتا ہے۔ یا نبی اللہ تمام انبیاء آپ کے امتی ہونے کے اقراری ہیں ظاہری حسن میں آپ کا جمال پنہا ہے آپ کا ظہور معجزہ ہے کیونکہ نور ہونے کے باوجود بطن آمنہ سے پیدا ہونا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ آپ کے حسن وجمال (نور) پر بشریت کا پردہ ہے۔ آپ کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا آپ وہ نور کے سورج ہیں کہ آنکھوں کو جلا بخشتے ہیں۔

حقیقت محمد دی پا کوئی نی سکدا
- اتھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نی سکدا

مولوی حسین احمد دیوبندی کا عقیدہ

دیوبندی حضرات کے صدر مدرس مولوی حسین احمد ٹانڈوی ہمارے پیارے رسول ﷺ کو روحانی جسمانی کمالات میں یکتا اور سب کا امام و باپ تسلیم کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے الشہاب الثاقب میں لکھا ہے۔

کمالات روحیہ میں کوئی شخص حضرت سرور کائنات ﷺ کے مماثل اور مقارب ہو ہی نہیں سکتا اور نہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ ہے اور درحقیقت کمالات تو کمالات روحی ہی ہیں جیسا کہ حقیقت انسان روح اور یہ جسم خاکی تو قالب اور غلاف آدمی ہے۔ مدار فضائل کا عقلاء کے نزدیک انہی کمالات روحی پر ہے۔ جسمی پر نہیں پس باعتبار جسم اطہر کے اگرچہ آپ اولاد آدم اور بنی آدم ہیں۔ لیکن باعتبار روح کے آپ سب کے امام اور باپ ہیں باوجود اس کے بہ نسبت حضرت محمد ﷺ کے جملہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ان کو کمالات جسمیہ میں بھی خلائق میں یکتائی تھی اور ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۵۴ ص ۵۵)

دیوبندیوں کے ملجا اور مرکز دائرہ تحقیق اور جانشین شیخ الہند نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کو سب کا امام اور باپ مان کر یہ باور کرا دیا کہ جس طرح باپ اولاد سے پہلے ہوتا ہے اس طرح امام الانبیاء والمرسلین ﷺ بھی سب سے اول ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کا عقیدہ

حکیم امت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب (جو ان کے نزدیک بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نہایت مقبول اور صحیح کتاب ہے میں پہلی فصل نور محمدی کے بیان سے شروع کی ہے اور اس میں سات مستند روایتیں لکھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں، سب سے اول ہیں ہر چیز آپ کے نور سے معرض وجود میں آئی ہے اور ہر چیز میں آپ کے نور کا جلوہ موجود ہے چنانچہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

پہلی روایت

عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز کو پیدا کیا آپ نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنی کہ نور الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت

نہ لوح تھی۔ نہ قلم تھا نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھی اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصے سے قلم پیدا کیا اور دوسرے حصے سے لوح اور تیسرے سے عرش آگے حدیث طویل ہے تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے نور محمدی ﷺ کا اول خلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایت میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء (یعنی لوح وقلم وعرش وعقل وغیرہ) کا نور محمدی سے متاخر (بعد میں) ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔ (نشر الطیب ص ۶ ص ۷)

دوسری روایت

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک میں حق تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے (یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا) روایت کیا اس کو احمد اور بیہقی نے اور حاکم نے اس کو صحیح الاسناد بھی کہا ہے (ف) اور مشکوۃ ص ۵۱۳ میں شرح السنہ سے بھی یہ حدیث مذکور ہے تھانوی صاحب لکھتے ہیں اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ شاید مراد یہ ہے کہ آپ کا خاتم النبیین ہونا مقرر ہو چکا تھا۔ سو اس سے آپ کے وجود کا تقدم (پہلے ہونا) آدم علیہ السلام پر ثابت نہ ہوا۔ جواب یہ ہے کہ اگر یہ مراد ہوتی تو آپ کی کیا تخصیص تھی تقدیر تمام اشیائے مخلوقہ کی ان کے وجود سے متقدم ہے۔ پس یہ تخصیص خود، دلیل ہے اس کی کہ مقدر ہونا مراد نہیں بلکہ اس صفت (خاتم النبیین) کا ثبوت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کسی صفت کا ثبوت فرع ہے مثبت لہ کے ثبوت کی۔ پس اس سے آپ کے وجود کا تقدم (پہلے ہونا) ثابت ہو گیا اور چونکہ مرتبہ بدن محقق نہ تھا اس لئے (آپ کے) نور و روح کا مرتبہ متعین ہو گیا۔

شبہ نمبر ۲

اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت کے بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی ہیں کیونکہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب انبیاء کے

بعد میں مبعوث ہوئے اس لئے ختم نبوت کا حکم کیا گیا سو یہ وصف تو خود تاخر کو مقتضی ہے؟

جواب: یہ ہے کہ یہ تاخر مرتبہ ظہور میں ہے مرتبہ ثبوت میں نہیں جیسے کسی کو تحصیل داری کا عہدہ آج مل جائے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہو گا کسی تحصیل میں بھیجے جانے کے بعد۔ (نشر الطیب ص ۷)

تیسری روایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ جس وقت آدم علیہ السلام ہنوز روح اور جسم کے درمیان تھے (یعنی ان کے تن میں جان بھی نہ آئی تھی) روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ مشکوۃ ص ۵۱۳) تھانوی صاحب لکھتے ہیں اور ایسے ہی الفاظ میسرہ ضبی کی روایت میں بھی آئے ہیں امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں اس کو روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے (نشر الطیب ص ۸) یعنی حضور ﷺ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بھی نبی تھے اور آپ کی ذات بابرکات پر اس وقت بھی احکام نبوت جاری تھے بخلاف انبیاء سابقین کے کہ ان پر احکام نبوت ان کی بعثت کے بعد جاری ہوئے۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ ﷺ وجود عنصری سے پہلے بھی نبی تھے۔

(عرف الشدی علی الترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ ابواب المناقب) از مولانا انور کشمیری دیوبندی

چوتھی روایت

شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی بنائے گے؟ آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام اس وقت روح اور جسم کے درمیان میں تھے جبکہ مجھ سے میثاق نبوت کا لیا گیا۔

كما قال تعالىٰ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ

تُوج الاية

روایت کیا اس کو ابن سعد نے جابر جعفی کی روایت سے رجب کے ذکر کے موافق۔

روایت مندرجہ بالا کے تحت تھانوی صاحب نے لکھا ہے حدیث بالا میں جو مقدر ہونے کے احتمال کا جواب دیا گیا ہے۔ یہ حدیث اس جواب میں نص ہے کیونکہ اخذ میثاق تو یقیناً موقوف ہے وجود اور ثبوت پر رتبہ تقدیر میں میثاق ہونا نہ نقل اس کی مساعد ہے نہ عقل۔

پانچویں روایت

پانچویں روایت احکام ابن القطان میں منجملہ ان روایت کے:۔ ابن مرزوق نے ذکر کی ہیں حضرت علی بن الحسین (یعنی امام زین العابدین) سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسین اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔

اس روایت کے تحت تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ اس عدد میں کم کی نفی ہے زیادتی کی نہیں پس اگر زیادتی کی روایت نظر پڑے شبہ نہ کیا جاوے۔ رہ گئی تخصیص اس کے ذکر میں سو ممکن ہے کہ کوئی خصوصیت مقامیہ اس کو مقتضی ہو (یعنی اس مقام کے لحاظ سے اتنا برس گزرے ہیں) نشر الطیب ص ۹

چھٹی روایت

ابی سہل قطان کی امالی کے ایک جز میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابا جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقر) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب انبیاء سے تقدم (حصول اولیت) کیسے ہو گیا حالانکہ آپ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم علیہ السلام سے یعنی ان کی پشتوں میں سے ان کی اولاد کو (عالم میثاق میں) نکالا اور ان سب سے ان کی ذات پر یہ اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سب سے اول (جواب میں) بلیٰ (یعنی کیوں نہیں) محمد ﷺ

نے کہا اور اسی لئے آپ کو سب انبیاء سے تقدم ہے حالانکہ آپ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے۔

تھانوی صاحب لکھتے ہیں اگر میثاق لینے کے وقت ارواح کو بدن سے تلبس بھی ہو گیا ہوتا ہم احکام روح ہی کے غالب ہیں اس لئے اس روایت کو کیفیات نور میں لانا مناسب سمجھا اور اوپر شعبی کی روایت میں آپ سے قبل آدم علیہ السلام میثاق لیا جانا مذکور ہے اور یہ میثاق الست بر بکم ظاہر روایت سے بعد خلق آدم معلوم ہوتا ہے سو ممکن ہے کہ وہ میثاق نبوت کا بلا اشتراک غیرے ہو جیسا اس حدیث کے ذیل میں اس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔

(نشر الطیب ص ۹)

ساتویں روایت

جب آپ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا؟ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ کچھ آپ کی مدح کروں (چونکہ حضور ﷺ کی مدح خود اطاعت ہے اس لئے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ کہو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے انہوں نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے۔

من قبلها طبت فی الظلال وفی مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبط البلاد لا بشر انت ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد الجم نسرا واهله الغرق
تنقل من صلب الی رحم اذا مضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مکتتما فی صلبه انت کیف یحترق
حتی احتوی بیتک المهین من خندف علیا تحتها النطق
وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاء ت بنورک الافق
فنحن فی ذالک الضیاء و فی النور سبل الرشاد نخترق

(نشر الطیب ص ۱۰)

”زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوشحالی میں تھے اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں (جنت کے درختوں کے) پتے اوپر تلے جوڑے جاتے تھے (یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام میں تھے سو قبل نزول الی الارض کے جب وہ جنت کے سایوں میں تھے آپ بھی تھے اور ودیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت میں مفسرین نے کہا ہے فمستقر ومستودع اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے۔ اس قصہ کی طرف آدم علیہ السلام نے اس منع کئے ہوئے درخت سے کھالیا اور جنت کا لباس اتر گیا تو درختوں کے پتے ملا ملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اس وقت بھی آپ مستودع میں تھے) اس کے بعد آپ نے بلاد (یعنی زمین) کی طرف نزول فرمایا اور آپ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق (کیونکہ یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی حالتیں ہیں اور ہبوط کے وقت جنین ہونے کا انتفاء ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ آدم علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ) بلکہ (صلب آباء میں) محض ایک مادہ مائیہ تھے کہ وہ مادہ کشتی (نوح) میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسر بت اور اس کے ماننے والوں کے لبوں تک طوفان غرق پہنچ رہا تھا (مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام کے وہ مادہ راکب کشتی تھا مولانا جامی نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے“۔

زجودش گرنگشتی راہ مفتوح   بجودی کے رسیدے کشتی نوح

(اور وہ مادہ (اسی طرح واسطہ در واسطہ) ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گزر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر (اور شروع) ہو جاتا تھا (یعنی وہ مادہ سلسلہ آباء کے مختلف طبقات میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں) آپ نے نار خلیل میں بھی ورود فرمایا چونکہ آپ ان کی صلب میں مختفی تھے تو وہ کیسے جلتے (پھر آگے اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے) یہاں تک کہ آپ کا خاندانی شرف جو کہ (آپ کی فضیلت پر) شاہد ظاہر ہے اولاد خندف میں سے ایک ذروہ عالیہ پر جاگزین ہوا

جس کے تحت میں اور حلقے (یعنی دوسرے خاندان مثل درمیانی حلقوں کے) تھے (خندف لقب ہے آپ کے جد بعید مدرکہ بن الیاس کی والدہ کا یعنی ان کی اولاد میں سے آپ کے خاندان اور دوسرے خاندانوں میں باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ میں اوپر کی چوٹی اور نیچے کے درمیانی درجوں میں ہوتی ہے اور نطق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اس طرف ہے کہ غیر اولاد خندف کو ان سب کے سامنے بالکل تشیب کی نسبت درجات جبل کے ساتھ ہے اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہوگئے سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔ (نشر الطیب ص ۹ تا ص ۱۲، البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۲۵۸ و مولد رسول ابن کثیر ص ۴۴، شمامہ عنبریہ ص ۱۰)

محفل میلاد کا ثبوت

تھانوی صاحب، حافظ ابن کثیر اور نواب صدیق حسن کی اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور سید العٰلمین ﷺ کی زیر صدارت صحابہ کرام کے جم غفیر میں آپ کا میلاد پڑھا اور آپ کی آمد پر روشنی ڈالی اور تشریف آوری کے محامد بیان فرمائے اگر ذکر میلاد اور اس کی محفل کا انعقاد درست نہ ہوتا تو حضور ﷺ حضرت عباس کو فوراً منع فرما کر اس کو ناروا قرار دیتے اس محفل اور اس میں میلاد پاک کے ذکر اور آپ کی نورانیت و اولیت اور عالم لاہوت و عالم نور سے آکر اس عالم رنگ و بو میں جلوہ گر ہونا حدیث تقریری والے مولود نامے سے ثابت ہوگیا ہے اس روایت اور اس جیسی دوسری روایات جو صحاح میں اور کتب سیرۃ میں موجود ہیں وہ ثابت کرتی ہیں کہ ذکر میلاد اور اس رات میں ظاہر ہونے والے واقعات بیان کرنا سنت رسول ﷺ ہے اور صحابہ کرام و صحابیات کا معمول ہے۔ پھر یہ رٹ لگانا کہ میلاد منانا گمراہی ہے خود گمراہی میں مبتلا ہونا نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر اس کو عیسائیوں کی رسم کہنا خود عیسائیت کے گڑھے میں گرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ واضح ہو کہ یہ محفل میلاد حضور پرنور سید عالم نور مجسم ﷺ کی زیر صدارت منعقد ہوئی اور اس میں سامعین کی تعداد ستر ہزار کے لگ بھگ تھی مدح رسول و میلاد رسول ﷺ

کے لئے اکٹھا ہونا اطاعت سے کچھ کم نہیں غیر مقلدوں کے نواب میاں صدیق حسین بھوپالی کو لکھنا پڑا اس میں کیا برائی ہے؟ (یعنی یہ کوئی برائی نہیں) کہ اگر ہر روز ذکر حضرت کے (میلاد کا) نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع (ہفتہ) یا ہر ماہ میں التزام (لازم انتظام) اس کا کر لیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وسمت ودل وھدی وولادت (میلاد) ووفات آنحضرت کا کریں پھر ایام ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں۔ (الشمامتہ العنبر یہ ص ۵)

آگے چل کر نواب صاحب کو لکھنا پڑا۔

کہ جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں (الشمامتہ العنبر یہ ص ۱۲) یعنی مسلمان وہی ہیں جو آپ کے میلاد کا حال سن کر خوش ہوتے ہیں اور وہ صحابہ کرام تابعین اتباع تابعین محدثین مفسرین ائمہ دین اور اولیاء اللہ صالحین ومومنین کاملین ہی ہیں ان کی پیروی کرتے ہوئے آج بھی مسلمان میلاد شریف کی محافل کا انعقاد کرتے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

السلام علیک یا اول

حکیم امت دیوبند مولوی اشرف علی صاحب تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ نے لکھا ہے کہ

شب معراج آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ایک جماعت پر گزر ہوا کہ انہوں نے آپ کو بایں الفاظ سلام کیا۔ السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیم اوز موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

(نشر الطیب ص ۴۹ و باغ جنت ص ۳۱۰)

(۲) تھانوی صاحب نے آگے لکھا ہے کہ مسجد اقصیٰ میں انبیاء کرام کو خطبہ دیتے ہوئے شب معراج سرکار نے فرمایا اور میرے سینہ کو (اللہ تعالیٰ) نے فراخ فرمایا اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا اور میرے ذکر کو بلند فرمایا اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا اور سب کا ختم

کرنے والا بنایا یعنی نور میں اول اور ظہور میں آخر۔ (نشر الطیب ص ۵۹)

(نمبر ۳) تھانوی صاحب نے ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا اور تم کو پیدائش (عالم نور) میں سب سے اول اور بعثت میں سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ میں سب سے مقدم بنایا۔ (نشر الطیب ص ۸۰)

نمبر ۴: تھانوی صاحب نے چوتھے مقام پر لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعض خصائص جو اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ہی کو عطا فرمائے۔ اور جو دنیا میں تشریف لانے سے قبل آپ کی ذات مقدسہ میں پائے گئے مثلاً سب سے اول آپ کے نور پاک کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا یوم میثاق میں سب سے اول الست بربکم کے جواب میں آپ کا بلیٰ فرمانا۔

(نشر الطیب ص ۲۱۶)

یہ چار حوالے تھانوی صاحب کی اس کتاب نشر الطیب میں ہیں جس کے بارے میں وہ خود لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے دیکھو نشر الطیب ص ۳۲۸ ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ اول ہیں اور نور ہیں۔ اور آپ کو اول و نور ماننے والوں کا عقیدہ و ایمان درست ہے الحمد للہ وہ اہل سنت ہی ہیں جو اپنے مالک و مولیٰ ﷺ کو نور الٰہی کا جلوہ اول مانتے ہیں۔

نمبر ۵: تھانوی صاحب نے (سورہ الانعام آیت نمبر ۱۶۳) کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔

نمبر ۶: (سورہ الزمر آیت نمبر ۱۲) کا ترجمہ تھانوی صاحب نے اس طرح کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اور مجھ کو یہ بھی حکم ملا ہے کہ سب مسلمانوں میں اول میں ہوں۔

عثمانی صاحب کا عقیدہ

دیوبندیوں کے مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی اپنی تفسیر میں ہمارے پیارے رسول ﷺ کے بارے میں رقم طراز ہیں عموماً مفسرین (وانا اول المسلمین) کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اس امت محمدیہ کے اعتبار سے آپ (اول المسلمین) ہیں لیکن جب جامع ترمذی کی

حدیث "کنت نبیاً و آدم بین الروح و الجسد" (کہ میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح اور جسم کے مابین تھے) کے موافق آپ اول الانبیاء ہیں تو اول المسلمین ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۹۴ طبع مکتبہ رشیدیہ لاہور)

(۲) عثمانی صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں چنانچہ آپ ﷺ عالم شہادت میں اس امت کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین و آخرین کے اعتبار سے اللہ کے سب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں (تفسیر عثمانی ص ۵۹۶)

شیخ الہند اور ابو الکلام آزاد اور دریا آبادی کا عقیدہ

دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود حسن دیوبندی، مولوی ابو الکلام آزاد دیوبندی کانگرسی اور مولوی عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی نے (سورہ الانعام آیت نمبر ۱۶۳) کے تحت حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا پہلا فرمانبردار لکھا ہے اور سورۃ الزمر آیت نمبر ۱۲ کے تحت دریا آبادی اور مولوی محمود حسن دیوبندی نے آپ کو مسلمانوں میں اول اور اللہ کا پہلا حکم بردار لکھا ہے۔

قاری طیب دیوبندی کا عقیدہ

مدرسہ دیوبند کے مہتمم اور دیوبندیوں کے حکیم اسلام قاری محمد طیب صاحب نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ سے نبوت چلتی ہے اور آخر کار آپ ﷺ پر عود کر آتی ہے پس آفتاب کی تمثیل سے آفتاب نبوت کا مبداء بھی ثابت ہوتا ہے اور منتہی بھی، نبوت میں اول بھی نکلتا ہے اور آخر بھی، فاتح بھی ثابت ہوتا ہے، اور خاتم بھی، آپ ﷺ نے اپنی نبوت کی اولیت کا تو ان الفاظ میں اعلان فرمایا کہ میں نبی بن چکا تھا جبکہ آدم ابھی روح اور جسم کے درمیان ہی تھے۔ (یعنی ان کا خمیر تیار کیا جا رہا تھا اور ان کی تخلیق مکمل بھی نہیں ہوئی تھی) پھر نبوت کی اس اولیت و آخریت و خاتمیت کے ان دو متضاد پہلوؤں کو ایک ذات میں جمع کرنے کی صورت یہ فرمائی میں خلقت کے لحاظ سے سب سے پہلا ہوں اور بعثت کے لحاظ سے سب سے پچھلا۔ (آفتاب نبوت ص ۸۲ و ص ۸۳)

قاری طیب کے صاحب زادے مولوی محمد اسلم دیو بندی کا عقیدہ

حکیم اسلام دیو بند مولوی محمد طیب صاحب کے فرزند مولوی محمد اسلم صاحب دیو بندی نے سیرت حلبیہ کا ترجمہ کرتے ہوئے درج ذیل دو حدیثوں کے تحت اپنے ایمان و عقیدہ کا جس طرح اظہار کیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

حدیث نمبر ۱: علی ابن حسین سے روایت ہے کہ جو اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں آدم کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے سامنے ایک نور کی حیثیت میں تھا۔ سبحان اللہ

حدیث نمبر ۲: کتاب التشریفات فی الخصائص والمعجزات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت جبرائیل سے پوچھا اے جبرائیل تمہاری عمر کتنے سال ہے؟ حضرت جبرائیل نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے پردہ میں ایک ستارہ ہے جو ہر ستر ہزار سال کے بعد ایک مرتبہ طلوع ہوتا ہے میں اس کو ۷۲ ہزار مرتبہ دیکھ چکا ہوں یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل میرے پروردگار جل جلالہ کی قسم وہ ستارہ میں ہی ہوں اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے (ختم کلام مؤلف تشریفات) فاضل دیو بند کی تشریح ملاحظہ ہو۔

اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کے نور اور حضرت جبرائیل کی عمر دونوں کا اندازہ ہوتا ہے جو ستارہ ستر ہزار سال میں صرف ایک مرتبہ نکلتا ہو اور اس کو حضرت جبرائیل بہتر ہزار مرتبہ نکلتے دیکھ چکے ہوں تو یہ اتنی بے شمار مدت بنتی ہے کہ شاید عدد اور ہندسوں میں اس کا اظہار ممکن نہیں ہے پھر اس سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے نور کو پیدا کرنے کی مدت ہے کیونکہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ ایک نور کی شکل میں تمام مخلوق سے پہلے وجود پا چکے تھے اور اس حدیث میں آپ نے اس نور کی تشریح بھی فرما دی ہے کہ وہ ایک ستارہ کی شکل میں تھا جو اتنی مدت بعد نکلتا تھا اور جبرائیل اس کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھ چکے ہیں تو اب اللہ تعالیٰ ہی جان سکتا ہے کہ جبرائیل کے اس ستارے کو پہلی بار دیکھنے سے کتنی مدت

پہلے سے وہ ستارہ نکل رہا ہوگا بہر حال یہ عظیم مدت ایسی ہے کہ اس کا ہندسوں میں اظہار مشکل ہے جیسا کہ آج کے سائنس دانوں نے لامتناہی رفتار اور مدت کے اظہار کے لئے ہندسوں کو بے بس پا کر نوری سال کی اصطلاح وضع کی ہے جس کا مطلب ہے کہ روشنی جو دنیا میں تیز رفتار ترین چیز ہے ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ بیاسی ہزار میل کا فاصلہ طے کرتی ہے اب ظاہر ہے کہ صرف چوبیس گھنٹوں میں یہ جتنا فاصلہ طے کرے گی اس کا اظہار کسی عدد یا ہندسے کے ذریعے نہیں کیا جاسکتا۔ چہ جائیکہ کائنات کے ان بے نہایت فاصلوں کو میلوں کے ذریعے ظاہر کیا جائے جہاں تک خود روشنی صدیوں اور کروڑوں سال میں پہنچ سکتی ہے اسی لئے ان فاصلوں کے اظہار کے لئے نوری سال کو اصطلاح کے طور پر ایک پیمانہ اور عدد مقرر کیا گیا کہ روشنی اپنی اسی تیز رفتاری یعنی ایک لاکھ بیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک سال میں جتنا فاصلہ طے کرے گی وہ ایک نوری سال یعنی (LIGHT YEAR) کہلائے گا تشریح ختم (مرتب سیرت حلبیہ اردو ج ۱ ص ۱۱۴) حضرت جبرئیل علیہ السلام کی عمر والی حدیث تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۵۴۳ پر اور جواہر البحار ج ۲ ص ۴۰۸ پر اور مقام رسول ص ۲۲۳ پر بھی موجود ہے۔

دیوبندیوں کے پیر کا عقیدہ

علماء دیوبند یعنی نانوتوی صاحب، گنگوہی صاحب، انبیٹھوی صاحب اور تھانوی صاحب کے پیرو مرشد صوفی باصفاء عارف حقائق اشیاء حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے کیا خوب منظر کشی کی ہے۔

حامد و محمود ممدوح خدا   احمد مرسل محمد مصطفیٰ ﷺ
ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال   محرم خلوت سرائے لایزال
بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی   بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی
ہے امین مخزن افلاک وہ   تاجدار کشور لولاک وہ
روشنی عرش نور لامکاں   شمع بزم عالم کون و مکاں

راحت و روح روان کائنات زندگانی پرور جان حیات
باعث ایجاد عالم ہے وہی موجب بنیاد آدم ہے وہی
گر نہ ہوتا پیدا وہ شاہ نکو یہ نہ ہوتا وہ نہ ہوتا میں نہ تو
ہے وہ سرمایہ وجود کائنات دونوں عالم سے ہے مقصود اس کی ذات
ہے وہ بے شک میوہ نخل وجود اول و آخر وہی اصل وجود
ہے یہ سب اس کیلئے اے نیک بخت واسطے پھل کے بوتے ہیں درخت
گر ہوا آخر میں وہ شاہ جلیل پر ہے ظاہر اس کی سبقت کی دلیل
گر ہے پیچھے انبیاء کے ظاہرا پر حقیقت میں ہے سب کا پیشوا
گرچہ آخر ہے ثمر اول شجر کب شجر ہوتا نہ ہوتا گر ثمر
جب ثمر سے یہ شجر ظاہر ہوا پس ثمر ہی اول و آخر ہوا

(کلیات امدادیہ ص ۱۰۱)

مولوی حسین احمد دیوبندی لکھتے ہیں کہ حضرت قطب العالم حاجی امداد اللہ کی جتنی تصانیف وعقائد ہیں ان کے مولانا گنگوہی بالکل موافق متبع ہیں اور وہی عقائد رکھتے ہیں جن کے ذریعے سے دھبہ وہابیت بالکل زائل ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۶۰)

حدیث اول ما خلق اللہ نوری دیوبندیوں کی نظر میں

مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی درج بالا حدیث شریف کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شیخ محمد عبدالحق نے اول ما خلق اللہ نوری کو نقل کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے (فتاوی رشیدیہ ص ۳۷۳ طبع ایچ ایم سعید کراچی) حضور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا فرمایا تھا وہ میرا نور تھا گنگوہی صاحب نے مندرجہ بالا حدیث شریف کی توثیق کر کے یہ مان لیا ہے کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ اول بھی ہی اور نور بھی ہیں گنگوہی صاحب نے اپنی کتاب امداد السلوک ص ۲۰۱ میں

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ اور آیت يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

کے تحت حضور ﷺ کو نور خالص تسلیم کیا ہے اور امداد السلوک کے ص ۲۰۲ پر لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور مومنین کو میرے نور سے پیدا فرمایا (تفصیل نور کے باب میں دیکھو)

☆ حکیم اسلام دیو بند قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیو بند لکھتے ہیں آفتاب نبوت بشری ﷺ ازل سے چمکا اور کائناتی ابد تک چمکتا رہے گا اس دوران میں نہ اس کے نور کا کسی وقت انقطاع ہوا اور نہ ہوگا کہیں بلاواسطہ اور کہیں بالواسطہ روشنی اس کی کام کرتی رہی اور کرتی رہے گی۔ اول ما خلق اللہ نوری سب سے پہلے میرے نور کو اللہ نے پیدا کیا۔

(آفتاب نبوت ص ۲۳۹)

مولوی سجاد حسین دہلوی دیو بندی لکھتے ہیں روح اعظم انواع کی صور نوعیہ کے علاوہ جن کو ارواح کہا جاتا ہے صوفیہ ایک اور روح مانتے ہیں جو ذات باری سے سب سے پہلے صدور میں آئی ہے اور وہ تمام ارواح کی مربی ہے اس کو روح اعظم کہا جاتا ہے اور یہی روح اعظم روح محمدی ہے جیسا کہ حدیث اول ما خلق اللہ نوری سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا ہے میں مذکور ہے۔ (مقدمہ مثنوی شریف دفتر دوم ص ۱۰)

☆ مولوی ذوالفقار علی دیو بندی لکھتے ہیں اور ہر معجزہ جس کو رسولان کرام لائے سوائے اس کے نہیں وہ معجزہ ان کو صرف بدولت حضور پر نور ﷺ پہنچا ہے کیونکہ آپ ہی باعث ایجاد خلق ہیں کہ اول ما خلق اللہ نوری (سب سے پہلے میرے ہی نور کو اللہ نے پیدا کیا)

وقال اللہ تعالیٰ مخاطبا لادم لولا محمد لما خلقتک
وورد ایضا لولاک لما خلقت الافلاک

(عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ ص ۲۶ مطبوعہ دہلی)

”اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا اگر وہ حضور ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور یہ بھی آیا ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان کو نہ بناتا“۔

دیو بندیوں کے دائرہ مرکز تحقیق مولوی حسین احمد ٹانڈوی صاحب لکھتے ہیں حقیقت

محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام واسطہ جملہ کمالات عالم وعالمیان ہے یہ معنی

لولاک لما خلقت الا فلاک اور اول ماخلق اللّٰہ نوری

اور انا نبی الانبیاء

وغیرہ کے ہیں (الشہاب الثاقب ص ۴۷)

مولوی اسماعیل دہلوی پیشوائے وہابیت نے **اول ما خلق اللہ نوری** کی توثیق کی ہے (یک روزہ ص ۱۱) محدث ابن جوزی نیاول **ما خلق اللہ نوری** کو المیلاد النبی ص ۲۲ پر بطور دلیل نقل کیا ہے ☆ قصص الانبیاء میں حدیث **اول ما خلق اللہ نوری** سے استدلال کیا گیا ہے

☆ مفتی عنائت احمد کاکوروی نے تاریخ حبیب الہ میں حدیث **اول ما خلق اللہ نوری** کو مستند مانکر اس سے حضور ﷺ کی اولیت ونورانیت کا استدلال فرمایا ہے۔ قصص الانبیاء و تاریخ حبیب الہ کو تھانوی صاحب نے مستند کتابیں تسلیم کیا ہے۔ (بہشتی زیور)

ہمارے استاذ کریم شیخ الحدثین نے اس حدیث کے ثبوت میں اپنی کتاب مقام رسول ﷺ کے ص ۱۱۸ پر حوالوں کا انبار لگا دیا ہے جو چاہے وہاں دیکھ لے۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی متوفی ۶۹۱ھ یا حافظ محمد شمس الدین شیرازی متوفی ۷۹۱ھ یا امام عبدالرحمٰن جامی متوفی ۸۹۸ھ یا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجھک المنیر لقد نور القمر
لایمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

"اے صاحب جمال اور انسانوں کے سردار آپ کے نورانی چہرے سے تو چاند کو روشنی بخشی گئی ہے جیسا کہ آپ کی تعریف کا حق ہے ایسی تعریف ممکن نہیں خدائے ذوالجلال کے بعد آپ ہی سب سے بڑے ہیں یہی مختصر بات ہے"۔ (اسوۂ رسول اکرم ﷺ ص ۹۴) مصدقہ مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی۔ مولفہ ڈاکٹر عبدالحئی دیو

بندی، عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ شریف ص ۲۳ مولفہ مولوی اعزاز علی دیو بندی میلاد النبی، الشمامۃ العنبریہ ص ۶۰ مولفہ نواب آف غیر مقلد صدیق حسن خان بھوپالی تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۲۷ مجموعہ کمالات عزیزی ص ۳۴، محمد نور ص ۱۷ مع حاشیہ، مقام رسول ص ۸۳ سیرت رسول عربی ص ۶۳۲۔ مندرجہ بالا ربائی کو دیو بندیوں اور غیر مقلدوں نے بلا تامل قبول کر کے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ آپ کو یا سے پکارنا اور نور علی نور کہنا اور اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا اور اول ماننا عین ایمان ہے۔

تیسرا باب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولیت کے بارے میں غیر مقلدوں کے حوالے

اس باب میں غیر مقلدین کے حوالے درج ہیں اور ان حوالوں میں یہ استدلال پیش خدمت ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم ﷺ ہی اول الخلق ہیں یعنی بلاشبہ بشریت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تھی لیکن کائنات کی ابتدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور پاک سے ہوئی ہے اور آپ ہی اول الخلق ہیں۔

ثناء اللہ غیر مقلد لکھتے ہیں

غیر مقلدین کے امام مولوی ثناء اللہ امرتسری نے سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۷۹ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اعلان کردیں کہ میں تو سب سے پہلے اللہ کا فرمانبردار ہوں۔ (ترجمہ قرآن امرتسری ص ۱۷۹)

نمبر ۲: سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۴ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ کا ترجمہ "کیا ہے تم کہو مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اللہ کا فرمانبردار بنوں"۔ (ترجمہ قرآن ص ۱۵۵)

نمبر ۳: سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۷ کا ترجمہ کیا ہے اور اے نبی (کیا تجھے معلوم نہیں) ہم نے جب نبیوں سے اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ بن مریم سے پختہ وعدہ لیا تھا (ترجمہ قرآن ص ۵۰۱) اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے وعدہ لیا تھا تو سب سے پہلے یہ وعدہ آپ سے لیا اور نوح، ابراہیم گویا جو پیغمبر دنیا میں پہلے آئے ان سے وعدہ بعد میں لیا گیا اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ خلق میں ان سے اول تھے لہٰذا وعدہ بھی پہلے آپ کی ذات ستودہ صفات سے لیا گیا ہے جس کی تفسیر گزشتہ اوراق میں دلیل نمبر ۲ کے تحت فرمان رسول کریم ﷺ

سے پیش کردی گئی ہے وہاں دیکھ لو۔

نمبر ۴: سورۃ الزمر آیت نمبر ۱۲ کا ترجمہ کیا ہے اور مجھے یہ بھی حکم ہے کہ میں جملہ فرمانبرداروں میں اول فرمانبردار بنوں۔

(ترجمہ قرآن ص ۵۵۰ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

نمبر ۵: سورۃ الزخرف آیت نمبر ۸۱ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے تو کہہ اگر خدائے رحمٰن کی اولاد ہو تو سب سے پہلے میں اس کی بندگی کروں (ترجمہ قرآن ص ۵۹۳) آیات کریمہ کے مندرجہ بالا ترجموں سے یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ ہی سب سے اول ہیں اور آپ کی اولیت کا انکار گویا قرآن کریم کا انکار ہے۔

گوڑ گانوی غیر مقلد کا عقیدہ

غیر مقلدوں کے مفسر مولوی راز نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں خدا کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنے والا تھا۔ اس وقت جب کہ آدم پورے طور پر پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ (تفسیر گوڑ گانوی بر ترجمہ قرآن ص ۵۰۸)

نمبر ۲: حضور ﷺ نے فرمایا پھر جب میں باوجود اول العابدین ہونے کے کسی ہستی کو اس کی اولاد نہیں مانتا تو تم کون سے اللہ کا حق ماننے والے ہو (تفسیر گوڑ گانوی ص ۵۹۳)

ظاہر ہے کہ اول العابدین وہی ہو سکتا ہے جو سارے عابدوں سے پہلے ہو لہٰذا رسول ﷺ سب سے پہلے ہوئے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ

غیر مقلدوں وہابیوں اور دیو بندیوں کے مشترکہ امام مولوی اسماعیل دہلوی مقتول ۱۲۴۶ھ نے حضور ﷺ کو اول بھی اور نور بھی تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں

و مرتبہ خاتم الانبیاء موازی مخلوق اول است نہ صادر اول چنانکہ روایت اول ما خلق اللہ نوری بران دلالت مے دارد (یک روزہ ص ۱۱ طبع فاروقی ملتان)

"حضور خاتم الانبیاء ﷺ کا مرتبہ اول مخلوق کی حیثیت سے ہے اول تشریف

لانے سے نہیں جس طرح روایت **اول ما خلق اللہ نوری** یعنی سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا تھا اس پر دلالت کرتی ہے''۔

غیر مقلدوں، دیوبندیوں کے امام نے **اول ما خلق اللہ نوری** حدیث شریف کو صحیح تسلیم کر کے ہمارے رسول اللہ ﷺ کو اول الخلق اور نور مان کر اہل سنت کے سچے پکے اور کھرے عقیدے کی تائید کر دی ہے۔ سبحان اللہ

ان اللہ سیؤید هذا الدین بالرجل ....

نمبر ۲: مولوی اسماعیل دہلوی صاحب کی مثنوی بھی اہل سنت کے پاکیزہ عقائد کی جھلک سے لبریز ہے۔ ملاحظہ ہو دہلوی صاحب کی مثنوی جس میں انہوں نے ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کو شفیع الوری، ہادی، مخزن سر غیب، خطا و بھول سے مبراء ترجمان قدامت اور نور تسلیم کیا ہے رسول ﷺ کی یہ صفات جان وہابیت پر قیامت سے کچھ کم نہیں ہیں۔

اس سے ہے مقصود اصلی خطاب   وہی ہے گا مضمون ام الکتاب
حبیب خدا سید المرسلین   شفیع الوری ہادی راہ دین
دل انکا جو مخزن سر غیب   مبراء خطا سے ہے بیشک وریب
زبان ان کی ہے ترجمان قدم   ہوا باغ دین جس سے رشک ارم
بہ ظاہر جو ہے مقطع انبیاء   حقیقت میں مطلع اصفیاء
ہے اول ہی پیدا ہوا انکا نور   بظاہر کیا گو کہ آخر ظہور
جو اس میں تامل ذرا کیجئے   ابھی نقطہ باریک پا لیجئے
کہ سب سے اکمل وہ انساں ہوا   تو بیشک وہ تصویر رحماں ہوا
ہے دستور یہ ناظموں کا تمام   کہ آخر کو ہوتا ہے ناظم کا نام
سو تھا انبیاء کا قصیدہ عجیب   ہوا ختم اس کا بہ نہج غریب
تخلص کا موقع تھا یا دو جہاں   سو تصویر ناظم ہوتی واں عیاں

الٰہی ہزاروں درود اور سلام تو بھیج ان پر اور انکی امت پر عام

(ارمغان نعت ص ۱۱۴ طبع نفیس اکیڈمی کراچی)

امام وہابیہ کی مندرجہ بالا مثنوی نے وہابی مسلک کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں تھوڑی سی تفصیل پھر ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی واصل مخاطب آپ ﷺ ہیں آپ اللہ کے حبیب رسولوں کے سردار اور سب کے شفیع ہیں اور دین کے رستے کے ہادی۔ آپ کا دل مبارک غیب کے راز کا خزانہ ہے۔ آپ ہر خطا و غلطی سے بلاشبہ پاک ہیں، آپ کی زبان قدیم باتوں کی ترجمان ہے۔ آپ نے دین کے باغ کو رشک ارم بنا دیا۔ بہ ظاہر آپ نبیوں کے بعد آئے حقیقت میں آپ سب کا مطلع طلوع ہونے کی جگہ ہیں، آپ کا نور سب سے پہلے پیدا ہوا۔ بظاہر آپ کا ظہور آخر میں ہوا۔ آپ ہی اعلیٰ انسان ہیں بیشک آپ تصویر رحمان ہیں۔ تمام نبیوں میں آپ کا نور جلوہ گر رہا اور آپ سب کا انتظام کرتے رہے۔ آخر میں خود جلوہ گر ہوئے آپ پر ہزاروں دورد اور سلام ہوں اور آپ کی ساری امت پر اللہ کی طرف سے۔

جو لوگ سرکار کی نورانیت و بشریت کے تضاد کا ڈھونگ رچاتے ہیں دراصل وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے منکر ہیں، جبرائیل علیہ السلام کی نورانیت کو اللہ تعالیٰ نے پردہ بشریت سے چھپا کر اور انہیں پورا پورا بشر بنا کر بی بی مریم کے پاس بھیج دیا تھا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ (مریم) ترجمہ: پھر ہم نے مریم کی طرف اپنے فرشتے جبریل کو بھیجا تو اس نے مریم کے سامنے مکمل بشر کی صورت بنا لی۔

مسلمانو! جب غلام کی طاقت کی یہ حالت ہے تو سید المرسلین والملائکہ ﷺ کا مرتبہ و مقام کیا ہوگا؟

حضرت سعدی نے فرمایا ہے۔

عرش است کی پایہ زایوان محمد ﷺ جبریل امین خادم و دربان محمد ﷺ
ندانم کدامے سخن گویمت تو والا تری زاں چہ من گویمت

”عرش دیوان حضور ﷺ کی پہلی سیڑھی ہے۔ جبریل امین آپ کا دربان و خادم

ہے، میں نہیں جانتا کہ آپ کے بارے کون سی بات کہوں۔ جو کچھ میں کہتا ہوں آپ اس سے بلند و بالا ہیں"۔

علامہ وحید الزمان غیر مقلد کا عقیدہ

مولوی وحید الزمان نے اپنی غیر مقلدیت کو پھیلانے کے لئے بڑے پر، پرزے نکالے ہیں اور غیر مقلدوں کی رہنمائی وتقلید عقائد و مسائل کے لئے انہوں نے "ہدیۃ المہدی" نامی کتاب لکھی ہے وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

> بداء الله سبحانه الخلق بالنور المحمدی ثم بالمآء ثم خلق العرش علی المآء ثم خلق الريح ثم خلق النون والقلم و اللوح ثم خلق العقل فا النور المحمدی مادة اولية لخلق السموت والارض وما فيها

(الهدیۃ المهدی ج ا ص ۵۶ مطبوعہ ۱۳۲۵ھ)

"اللہ پاک نے مخلوق کی ابتداء نور محمدی سے فرمائی، پھر پانی کو بنایا، پھر پانی پر عرش کو بنایا، پھر ہوا کو پیدا کیا، پھر دوات اور قلم اور لوح کو بنایا، پھر عقل کو پیدا کیا پس حضرت محمد ﷺ کا نور ہی وہ پہلی چیز ہے جس سے آسمان و زمین اور ان کی ہر چیز پیدا ہوئی"۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

مسلمانو! غور فرماؤ کہ بے چاری غیر مقلدیت، وہابیت کے پلے میں وحید الزماں نے کیا رکھا ہے۔ جو سرکار کو محض بشر بشرا لاپنے سے نہیں تھکتی اور نور کا انکار کرتی ہے۔

نواب صدیق حسن غیر مقلد کا عقیدہ

آتش غیر مقلدیت کو ہوا دینے والے ان کے امام نواب صدیق حسن کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ وہ بقلم خود لکھتے ہیں۔

خصائص آپ ﷺ کے آٹھ نوع میں منحصر ہیں ایک وہ جو مختص بذات شریف تھے

دنیا میں مثلاً آپ مخصوص تھے ساتھ اس بات کے کہ۔ (نمبر ۱) اول النبیین تھے۔ خلق میں (یعنی آپ نبیوں سے پہلے پیدا ہوئے تھے)

(نمبر ۲) اور آپ کی نبوت مقدم (پہلے) تھی اور آدم علیہ السلام اپنی طینت (خاک) میں منجدل (خمیر) تھے۔ نواب صاحب نے جو رباعی لکھی ہے وہ ملاحظہ ہو۔

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ
اے ختم رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ ازرہ دور آمدۂ

"تمام شاہان غیور (انبیاء کرام) سے آپ پہلے بنے ہو۔ مان لیا کہ ظہور کے لحاظ سے آخر میں آئے ہو۔ اے ختم رسل آپ کا قرب مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ دیر سے آئے ہو اس لئے کہ دور دراز راستے سے آئے ہو۔ ندا اور حاضر ناظر کا مسئلہ بھی حل ہو گیا"۔

نمبر ۳: اور سب سے پہلے آپ سے میثاق (وعدہ) لیا گیا (۴) اور سب سے پہلے آپ ہی نے "الست بربکم" کے جواب میں "بلیٰ" کہا (۵) آدم علیہ السلام و جمیع مخلوقات آپ ہی کے لئے پیدا ہوئے۔ (۶) آپ کا نام عرش پر لکھا گیا (۷) ہر آسمان و جنت میں بلکہ تمام ملکوت میں (آپ کا ذکر ہے) اور ملائکہ ہر وقت آپ کا ذکر کرتے ہیں۔ (۸) اذان میں ذکر اسم شریف کا ہوتا ہے۔ (۹) کتب سابقہ میں آپ کی بشارت دی ہے اور نعت بیان کی ہے۔ (الشمامۃ العنبریہ ص ۴۰ طبع ۱۳۰۵ھ)

نواب صاحب کا حدیث سے استدلال

مندرجہ بالا عبارت سے قبل غیر مقلدوں کے نواب نے حدیث عرباض بن ساریہ کی صحت پر زور دے کر اس کو لکھا ہے۔ جس سے ہمارے پیارے رسول ﷺ کی اولیت و نورانیت اور حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کے ایک مرحلہ تخلیق کی نشاندہی اور حبیب خدا ﷺ کی اللہ داد غیب دانی بلکہ ہمہ دانی ہویدا ہوتی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں حدیث عرباض بن ساریہ میں فرمایا میں اللہ کا بندہ (بندگی کرنے والا) اور خاتم النبیین تھا۔ اس وقت کہ آدم

اپنی خاک میں منجدل تھے۔ میں خبر دوں تم کو اس (چھپے ہوئے) حال کی، میں دعوت ہوں اپنے باپ ابراہیم کی اور بشارت ہوں عیسیٰ کی اور خواب ہوں اپنی ماں کا اور انبیاء کی مائیں اس طرح دیکھتی ہیں حضرت کی ماں نے وقت وضع کے ایک نور دیکھا جس سے قصور شام نظر آئے۔

اخرجه احمد والبزار والطبرانی و الحاکم و البیهقی

(روایت کیا ہے اس حدیث کو احمد بزار، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے) حافظ ابن حجر مکی کہتے ہیں۔

صححه ابن حبان والحاکم وله طرق کثیرة

اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے اور اس کی بہت سی سندیں ہیں (الشمامة العنبریه ص ۱۰) حدیث عرباض بن ساریہ سے ظاہر ہونے والے عقیدے (۱)، جب آدم گل گارے میں تھے، ہمارے رسول کریم ﷺ اس وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروت تھے اور آپ کو علم تھا کہ میں ہی خاتم النبیین ہوں (۲) آپ کو حضرت ابراہیم کی دعا کا علم تھا (۳) آپکو حضرت عیسیٰ کی بشارت کا بھی علم تھا۔ (۴) آپ کو اپنی اماں پاک کے خواب کا بھی علم تھا۔ (۵) آپ کو یہ بھی علم تھا کہ انبیاء کرام کی مائیں ایسا خواب دیکھتی ہیں (۶) اللہ والے دور، دراز سے دیکھ سکتے ہیں۔

اس حدیث شریف کو غیر مقلدوں کے دیگر دو اماموں یعنی حافظ ابن کثیر دمشقی اپنی تاریخ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱ پر اور محدث ابن جوزی نے اپنی مشہور کتاب الوفی ج ۱ ص ۳۶ پر بغیر جرح کے نقل کیا ہے جو اس حدیث کی صحت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

قاضی سلمان غیر مقلد کا عقیدہ

قاضی سلمان، منصور پوری دنیا، غیر مقلدیت کی معروف شخصیت ہیں وہ بارگاہ رسالت میں اپنی عقیدت کا ہدیہ اس طرح پیش کرتے ہیں۔

او دلیل صد ہزاراں واصلان قرب رب   او کلید صد علوم اولین و آخرین

مسند آرائے نبوت بود اودر قدس گاہ منجدل چو بود آدم درمیان ماؤطین
احتشام اوہو یدا ازکلام ذوالجلال نور اوپیدا ہم پنہاں بآیات مبین

(الجمال والکمال ص ۳۵ طبع مکتبہ اثریہ غیر مقلدیہ)

"اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے لاکھوں آدمیوں کی دلیل آپ ہیں پہلے اور پچھلے سیکڑوں علوم کی کنجی آپ ہیں، بارگاہ رب العزت میں آپ اس وقت مسند آراء نبوت تھے جب آدم علیہ السلام کا خمیر مٹی اور پانی کے درمیان تھا آپ کی حشمت کلام ذوالجلال سے ظاہر ہے آپ کا نور روشن آیات میں ظاہر ہے"۔

مولوی داؤد، غیر مقلد کا عقیدہ

اگلے انبیاء کا نور ستاروں کی طرح تھا اور اس نور اعظم کو آفتاب درخشاں کہنا چاہیے (یعنی ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ صرف نور نہیں بلکہ نور اعظم اور آفتاب درخشاں ہیں)
(تفسیر گوڑ گانوی ص ۷۰۳)

دوسرے مقام پر لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک نور بنا کر آپ کو چمکا یا دیا ہے۔
(تفسیر گوڑ گانوی ص ۷۱۳)

ابن تیمیہ کا عقیدہ

غیر مقلدوں کے امام ابن تیمیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ النور هو محمد ﷺ

"نور سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں"۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۹۴)

غیر مقلدوں کے امام حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں فنور محمد ﷺ کان اظهر و اكبر و اعظم منهم كلهم یعنی حضور ﷺ کا نور تمام نبیوں کے نور سے اظہر اکبر اور اعظم ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱)

غیر مقلدوں کے امام علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا زمین کو فرش بنانا اور آسمان کو بلند کرنا چاہا تو اپنے نور سے جلوہ ظاہر فرمایا

اور اسے حکم دیا کہ تم محمد بن جاؤ وہ جلوہ نور محمد بن کر اتنا بلند ہوا کہ حجاب عظمت تک پہنچ گیا پھر اس جلوہ نور نے سجدہ کیا اور الحمد للہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لذلک خلقتک و سمیتک محمد افمنک ابداء الخلق و بک اختم الرسل

"میں نے آپ کو اس لئے پیدا کیا اور آپ کا نام محمد رکھا پس آپ ہی سے مخلوق کی ابتداء کرتا ہوں اور آپ ہی پر رسالت کو ختم کروں گا"۔ (المیلاد النبوی ص ۱۶)

حافظ ابن کثیر درج ذیل حدیث قدسی کو اپنی تفسیر میں لائے ہیں۔ کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا: **جعلتک اول النبیین خلقا و آخرھم بعثا** "ہم نے آپ کو پیدائش میں سارے نبیوں سے پہلے بنایا اور بعثت میں ان کے آخر میں بھیجا"۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰)

حافظ صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث فبداء بی قبلھم

"سارے نبیوں سے پہلے میں پیدا ہوا ہوں اور دنیا میں انکے بعد آیا ہوں پس ان لئے پہلے مجھ سے ابتداء کی گئی ہے"۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۸۵)

میاں صدیق حسن غیر مقلد لکھتے ہیں:

وحد و ظابطه در وصف وی ﷺ انست که هرچه جز مرتبهٔ الوهیت است از فضل و کمال همه اور اثابت است وهیجکس

کامل ازوی و مساوی باوے نیست

یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجهک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقه   بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

”آپ کی تعریف بیان کرنے کا ضابطہ وحد یہ ہے کہ آپ معبود نہیں اس کے علاوہ باقی تمام فضائل و کمالات آپ کو حاصل ہیں اور کوئی شخص ان کمالات و فضائل میں نہ آپ سے بڑھ کر ہے اور نہ ہی آپ کے برابر۔ اے صاحب جمال اور بشروں کے سردار آپ کے چہرے سے چاند کو روشنی ملی کما حقہ آپ کی تعریف ممکن نہیں۔ آپ اللہ کے بعد آپ سب سے بڑے ہیں“۔ (الشمامۃ العنبریہ ص ٦٠)

الحمد للہ۔ غیر مقلدوں نے بھی اہل سنت کے عقائد کی تاکید کر دی ہے جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ جماعت اہل سنت ہی سچی ڈگری ہے ان کے عقائد صحیح و درست اور قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں۔ ان کے عقاء پر اعتراض کرنا دراصل قرآن و حدیث پر اعتراض کرنا ہے۔

باب چہارم

کائنات کیسے بنی

اللہ تعالیٰ جل جلالہ تمام پیغمبروں حتیٰ کہ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام بلکہ ساری کائنات اور کل مخلوقات سے پہلے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے نور پاک کو پیدا فرمایا اور آپ ہی کے نور سے تمام اشیاء کو ظاہر کیا چنانچہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ اس حقیقت پر خوب روشنی ڈالتی ہے صحابی رسول کریم ﷺ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حدیث جابر مع متن و ترجمہ

عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنكدر عن جابر قال سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اول شيء خلقه الله تعالىٰ؟ فقال هو نور نبيک يا جابر خلقه الله، ثم خلق فيه كل خير و خلق بعده كل شيء و حين خلقه اقامه من مقام القرب اثنى عشر الف سنة ثم جعله اربعة اقسام فخلق العرش و الكرسى من قسم و حملة العرش و خزنة الكرسى عن قنسم و اقام القسم الرابع فى مقام الحب اثنى عشر الف سنة، ثم جعله اربعة اقسام فخلق القلم من قسم و اللوح من قسم و الجنة من قسم ثم اقام القسم الرابع فى مقام الخوف اثنى عشر الف سنة، جعله اربعة اجزاء، فخلق الملائكة من جزء و الشمس من جزء و القمر و الكواكب من جزء و اقام الجزء الرابع فى مقام الرجاء اثنى عشر الف سنة، ثم جعله اربعة اجزاء فخلق

العقل من جزء و العلم و الحكمة و العصمة و التوفيق من جزء و اقام الجزء الرابع فى مقام الجياء اثنى عشر الف سنة ثم نظر اللّٰه عزوجل اليه فتر شح النور عرقا فقطر منه مائة الف و اربعة و عشرون الف و اربعة آلاف) قطرة من نور فخلق اللّٰه من كل قطرة روح نبى اور و ح رسول ثم تنفست ارواح الانبياء فخلق اللّٰه من انفَاسهم الاولياّ و الشهداء و السعداء والمطيعين الى يوم القيمة فالعرش و الكرسى من نورى والكر وبيون من نورى والر و حانيون و الملائكة من نورى والجنة وما فيها من النعيم من نورى و ملائكة السموت السبع من نورى و الشمس و القمر و الكواكب من نورى و العقل و التوفيق من نورى و ارواح الرسل و الانبياء من نورى و الشهداء و السعداء و الصالحون من نتاج نورى ثم خلق اللّٰه اثنى عشر الف حجاب فاقام اللّٰه نورى و هو الجزء الرابع فى كل حجاب الف سنة و هى مقامات العبودية و السكنيه و الصبر و الصدق و اليقين ، فغمس اللّٰه ذلك النور فى كل حجاب الف سنة فلما اخرج اللّٰه النور من الحجب ركبه اللّٰه فى الارض فكان يضئ منها ما بين المشرق و المغرب كا لسراج فى اليل المظلم ، ثم خلق اللّٰه آدم من الارض فركب فيه النور فى جبينه ثم انتقل منه الى شيث و كان ينتقل من طاهر الى طيب و طيب الى طاهر ، الى ان اوصله الله صلب عبد اللّٰه بن عبد المطلب و منة الى

رحم امی امنة بنت وهب ثم اخرجنی الی الدنیا فجعلنی سید المرسلین و خاتم النبیین و رحمة للعالمین و قائد الغر المحجلین و هکذا کان بدء خلق نبیک یا جابر

’’امام عبدالرزاق امام معمر سے وہ محمد بن منکدر سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری متوفی ۷۸ھ سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس شئی کو بنایا ہے آپ نے فرمایا وہ تیرے نبی کا نور ہے اے جابر جسے اللہ نے پیدا فرمایا۔ پھر اس میں ہر بھلائی پیدا کر دی اور ہر چیز اس کے بعد بنائی اور جب اس نور کو پیدا کیا تو اسے بارہ ہزار سال مقام قرب میں رکھا پھر اس کے چار حصے کیے تو عرش اور کرسی کو ایک قسم سے اور حاملین عرش و خزنۃ الکرسی کو ایک قسم سے بنایا اور چوتھی قسم کو بارہ ہزار سال تک مقام حب میں رکھا پھر اسے چار حصوں میں تقسیم کیا ایک قسم سے قلم دوسری سے لوح اور تیسری سے جنت کو بنایا پھر چوتھے حصے کو بارہ ہزار سال تک مقام خوف میں رکھا اسے چار حصوں میں تقسیم فرمایا ایک جزء سے ملائکہ دوسری جزء سے سورج اور تیسری جزء سے چاند تارے بنائے اور چوتھی جز کو بارہ ہزار سال تک مقام رجا میں رکھ دیا پھر اسے چار جزوں میں تقسیم کیا تو پہلی جز سے عقل دوسری جزء سے علم و حکمت اور عصمت اور توفیق کو بنایا او چوتھی جزء کو بارہ ہزار سال مقام حیا میں رکھ دیۂ پھر اللہ عزوجل نے اسے اپنے دیدار سے نوازا تو اس نور سے پسینہ جاری ہو گیا اور اس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے ظاہر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے نبی و رسول کی روح کو پیدا کیا پھر ارواح انبیاء سانس لینے لگے تو ان انفاس سے اللہ نے ولیوں شہیدوں سعیدوں اور فرمانبرداروں قیامت تک آنے والوں کو پیدا کیا، پس عرش کرسی میرے نور سے کروبی روحانی فرشتے بہشت اور اس کی نعمتیں ساتوں آسمانوں کے فرشتے سورج چاند تارے میرے نور سے عقل اور توفیق میرے نور

سے رسولوں و نبیوں کی روحیں میرے نور سے شہید، سعید، صالحین میرے نور سے پیدا ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار حجاب پیدا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو جو جز و رابع ہے ہر پردے میں ہزار برس رکھا اور وہ مقام عبودیت، سکینت اور صبر و صدق اور یقین ہے۔ اس نور کو اللہ تعالیٰ ہر پردے میں ہزار برس تک ڈبوئے رکھا جب اللہ تعالیٰ نے اس نور کو پردوں سے نکالا اللہ عزوجل نے اسے زمین کی طرف روانہ فرمایا۔ اس نور سے زمین کی مشرق و مغرب کے مابین روشنی پھیل گئی۔ جس طرح اندھیری رات میں سراج ہو، پھر اللہ تعالیٰ نے زمین سے آدم بنایا تو اس نور کو آدم کی جبین میں رکھ دیا پھر اسے شیث کی طرف منتقل کیا اور وہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف اور پاک رحموں سے پاک پشتوں کی طرف منتقل ہوتا رہا اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کی صلب میں پہنچایا اور ان سے میری ماں حضرت آمنہ بنت وہب کے شکم اطہر میں آیا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں ظاہر کیا تو مجھے سید المرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین اور قائد غر محجلین یعنی جن کے ہاتھ، پاؤں اور پیشانیاں قیامت کے دن چمکیں گی ان کا سردار بنا کر بھیجا۔ اے جابر تیرے نبی کی خلقت کی ابتداء اس طرح ہے۔

مصنف امام عبد الرزاق ج ۱ کی جز مفقود پہلی بار بیروت میں ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۵ میں شائع ہوئی اور دوسری بار پاکستان میں چھپی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے۔ کہ اس نے ہمیں اصل حدیث تک رسائی دی ہے اور ہم حدیث کا متن مع سند، اہل اسلام کی خدمت میں پیش کر کے حضور پرنور سید العلمین ﷺ کی اولیت و نورانیت کی وہ دلیل پیش کر رہے ہیں جسے اکثر محدثین و مفسرین و ائمہ دین نے اپنی کتابوں میں سرکار ابد قرار ﷺ کی اولیت و نورانیت کیلئے بطور دلیل پیش کیا تھا۔ اس حدیث کے بارے میں منکرین کے اکابر کا استدلال آگے آ رہا ہے۔

حدیث کے مستند ہونے کا ثبوت

اس حدیث کا عربی متن شیخ زادہ شرح قصیدہ بردہ ص ۹۸ تا ص ۱۰۰، اور خرپوتی علی البردہ ص ۱۰۰ مطبوعہ نور محمد کراچی میں موجود ہے۔ نیز الدر البھیہ ص ۴ مصنفہ شیخ المسلمین امام احمد نوری کے حوالے سے الذکر الحسین ۱۸ ص تا ص ۲۲ پر بھی حدیث ہذا کا متن مرقوم ہے۔ شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری نے حدیث جابر کو فتاوی رضویہ ج ۱۲ ص ۲۰۸ اور صلاۃ الصفا میں نقل فرمایا ہے امام اہل سنت غزالی زمان حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی متوفی ۱۴۰۶ھ نے اس حدیث کو اپنے رسالے میلاد النبی ﷺ میں نقل فرمایا ہے۔ مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۴ پر یہ حدیث موجود ہے آپ نے اس حدیث کے بعد ارقام فرمایا ہے کہ مصنف عبدالرزاق سے جلیل القدر محدثین جیسے امام قسطلانی شارح بخاری متوفی ۹۲۳ھ و امام زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ اور امام احمد ابن حجر مکی اور علامہ فاسی اور علامہ دیار بکری نے اپنی تصانیف جلیلہ افضل القری، مواہب اللدنیہ مطالع المسرات، خمیس اور زرقانی علی المواہب میں نقل فرما کر اس پر اعتماد کیا اور اس سے مسائل کا استنباط کیا (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۴) شیخ المحدثین حضرت علامہ منظور احمد صاحب فیضی رحمۃ اللہ نے اس حدیث کے تقریباً ۳۰ حوالے نقل فرمائے ہیں۔ نیز یہ حدیث سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۳۰ اور حجۃ اللہ علی العلمین ص ۲۸ و ۲۹ پر بھی موجود ہے۔

صاحب مصنف کا تعارف

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ (صاحب مصنف) متوفی ۲۱۱ھ جلیل القدر محدثین کے استاد، امام و شیخ ہیں۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ جیسے اکابر دین کے استاد اور امام بخاری کے استاد الاساتذہ ہیں۔ تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۱۱ اور میزان الاعتدال ج ۲ ص ۶۱۴ اور نہایۃ الاغتباط ۲۱۳ پر ان کے متعلق لکھا ہے کہ امام احمد بن صالح مصری کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کیا آپ نے حدیث میں کوئی شخص امام عبدالرزاق

سے بہتر دیکھا ہے انہوں نے فرمایا میں نے کوئی ایسا محدث نہیں دیکھا جو فن حدیث میں امام عبدالرزاق سے بڑھ کر ہو یعنی امام عبدالرزاق فن حدیث کے شہنشاہ ہیں۔ امام حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں امام عبدالرزاق اثبت فی الحدیث، حافظ الحدیث صاحب تصانیف اور تمام اماموں کے نزدیک ثقہ ہیں۔ (ھدی الساری ص ۵۸۸)
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ فرماتے ہیں امام عبدالرزاق فن حدیث میں بے عیب ہیں صحاح میں ان کی روایت موجود ہے۔ بستان المحدثین ص ۱۲۷

اسی طرح فن رجال کی کتابیں حضرت امام عبدالرزاق کی صفت وثناء سے لبریز ہیں۔ آپ فن حدیث کے اول ترین اماموں میں شامل ہیں اور اہل نقد نے فن حدیث میں آپ کو ہر عیب سے مبرا مانا ہے۔ مزید وضاحت ماہنامہ، السعید، ماہ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ میں دیکھیں۔

(تنبیہ) حضرت ﷺ کی نورانیت کے منکر کبھی امام عبدالرزاق پر شیعہ ہونے کی تہمت لگاتے ہیں کبھی انا من نور اللہ پر اعتراض کرتے ہیں اور من کو بقول خود تبعیضیہ بنا کر اللہ تعالیٰ کے نور کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نور تجزی و تقسیم سے پاک ہے اور من تفسیریہ ہے اور اضافت تشریفی و تعظیمی ہے جیسے بیت اللہ، ناقۃ اللہ، ارض اللہ روح اللہ وغیرہ۔ جب اس طرح ان کی دال نہ گلی تو انہوں نے مصنف عبدالرزاق سے حدیث جابر کو غائب کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا یعنی وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ حدیث جابر مع سند منظر عام پر آ گئی۔ آپ کی اولیت و نورانیت کے منکروں منہ کالا کر گئی۔ عرش کرسی لوح قلم جنت حوریں غلمان رضوان ملائکہ بلکہ سورج چاند ستاروں کو نور کہنے والے۔ حضور پرنور ﷺ کے نور ہونے سے نامعلوم کیوں خفا ہیں؟ ان لوگوں کی الٹی منطق اہل علم کی سمجھ سے بہت دور ہے امام عبدالرزاق کے مختصر تعارف اور حدیث جابر کے بارے میں ضروری تنبیہ کے بعد اس حدیث کا مقام ملاحظہ ہو۔ تخلیق کائنات کے راز کو اشکار کرنے والی یہ حدیث اپنی صداقت اور مقبولیت کا لوہا ان لوگوں سے بھی منوا چکی ہے جو ہمارے پیارے رسول ﷺ کی شان و مقام بیان کرنے والی حدیثوں سے چڑتے ہیں۔

اور ان حدیثوں کو بلا وجہ تنقید کا نشانہ بنا کر آقا نامدار ﷺ کے مقام اور مرتبہ کو گھٹانے اور حدیثوں سے بغاوت کرنے کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ فیا للعجب۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا   جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر   ذکر ہے اونچا تیرا بول ہے بالا تیرا

پانچواں باب

حدیث جابر دیوبندیوں کی نظر میں

غیر مقلدوں کے ظہیر (مددگار) نے حافظ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ کو شیخ الطائفہ کا لقب دیا ہے اور اس کو امام دیوبند کہا ہے تھانوی صاحب نے حدیث جابر کو بطور دلیل اپنے کتاب نشر الطیب ص ۶ پر پہلی فصل میں پہلی حدیث کے طور پر لکھا ہے حدیث شریف کے لکھنے کے بعد وہ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کو عقیدہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا (یعنی ہمارے پیارے حبیب ﷺ نور بھی ہیں اور اول الخلق بھی ہیں) کیوں کہ جن جن اشیاء (مثلاً عقل یا قلم یا پانی یا عرش) کی نسبت روایت میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نور محمدی سے متاخر (بعد میں) ہونا اس حدیث سے دلیل ہے۔ مخلوق میں کسی چیز کو بھی ہمارے پیارے رسول ﷺ سے اول ماننا اس دلیل کے خلاف ہے۔ لہٰذا حق یہی ہے کہ تمام چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے نور کو بنایا ہے۔

نمبر ۲: مولوی ذوالفقار علی دیوبندی متوفی ۱۳۲۲ھ لکھتے ہیں۔ جابر نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ اول مخلوق کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اول تیرے نبی کا نور پیدا کیا ہے پھر اس نور کو پھیلایا اور اس سے لوح و قلم و عرش و کرسی و فلک ملکوت و عالم و آدم کو پیدا کیا۔ (عطر الوردہ ص ۲۲)

نمبر ۳: حافظ عنایت علی باجڑوی دیوبندی، خلیفہ مجاز تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھے بتلایئے کہ سب چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا فرمائی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اے جابر، اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور کے فیض سے پیدا کیا ہے۔ اس کے بعد باجڑوی صاحب ایسے اشعار لکھتے

ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ پوری کائنات میں ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کا نور مبارک جلوہ فگن ہے ملاحظہ ہوں وہ اشعار۔

سب دیکھو نور محمد کا سب بیچ ظہور محمد کا   جبرئیل مقرب خادم ہے سب جا مشہور محمد کا
کہیں عاشق وہ یعقوب ہوا کہیں یوسف وہ محبوب ہوا   کہیں جابر وہ ایوب ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں موسیٰ وہ کلیم ہوا کہیں عیسیٰ روح علیم ہوا   کہیں ہارون وہ ندیم ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں ابراہیم خلیل ہوا آگ نمرود میں دخیل ہوا   کہیں جابر اسماعیل ہوا سب دیکھو نور محمد کا
کہیں یار کہیں بیگانہ ہے کہیں شمع کہیں پروانہ ہے   کہیں دانا کہیں دانہ ہے سب دیکھو نور محمد کا
کہیں غوث ابدال کہلوایا ہے کہیں قطب نام دھرایا ہے   کہیں ابن امام کہلوایا ہے سب دیکھو نور محمد کا

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ و بارک وسلم) (باغ جنت ص ۲۸۴ و ۲۸۵)

نمبر ۴: قاری محمد طیب کے لڑکے مولوی محمد اسلم قاسمی دیوبندی نے علامہ نور الدین حلبی کی مشہور زمانہ کتاب انسان العیون، کا ترجمہ کیا، حدیث جابر اس کتاب میں مرقوم ہے دیوبندی مترجم نے حسب دستور حدیث جابر کو قبول کر کے اس کا ترجمہ لکھا ہے اور اس پر تنقیدی حاشیہ آرائی نہیں کی (ترجمہ انسان العیون ج ۱ ص ۱۱۵ مطبوعہ لاہور)

نمبر ۵: حکیم امت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی کی نہایت پسندیدہ کتاب اور اس طرح دیوبندیوں کے نائب رسول جناب رشید احمد گنگوہی کی معتمد کتاب جو اہل سنت کے عظیم المرتبت فاضل علامہ مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری کے قلم فیض رقم کا شاہکار ہے یعنی "تاریخ حبیب الہ" اس میں بھی حدیث جابر سے سرکار ﷺ کی اولیت ونورانیت پر استدلال کیا گیا ہے۔ دیوبندیوں کی مشہور کتاب تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۸۴ پر ہے۔ کہ گنگوہی دیوبندی نے جناب خلیل احمد دیوبندی کو حکم دیا کہ تاریخ حبیب الہ، لے جاؤ اور لوگوں کے سامنے اس کتاب سے میلاد شریف بیان کرو چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ نیز تھانوی دیوبندی نے اپنی کتاب نشر الطیب میں اس کتاب کے حوالے نقل کئے ہیں اور بہشتی زیور حصہ ۱۰ ص ۵۳ و ص ۵۴ میں اس کتاب کو ان کے کتابوں میں شامل کیا ہے جو دیو

بندیوں کو نفع دیتی ہیں پس یہ ثابت ہوا کہ جہاں حدیث جابر سے محبوب خدا ﷺ کی اولیت ونورانیت کا سبق ملتا ہے۔ وہاں اہل اسلام کے ایمان ویقین کو نفع ہوتا ہے۔ ۱۲ الحمد للہ علی احسانہ

تھانوی صاحب کے نزدیک دوسری نفع دینے والی کتابوں میں سے قصص الانبیاء بھی ہے۔

اس کے ص ۳ پر حدیث جابر بایں سند مرقوم ہے روایت کرتے ہیں محمد ابن اسماعیل ابن ابراہیم بن آزر بخاری حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسینؓ سے فرمایا امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے ایک روز میں جناب رسالت مآب ﷺ کی خدمت سراسر سعادت میں بیٹھا تھا۔ کہ جابر بن عبداللہ انصاری نے حضرت ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر تصدق ہوں فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی چیز پیدا؟ کی حضرت ﷺ نے فرمایا سب موجودات سے پہلے اس خالق نے میرا نور پیدا کیا ہزار برس تک وہ نور میرا قدرت الٰہی کے مشاہدے اور تسبیح اور سجدے میں مصروف رہا۔

مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اول بھی ہیں اور نور بھی۔

صحابہ کرام کا عقیدہ

حدیث جابر جس کو مستند ائمہ دین نے قبول فرما کر اپنی معتبر کتابوں میں لکھا اور عقائد کا استنباط کیا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ یہی تھا کہ حضور سید الاولین والآخرین ﷺ کائنات کی پہلی تخلیق کو جانتے ہیں آپ نے ان کے عقیدے کی تردید نہ فرمائی بلکہ جواب باصواب عنایت فرما کر ان کے ایمان وعقیدے کو پختہ کر کے اپنی شان اولیت ونورانیت کو علی الاعلان واضح فرمایا۔ کیونکہ آپ کا اول الخلق ہونا قرآن مجید کی متعدد آیات سے بھی ثابت ہے۔ (کمامر)

چھٹا باب

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولیت ونورانیت کے بارے میں غیر مقلدوں کے حوالے ملاحظہ ہوں

غیر مقلد اسے کہتے ہیں جو فقہ کے چار اماموں (امام اعظم متوفی ۱۵۰ھ و امام مالک متوفی ۱۷۹ و امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ و امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ کے اجتہاد وفقاہت وسقاہت اور ان کے استنباط وفقہ کی تدوینی خدمات کو نہ مانے اور اپنی بین بجانے میں لگا رہے۔ غیر مقلد اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کیلئے گرگٹ کی طرح ہر دور میں اپنا نام بدلتے رہتے ہیں ان کے خود ساختہ عقیدوں میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اور صرف بشر ہیں حضرت عبد اللہ وحضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ملاپ سے وہ معرض وجود میں آئے ان کی اولیت ونورانیت کا ڈھونگ صرف صوفیوں اور بریلیوں نے رچا دیا ہے اور نبی کو انسانوں سے نکال کر نور بنا دیا ہے چنانچہ غیر مقلدوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ انبیاء سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے (تقویۃ الایمان ص ۶۰ مطبوعہ دہلی وص ۸۵ مطبوعہ کراچی) دہلوی بہادر آگے چل کر لکھتے ہیں۔

کسی بزرگ کی شان میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو ان میں بھی اختصار ہی کرو اور اس میدان میں منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہ کہیں اللہ کی جناب میں بے ادبی نہ ہو جائے۔ (تقویہ ص ۶۳ دہلی وص ۸۹ کراچی)

قارئین: اس غیر مقلد نے حد کر دی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف بڑھ چڑھ کر کرنے کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ اور فرشتے آپ پر درود پڑھتے ہیں مومنوں کو درود و سلام زور لگا کر پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ لیکن غیر مقلد نے محبوبان خدا کو عاجز بندے اور بھائی بنا کر عام انسانوں میں لا کھڑا کیا ہے۔ پناہ بخدا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

تعریف اور آپ کی اولیت و نورانیت کا اعلان ایسے چرب زبانوں سے بھی کرا ہی دیتا ہے۔

چنانچہ

حدیث جابر سے غیر مقلدوں کا استدلال

ترجمان غیر مقلدیت مولوی وحید الزمان حیدر آبادی نے غیر مقلدوں کی ہدایت کے لئے کتاب ''الہدیۃ المہدی'' تالیف کی اور اس کے بارے میں بقلم خود لکھا ہے کہ ''**بینت فیھا العقائد الصحیحۃ لا ھل الحدیث**'' یعنی میں نے اس میں اہل حدیث کے لئے صحیح عقیدے بیان کر دیئے ہیں اور اپنے صحیح عقیدوں میں سے ایک عقیدہ انہوں نے یہ بھی بیان فرمایا ہے۔

> **بداء الله سبحانه الخلق بالنور المحمدی ثم بالماء ثم خلق العرش علی الماء ثم خلق الریح ثم خلق النون و القلم واللوح ثم خلق العقل فالنور المحمدی مادة اولية لخلق السموت والارض وما فيها** (ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۵۶)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کا آغاز حضور ﷺ کے نور کو پیدا کر کے کیا حضور ﷺ کے نور کے بعد پانی کو پیدا کیا پھر پانی پر عرش کو بنایا پھر ہوا کو پیدا کیا پھر دوات قلم اور لوح کو پیدا کیا پھر عقل کو پیدا کیا پس نور محمد ﷺ زمینوں و آسمانوں اور مافیھا کی پیدائش کا مرکز اول ہے۔

مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے حدیث جابر سے متاثر ہو کر یہ عبارت رقم کر کے اس کو صحیح عقیدے کے طور پر ثابت کیا ہے اور اہل سنت کے سچے عقیدے جیسا عقیدہ رکھنے کی اہل حدیثوں غیر مقلدوں کو ہدایت دی ہے۔ شاید وہ ہدایت پا جائیں۔

نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں۔

خصائص آپ کے آٹھ نوع میں منحصر ہیں آپ کی نبوت متقدم (اول) تھی اور آدم اپنی طینت میں منجدل (خمیر) تھے اور سب سے پہلے آپ ہی سے میثاق لیا گیا اور سب سے پہلے آپ نے الست بربکم کے جواب میں بلیٰ کہا۔

آدم اور جمیع مخلوقات آپ کیلئے پیدا ہوئے اور آپ کا نام عرش پر لکھا گیا اور ہر آسمان و جنت بلکہ سارے ملکوت میں آپ کا نام لکھا ہوا ہے اور ملائکہ ہر وقت آپ کا ذکر کرتے ہیں۔

(شمامہ عنبریہ ص ۴۰)

غیر مقلدوں کے شیخ الطائفہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں اور وہ امور جو دنیا میں تشریف لانے سے پہلے آپ کی ذات مقدسہ میں پائے گئے۔ مثلاً سب سے پہلے آپ کا نور پاک کا پیدا ہونا سب سے پہلے آپ کو نبوت عطا ہونا یوم میثاق میں سب سے اول ''الست بربکم'' کے جواب میں آپ کا بلیٰ فرمانا آپ کا نام عرش پر لکھا جانا خلق عالم سے آپ کا مقصود ہونا (نشر الطیب ۲۱۶) یعنی یہ تمام فضائل آپ ہی کو حاصل ہیں۔

غیر مقلدوں کے ایک امام کا عقیدہ

محدث ابن جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ھ اہل سنت کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ ہیں فقہ میں وہ حضرت امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے حضور غوث الاعظم سیدنا ابو محمد محی الدین سید عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی کے درس میں شریک ہو کر ان کے فیوض و برکات سے استفادہ کرتے تھے۔ مشہور عاشق رسول حضرت شیخ سعدی شیرازی کے استاد تھے غیر مقلدوں نے حسب عادت امام علامہ ابن جوزی محدث کو بھی اپنے اصحاب میں سے مان کر ان کے فرمان کو اپنے لئے خود بخود حجت بنا لیا (ہدیۃ المہدی حصہ اول) محدث ابن جوزی، بار بار، سرکار کی اولیت والے ارشادات کو بلا تنقید نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اور زمین کا فرش بچھانے اور آسمان کو بلندی بخشنے کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے اپنے نور سے ایک جلوہ ظاہر فرما کر اس کو حکم دیا کونی محمدا تو محمد بن جا وہ نور محمد بن کر بلند ہوا اور حجاب عظمت کو چھونے لگا پھر وہ نور محمد سجدہ ریز ہو گیا اور الحمد للہ پڑھنے لگا اللہ تعالیٰ نے نور محمد ﷺ کو فرمایا میں نے تجھے اس لئے ہی پیدا کیا ہے اور تیرا نام محمد رکھا ہے پھر فرمایا اب تم سے مخلوق کی ابتداء کرتا ہوں اور تم پر رسالت کو ختم کروں گا پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور محمد ﷺ سے لوح قلم وغیرہ کو پیدا کیا اور قلم کو حکم دیا لکھ قلم نے عرض کیا

مولا میں کیا لکھوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لکھ (لا الہ الا اللہ محمد رسول ﷺ) المیلاد النبی ص ۱۶)

محدث ابن جوزی نے اس عقیدے کو حدیثوں سے ثابت کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

قال ﷺ کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین وانا اول من جاء فی وجود العالم ولا ماء ولاطین ولا جسم ولا آدم وقد سئل النبی ﷺ من اول ماخلق اللہ فی الکون فقال اول ما خلق اللہ نوری ومن نوری خلق جمیع الکائنات

(المیلاد النبوی ص ۲۴)

"حضور ﷺ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے اور میں ہی سب سے پہلے عالم وجود میں آیا ہوں اور اس وقت پانی، مٹی، جسم اور آدم کچھ نہ تھے۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا اور ساری کائنات کو میرے نور سے بنایا ہے"۔

محدث ابن جوزی درج ذیل احادیث سے بھی اولیت رسول ﷺ کا استدلال کرتے ہیں حضرت میسرۃ الفجر نے بارگاہ رسول ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

متی کنت نبیا؟ قال و آدم بین الروح والجسد

"یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیاں تھے"۔ (الوفی ج ا ص ۳۳)

محدث ابن جوزی نے حدیث مندرجہ بالا کو حضرت میسرہ سے تفصیلاً روایت کیا ہے۔ جو یہ ہے۔ حضرت میسرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی تھے؟ آپ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا اور آسمانوں کو بنایا اور جب عرش معرض وجود میں آیا تھا تو ساق عرش پر لکھ دیا۔ محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء اور اللہ نے جنت کو بنایا اس میں آدم وحوا کو بسایا اس کے ابواب واوراق وقباب وخیام پر میرا نام لکھا اس وقت

آدم روح اور جسم کے مابین تھے پھر جب ان کو اللہ تعالیٰ نے حیات بخشی تو آدم نے عرش کی طرف نگاہ ڈالی اس پر میرا نام لکھا پایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم ”انہ سید ولدک“ وہ تیری اولاد کے سردار ہیں جب شیطان نے آدم علیہ السلام وحوا سے دھوکہ کیا۔ تو انہوں نے توبہ کرتے ہوئے میرے نام سے شفاعت چاہی۔ (تو ان کا کام بن گیا)

(الوفی ج ۱ ص ۳۳)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے ہو گیا جو ہونا تھا تو وہ عرض کرنے لگے۔ مولا محمد ﷺ کے وسیلہ سے مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا محمد (ﷺ) کون ہیں؟ عرض کیا اے اللہ تو نے جب مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش کی طرف دیکھا اس پر لکھا تھا (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ) میں نے اس وقت جان لیا تھا۔ کہ وہ آپ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ کہ آپ نے ان کا نام اپنے نام سے ملا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سچ ہے۔ میں نے تجھے ان کے وسیلے سے بخش دیا ہے اور وہ تیری اولاد میں آخری نبی ہیں۔ لو لاہ لما خلقتک یا آدم اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے نہ بناتا۔ (الوفی ج ۱ ص ۳۳)

حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ فرزندان آدم علیہ السلام بڑی شدت سے ایک دوسرے سے دریافت کرتے تھے کہ بارگاہ صمدیت میں مکرم کون ہے؟ کسی نے کہا، اپنا، ابا آدم، کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ید قدرت سے بنایا اور وہ مسجود ملائکہ ہوئے اور کسی نے کہا نہیں، ملائکہ مکرم ہیں کیونکہ وہ معصوم ہیں، ”لا یعصون اللہ“ (جب وہ کسی نتیجے پر نہ پہنچ پائے) تو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آ گئے۔ اور پوچھنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا کون ہے تو آپ نے فرمایا (نہ میں نہ وہ) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جب روح کی دولت سے نوازا تو میں اٹھ بیٹھا، میرے سامنے عرش چمکنے لگا میں نے اس پر لکھا پایا، ”محمد رسول اللہ ﷺ“ پس آپ ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مکرم ہیں اور آپ ہی اسے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ (الوفی ج ۱ ص ۳۳ و ص ۳۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اگر حضرت محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا اور میں نے جب عرش بنایا تو وہ کانپنے لگا میں نے اس پر (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) ﷺ لکھ دیا تو وہ ساکن ہو گیا۔

(الوفی ج ۱ ص ۳۳)

غیر مقلدوں کے دوسرے امام کا عقیدہ

حافظ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ وہابیوں کے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ کے شاگرد رشید ہیں اور غیر مقلدوں کا بہت بڑا سرمایہ ہیں انہوں نے احادیث اولیت کو اپنے کتابوں میں بلا تردید نقل کر کے اس ایمان و عقیدے کو پختگی بخشی کہ حضور ﷺ ہی اول الخلق ہیں۔

ملاحظہ ہوں ان کی مرویات۔

نمبر ۱: حضرت میسرۃ الفجر نے فرمایا کہ خود میں نے بارگاہ رسالت مآب میں یہ سوال اٹھایا کہ یا رسول اللہ ﷺ متی کنت نبیا؟ قال و آدم بین الروح و الجسد یا رسول اللہ آپ کب نبی تھے؟

آپ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مابین تھے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱)

نمبر ۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا۔

متی وجبت لک النبوۃ قال بین خلق آدم و نفخ الروح فیہ

آپ کو نبوت کب ملی ہے۔ فرمایا جب آدم پیدا ہو رہے تھے اور ان میں روح ڈالی جا رہی تھی۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور حسن کہا ہے۔ (البدیہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱)

نمبر ۳: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ متی جعلک نبیا "ترجمہ آپ کب نبی بنے؟ قال و آدم منجدل فی الطین "ترجمہ: فرمایا جب آدم مٹی کے خمیر میں تھے۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے میرے

نبی کی۔

نمبر ۴: حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

كنت اول النبيين فى الخلق و آخرهم فى البعث فبداء بى قبلهم

”پیدائش میں سب نبیوں سے پہلے ہوں اور بعثت میں ان کے بعد ہوں اس لئے میرا ذکر ان سے پہلے کیا گیا ہے“۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۵۸ البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱)

نمبر ۵: شب معراج حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

جعلتك اول النبيين خلقا و آخرهم بعثا

”میں نے آپ کو سارے نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور ان کے بعد بھیجا“۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بارگاہ رسالت مآب میں عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ **متى كنت نبيا قال آدم بين الروح والجسد**

(البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱)

یارسول اللہ آپ کب نبی تھے؟ آپ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

محدث ابن جوزی اور حافظ ابن کثیر کی منقولہ احادیث سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا و اعلام سے ابتداء آفرینش کے حالات سے باخبر ہیں وہاں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ ہی کی ذات بابرکات سے مخلوق کی ابتدائی ہوئی اور سب سے پہلے نبوت کا تاج بھی آپ ہی کے سر مبارک پر سجا۔ تمام انبیاء کرام حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ تک سب آپ کے فیض یافتہ اور نعمتوں کے حصول میں آپ کے رہین منت ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر نے اس حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے

ارقام فرمایا ہے۔

واذا کان الامر کذلک فنور محمد ﷺ کان اظهر و اکبر و اعظم منهم کلهم و هذا تنویه عظیم و تنبیه ظاهر علی شرفه و علو قدره (البدیہ والنہایہ ج ۲ ص ۳۲۱)

جب انبیاء کرام کے نور کا عالم یہ ہے تو حضرت محمد ﷺ کے نور اقدس کا عالم کیا ہوگا۔ کیونکہ آپ کا نور تو ان سب کے نور سے اظہر زیادہ ظاہر، اکبر بہت بڑا، اعظم سب سے بڑھ کر ہے اور اس سے آپ کے نور کو بلند سے بلند ترین کرنا ہے۔ اور آپ کے شرف و علو قدر سے علی الاعلان آگاہ کرنا ہے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کے شاگرد مرید مولوی عزیز الرحمان (دیوبندی) خواجہ خواجگان غوث زمان حضرت خواجہ غلام فرید (متوفی ۱۳۱۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حسن ازل دا تھیا اظہار   احدوں دیس وٹا تھی احد

ذات الٰہی کے مظاہر اور حسن ازل کے نور کی شعاعیں ظاہر ہوئی ہیں جو ذات پاک احمد ﷺ کے بھیس میں دنیا کی تعلیم و ہدایت کیلئے مبعوث ہوئی ہیں یعنی مناظر حسن الٰہی نے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک میں اپنا رنگ دکھایا ہے (شرح دیوان فرید (۹۷)

غیب الغیب دے دیسوں آیا   شہر شہادت ڈیرا لایا
احدیت دا گھنڈ اتار   تھیا اطلاقوں محض مقید

آنحضرت ﷺ کی شان مبارک میں ہے غیب الغیب کے دیس (وطن) سے شہادت شہود کے منظر میں آ کر قیام کیا ہے اور ذات باری عز اسمہ کے اسرار قدرت اور رموز فطرت کا حجاب اتار کر ذات مطلق کے مظاہر حسن حقیقی کو ظاہر فرمایا ہے۔ اور محض مقید کے قیود سے آگاہی بخشی ہے۔ (شرح دیوان فرید ص ۹۹)

احد او ہے احمد او ہے   میم دے اولے ولڑی مو ہے
دھیان فرید رکھیں ہر آن

اے فرید ہمیشہ یہ خیال رکھنا کہ ذات نبوی ﷺ یعنی ذات احمد ہی میں اسی ذات پاک پروردگار عالم ہی کا نور جلوہ نما ہے۔ صرف میم کا پردہ یعنی مخلوق ہونے کا حجاب ہے اور اسی حجاب کی آڑ میں دنیا کو متوالا اور فریفتہ کر رکھا ہے۔ حضرت بیدل صاحب کا یہ شعر اس کافی کے حسب حال ہے۔

تجلی ہاست حق را در لباس ذات انسانی
شہود غیب اگر خواہی وجوب اینجا است امکانی

(شرح دیوان فرید ص ۴۴۳)

ساتواں باب

کائنات کیوں بنائی گئی

یہ ایک حقیقت ہے کہ کائنات ہو یا نہ ہو اللہ تعالیٰ تھا، ہے اور رہے گا اور وہ بے نیاز کائنات کی کسی چیز کا محتاج نہیں ساری کائنات اس کی محتاج ہے جب اللہ تعالیٰ کائنات کا محتاج نہیں تو اس نے کائنات کیوں بنائی ہے؟ اس سوال کا پیدا ہو جانا فطرتی معاملہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کائنات کو نہ بناتا تو اس کی قدرت، قوت، طاقت اور قبضہ واختیار کا اظہار کیسے ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو مع صفات کے منوانے کیلئے کائنات کا کارخانہ تیار کر کے فرمایا ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا تو رحمٰن کے بنانے میں کیا فرق دیکھتا ہے۔ تو نگاہ اٹھا کر دیکھ تجھے کوئی رخنہ نظر آتا ہے پھر دوبارہ نگاہ اٹھا، نظر تیری طرف ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی (الملک) دوسرے مقام پر فرمایا: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہیں کے برابر زمینیں، حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ اور بلاشبہ اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ (الطلاق) اس طرح کی آیتیں قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت وصنعت کی طرف توجہ مبذول کراتی ہیں۔ دو حدیثیں مخلوق کی پیدائش کے سلسلہ میں پیش نظر ہیں یہ دونوں حدیثیں حدیث قدسی کہلاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق

میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا تو میں نے پسند کیا کہ اپنی شناخت کراؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔

(تفسیر مظہری عربی ج ۱۰ ص ۳۰۳ اردو ج ۱۲ ص ۲۷۰ تذکرہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی ص ۱۳۰ و ص ۳۱۳ شرح دیوان فرید ورسالہ فی تائید مظہر صوفیا ص ۳۰ مع الفجر الصادق عربی، مثنوی شریف دفتر چہارم ص ۲۶۳)

غواص بحر توحید حضرت خواجہ غلام فرید ادامہ المجید فی لقاء الحمید نے کیا خوب فرمایا ہے۔

کنت کنزا خاص گواہی پہلے حب خود ذات کوں آہی جیس سانگے بنڑیا جمل جہان،
ناہی ناصح نہ تھی مانع عشق اساڈا دین ایمان۔

وہابیوں کے سلمان غیر مقلد کہتے ہیں کہ کنز مخفی حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔
(رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۱۳)

دوسری حدیث قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لقد خلقت الدنیا و اهلها لاعرفهم کرامتک و منزلتک عندی، لولاک لما خلقت الدنیا الخ

"اے محبوب میں نے دنیا اور اس میں رہنے والوں کو اس لئے بنایا ہے کہ انہیں آپ کی اس کرامت وشرافت، عزت وعظمت سے آگاہ کروں جو میرے نزدیک ہے۔ اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا"۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۳) وحجۃ اللہ علی العلمین ص ۲۹)

مندرجہ بالا دلائل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و مافیہا کو صرف اپنی معرفت اور اپنے محبوب کی شان وشوکت ظاہر کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچم اس وقت بلند کیا جب دنیا انسانیت خطرے کا نشان عبور کر چکی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کی شان کو قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا کہ اس طرح کوئی آپ کی تعریف کر ہی نہیں سکتا۔ اس ایک آیت کو دیکھ لیں۔ آپ کا مقام رفعت وشان عصمت ہویدا ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۵۶ (الاحزاب) "بے شک اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو"۔ آپ کے موذیوں اور مخالفوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ

جل شانہ نے اعلان فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ۝۵۷ (الاحزاب) ”بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا اور آخرت میں دونوں آیتوں پر غور وخوض کرنے سے آپ کی عزت وعظمت اور آپ سے محبت والفت اور آپ کو تکلیف دینے اور مخالفت کرنے کا انجام سامنے آجاتا ہے“۔ لولاک (الحدیث) یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا نہ بناتا۔ یہ حدیث اس چیز کا اظہار کر رہی ہے کہ آپ پہلے ہیں اور دنیا بعد میں حاصل مطلب یہ ہے کہ آپ بنے تو دنیا بنی آپ نہ ہوتے تو دنیا نہ بنتی۔ اس لئے یہ کہنا کہ آپ قدرۃ الٰہی کا جلوہ اول اور شہکار اعظم اور مظہر ذات ہیں تو بالکل حق وصواب اور بجا ہے۔ یہ عقیدہ قرآن مجید کے ہرگز منافی نہیں بلکہ اس کی تائید حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰمُوۡسٰۤی اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝۳۰ (القصص:30) یہ آواز آپ کو اس درخت سے سنائی دی جو آگ کا شعلہ بنا ہوا تھا۔ جب یہ چیزیں مظہر خدا بن سکتی ہیں تو انسان بالخصوص اول الخلق ﷺ تو اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

چوں روا بود انا اللہ از درخت کے روا نبود کہ گوید نیک بخت

”جب درخت سے اَنَا اللّٰہ کہنا جائز ہے تو کیوں جائز نہیں اگر نیک بخت کہہ دے۔

خلاصہ یہ کہ مخلوق کو پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ توحید ورسالت کا پرچار ہو اور انسان اپنے خالق حقیقی کی معرفت ومحبت سے سرشار ہو، اس کا ذریعہ انبیاء کرام کی اطاعت وپیروی ہے اور وہ مقدس حضرات مطاع ہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ وَ لَوۡ اَنَّہُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ جَآءُوۡکَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰہَ (النساء:۶۴)

”اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے یعنی رسول باذن اللہ مطاع ہوتا ہے اس کی اطاعت کرنے والا کامیابی سے

ہمکنار ہو کر بارگاہ الٰہی کا مقرب بن جاتا ہے"۔

آیت کا اطلاق اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ تمام کائنات انبیاء و مرسلین کی مطیع ہوتی ہے حضور ﷺ اول الخلق ہوتے ہوئے ہی مطاع کائنات ہیں، گردش لیل و نہار بھی آپ کے تابع ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ (ابراہیم) "اور سورج اور چاند کو بھی تمہارے تابع کر دیا ہے کہ دونوں گھومتے ہوئے اپنا چکر کاٹتے ہیں اور دن رات بھی تمہارے کام میں لگائے ہوئے ہیں"۔

(ترجمہ از مولوی ثناء اللہ غیر مقلد)

سورۃ النحل آیت ۱۲ میں ہے۔ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ "اور مسخر کیا واسطے تمہارے سورج اور چاند اور تارے مسخر ہیں ساتھ حکم اس کے" (ترجمہ از شاہ رفیع الدین) سورۃ الحج آیت ۶۵ ملاحظہ ہو۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ "کیا نہ دیکھا آپ نے یہ کہ مسخر کیا واسطے تمہارے جو کچھ زمین میں ہے اور مسخر کیا کشتیوں کو جو چلتی ہیں دریا میں ساتھ حکم اللہ کے"۔ مولوی وحید الزمان غیر مقلد اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ نے زمین میں جتنی چیزیں ہیں تم لوگوں کے بس میں اور اختیار میں کر دی ہیں۔ مندرجہ بالا آیات الٰہیہ سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی کہ زمین و آسمان کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے تابع کر دی ہیں اور آپ کو سب کا مطاع بنا دیا ہے۔ حضور ﷺ مختار کائنات اور متصرف فی التکوین ہیں جو فرشتے و ارواح صالحین مدبرات امر ہیں وہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کے غلام ہیں۔ علماء دیوبند کے پیر و مرشد عارف باللہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی "عارف" کے بارے میں فرماتے ہیں اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے اور "سخر لکم ما فی السموت و مافی الارض" کا انکشاف ہوتا ہے اور وہ ذی اختیار ہو جاتا ہے (کلیات امدادیہ ص ۲۷) مندرجہ بالا آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے مولوی صبغت اللہ شہید نے لکھا ہے جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اس کو تمہارے قبضہ اور تمہارے اختیار میں کر دیا ہے۔

شیخ محقق حضرت شاہ محمد عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، غوث الاغواث حضور غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے اختیارات کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں۔

(غوث پاک) سے لاتعداد کرامتیں ظاہر ہوئیں (۱) مخلوقات کے ظاہر و باطن میں تصرف کرنا (۲) انسانوں و جنات پر حکمرانی (۳) لوگوں کے راز اور پوشیدہ امور سے واقفیت (۴) عالم ملکوت کے بواطن کی خبر (۵) عالم جبروت کے حقائق کا کشف (۶) عالم لاہوت کے سربستہ اسرار کا علم (۷) مواھب غیبیہ کی عطا (۸) باذن الٰہی حوادث زمانہ کا تصرف و انقلاب (۹) مارنے و جلانے کے ساتھ متصف ہونا (۱۰) اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنا (۱۱) مریضوں کو صحت دینا بیماروں کو شفا بخشنا (۱۲) طے زمان و مکان (۱۳) زمین و آسمان پر اجرائے حکم (۱۴) پانی پر چلنا (۱۵) ہوا میں اڑنا (۱۶) لوگوں کے تخیل کو بدلنا (۱۷) اشیاء کی طبیعت کا تبدیل کرنا (۱۸) غیب کی اشیاء منگانا (۱۹) ماضی و مستقبل کی باتوں کا بتلانا اور اسی طرح کی دوسری کرامات مسلسل اور ہمیشہ عام و خاص کے درمیان آپ کے قصد و ارادہ سے بلکہ اظہار حقانیت کے طریقہ پر ظاہر ہوئیں اور مذکورہ کرامتوں میں سے ہر ایک سے متعلق اتنی روایات و حکایات ہیں کہ زبان و قلم ان کے احاطہ سے قاصر ہے۔

(اخبار الاخیار فارسی ص ۱۷ اردو ص ۴۵، وزبدۃ الآثار)

بہجۃ الاسرار وغیرہ کتب میں مرقوم ہے کہ مہینے و سال وغیرہ حضور غوث اعظم کی اجازت سے منصۂ شہود پر آتے تھے قصیدہ غوثیہ میں آپ نے بابانگ دہل فرمایا۔

وما منها شهور او دهور تمر و تنقضی الا اتالی

”مہینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں بلا شبہ وہ میرے پاس حاضر ہوتے ہیں“۔

و تخبرنی بما یاتی و یجری و تعلمنی فاقصر عن جدالی

”اور وہ مجھے گزرے ہوئے اور آنے والے واقعات کی خبر و اطلاع دیتے ہیں

(اے منکر) جھگڑے سے باز آجا"۔

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی   و وقتی قبل قلبی قد صفا لی

"اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرا ملک ہیں اور ان پر میری حکومت ہے اور میرا وقت میرے دل کی پیدائش سے پہلے ہی صاف تھا"۔

اولیاء اور علماء کا متفقہ عقیدہ یہی ہے کہ زمین و آسمان اور ان کی جملہ اشیاء ولی کامل یعنی عارف کے قبضہ و اختیار میں ہوتی ہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ باوجود قبضے اور اختیار کے اپنے خداداد اختیار کو استعمال میں نہ لائے اس کو بے اختیار ماننا قرآنی عقیدے کے خلاف ہے۔ مولوی صبغت اللہ شہید فرماتے ہیں۔ عالم ملک و عالم ملکوت (یعنی زمین و آسمان) میں خدا کے حکم سے تصرف (قبضہ) کرنے اور اختیار پا جانے کو مشیت کہتے ہیں (کلیات امدادیہ ص ۱۱ نمبر ۲) یعنی دنیائے ولایت میں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کاملین عارفین اللہ تعالیٰ کے حکم سے کائنات میں عمل و دخل کے مجاز ہوتے ہیں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی نے جمال الاولیاء میں ان کا قبضہ موت و حیات میں بھی تسلیم کیا ہے ان میں سے بعض واقعات کو ہم نے اپنی کتاب "غوث اعظم غیروں کی نظر میں" میں درج کر دیئے ہیں، وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کی کتاب الفرقان میں بھی یہی اشارہ ملتا ہے اور ترجمان وہابیت امام غیر مقلدیت مقتدائے دیو بندیت مولوی محمد اسماعیل دہلوی صاحب امامان راہ ولایت اور کامل بزرگوں کے بارے میں اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس رستے کے امام اور اس گروہ کے بزرگ ان فرشتوں کے زمرے میں شمار کیئے ہوئے ہیں۔ جن کو ملاء اعلیٰ کی تدبیر امور (یعنی دنیا جہاں کے معاملات کو چلانے) کے بارہ میں الہام ہوتا ہے اور اس (تدبیر و الہام) کے جاری کرنے میں کوشش کرتے ہیں پس ان بزرگوں کے حالات کو بزرگ فرشتوں کے احوال پر قیاس کرنا چاہیئے۔ (صراط مستقیم ص ۶۵)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی وہابی نہایت صراحت کے ساتھ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں وہ (اولیاء اللہ) اپنے مولیٰ تعالیٰ کے مال و ملک میں اس طرح تصرف

کرتے ہیں جیسے ایک غلام فرمانبردار اپنے مولیٰ کے مال وملک میں اس کی اجازت سے بے کھٹکا تصرف کرتا ہے۔ (صراط مستقیم ص ۵۲)

دہلوی صاحب نے سیدنا علی کریم کی فضیلت اور آپ کے اختیار کے بارے میں جو عقیدہ رکھا ہوا تھا اس کا اظہار یوں کیا ہے۔ حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ کے لئے شیخین پر بھی ایک گونا فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقام ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خدمات آپ کے زمانے سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہونا اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔

(صراط مستقیم ص ۱۰۹)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی جو بیک وقت غیر مقلدوں اور دیوبندیوں کے مشترکہ پیشوا ہیں، کی مندرجہ بالا عبارت سے جو باتیں سامنے آتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ایک گونا فضیلت ثابت ہے (۲) حضرت علی کے فرمانبرداروں کی تعداد حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ کے ماننے والوں سے زیادہ ہے (۳) ولیوں میں غوث قطب ابدال ہوتے ہیں یہ مدارج اور ان پر فائز ہونے والے سچے ہیں۔ (۴) اولیاء اللہ کے تصرفات واختیارات زمانہ علوی سے لے کر قیامت تک حضرت علی کی وساطت ووسیلے سے انجام پارہے ہیں (۵) بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت بھی آپ کے عمل ودخل سے وجود میں آرہی ہے۔ (۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اختیارات وتکوینی نظام میں عمل ودخل عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں (۷) مندرجہ بالا عقیدوں سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ زندہ ہیں اور پوری کائنات کو دیکھ کر اس میں اپنا تصرف واختیار استعمال کر رہے ہیں ان کی مرضی کے بغیر کسی کی بادشاہت وامارت نہیں چلتی اور باطنی نظام قطبیت وغوثیت وابدالیت بھی انہی کے فیض ووسیلہ سے جاری وساری ہے۔ حضور پرنور ﷺ کے غلاموں،

فرشتوں اور صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کا تصرف واختیار خود وہابیوں کے گھر سے ثابت ہو گیا ہے تو ان کے آقا ومولا حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء ﷺ کے تصرف واختیار تکوینی و تشریعی کا انکار کیونکر ممکن ہو گا؟ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے تصرف و اختیار وقبضہ واقتدار اور عطا الٰہی ان سب سے بڑھ کر ہے۔ جس کا اندازہ لگانا کسی کے بس کا روگ نہیں۔ آپ کے ایک مقتدی جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام باذن اللہ مٹی سے پرندے پیدا کرتے تھے اور مادرزاد اندھوں کو نور دیتے تھے، کوڑھیوں اور مریضوں کو فوراً شفا بخشتے تھے اور آنکھ جھپکنے سے پہلے ہزاروں سالہ مردے زندہ کر دیتے تھے اور غائب چیزوں کی خبروں کا انبار لگا دیتے تھے۔ (آل عمران آیت ۴۹)

ان کی والدہ ماجدہ بی بی مریم علیہا السلام کھجور کے گلے سڑے درخت کے تنے کو ہاتھ لگاتی ہیں تو وہ ہرا ابھرا ہو جاتا ہے اور پھر ان پر کھجور کا تازہ پھل ڈالتا ہے بی بی اشارہ کرتی ہیں تو نیچے سے شفاف پانی کا چشمہ ابلتا نظر آتا ہے (مریم آیت ۲۴، ۲۵) اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں جن عرض کرتا ہے کہ چار ماہ کے فاصلے پر پڑا ہوا بلقیس کا تخت آپ کے کھڑا ہونے سے پہلے لا سکتا ہوں۔ حضرت آصف بن برخیا نے عرض کیا کہ میں اس تخت کو آنکھ جھپکنے سے پہلے آپ کی خدمت میں لا سکتا ہوں (النمل آیت ۳۹، ۴۰) اور فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپ کے دشمنوں کو ہلاک کرنے آئے ہیں اور آپ کے غلاموں کو نجات دینے آئے ہیں۔ (یعنی مشکل کشائی اور حاجت روائی، اور تباہی وبربادی اور ان کی موت وہلاکت ہمارے ہاتھوں میں ہے۔)

(العنکبوت آیت ۳۱، ۳۲)

باذن اللہ نفع ونقصان دینے کی طاقت کا مخلوق میں پایا جانا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ وہ قرآن جس کے فرقان ہونے کا کسی کو شبہ نہیں اور جو شرک وکفر وضلالت کی بیخ کنی کرتا ہے۔ اور محبوبان خدا کے اختیارات تشریعی وتکوینی کا دم بھرتا ہے۔

معجزات رسول اللہ ﷺ

دراصل ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے رسول کریم حضرت محمد عربی ﷺ کا مرتبہ ومقام وشان وتصرف واختیار واقتدار کا ڈنکا بج رہا ہے۔ آیئے چند معجزات پر نظر ڈالتے ہیں۔ آپ ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کردیا۔ (سورۃ القمر آیت ۲) آپ ﷺ ہی نے ڈوبے ہوئے سورج کو، حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نماز کے لئے واپس لوٹا دیا۔ (الشمامۃ العنبریہ ص ۱۲۸ از نواب صدیق حسن غیر مقلد، البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۲۸۲ و تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰۲ کلاھما لابن کثیر دمشقی کتاب الشفاء ج ۱ ص ۱۸۵، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۲، مدارج النبوہ اردو ج ۱ ص ۳۳۰، جلد ۲ ص ۲۲۷، فتاوی شامی ج ۱ ص ۲۶۵، حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۳۹۸، فیض الباری ج ۳ ص ۴۶۳، واخرجہ ابن مندہ وابن شاھین من حدیث اسماء وابن مردویہ من حدیث ابی ہریرۃ...... قال القسطلانی وروی الطبرانی ایضافی معجمہ الکبر باسناد حسن...... وروی الطبرانی ایضافی معجمہ الاوسط بسند حسن عن جابر، شرح شفا للقاری ج ۳ ص ۱۳ وشرحہ للخفاجی ج ۳ ص ۱۱ وص ۱۳، مقام رسول ص ۳۱۹)

حضرت حسن سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا میں نے اپنی بچی جنگل (کے گڑھے) میں ڈال دی تھی آپ اس کے ساتھ وہاں پہنچے بچی کا نام لے کر اس کو ندا دی وہ بچی "لبیک وسعدیک" کہتے ہوئے (گڑھے) سے نکلی آپ نے فرمایا تیرے ماں باپ دونوں مسلمان ہو گئے ہیں اگر تو چاہے تو میں تم کو ان کی طرف لوٹا دوں لڑکی نے کہا میں نے ان سے اللہ تعالیٰ کو بہتر پایا ہے (شفاء شریف ج ۱ ص ۲۱۱) صاحب کتاب شفاء نے مردوں کو زندہ کرنے اور ان سے کلام کرنے کے بارے میں مکمل فصل لکھی ہے۔ امام جلال الملۃ والدین سیوطی نے الخصائص الکبری ج ۲ ص ۶۶ تا ص ۷۹ میں مکمل باب احیاء الموتی وکلامہم لکھا ہے۔

قارئین کرام، مردوں کو زندہ کرنا اور ان سے باتیں کرنا بھی ایک زبردست اعجاز ہے۔ بے جان لکڑیوں اور جمادات کو حیات عطا کرنا بھی ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کا

بہت بڑا معجزہ ہے۔ وہ کھجور کا خشک تنا جس کو آپ نے منبر بنایا تھا آپ کی خدمت میں چلا کر رویا قریب تھا کہ وہ روتے روتے پھٹ جاتا جب آپ نے اس کو سینے سے لگایا تو اس کو تسکین ملی۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۰۶، مشکوٰۃ ص ۵۳۶، الوفی ج ۱ ص ۳۲۱، نشر الطیب ص ۲۱۰) سرکار مولیٰ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ کی نواحی بستی میں آپ کے ساتھ گیا تو۔

فما استقبله حبل ولا شجر الا وهو يقول السلام عليك يارسول الله

جو پتھر اور درخت سامنے آتا وہ کہتا ہے **السلام علیک یارسول اللہ** ﷺ (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۴۰) مندرجہ بالا دونوں واقعات میں صرف آپ کی نگاہ صحبت کا اثر و فیض ہے یعنی آپ نے قولاً و فعلاً ان کو ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

عارف باللہ عاشق رسول اللہ حضرت مولانا عبدالرحمان جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے کہ ایک دن حضور ﷺ، حضرت ابوبکر و حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ ابوالہیثم بن التیہان کے گھر گئے۔ اس نے دیکھ کر کہا مرحبا **یارسول اللہ** ﷺ میری دلی خواہش تھی کہ آپ مع اصحاب میرے گھر تشریف لائیں میں نے اپنے گھر کا تمام اثاثہ اپنے بھائیوں میں بانٹ دیا ہے، ابوالہیثم کے گھر کے کونے میں ایک کھجور کا درخت تھا آپ نے فرمایا اجازت ہو تو ہم چند کھجوریں کھالیں اس نے عرض کیا کافی عرصہ سے اس پر پھل نہیں لگا، آپ مالک ہیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ پیالے میں پانی لاؤ آپ نے کلی کر کے وہ پانی اس درخت پر ڈال دیا فوراً اس پر خوشے لٹکنے لگے اور بڑی بڑی پکی کھجوریں آگئیں آپ نے فرمایا یہ جنت کے باغ کی کھجوریں ہیں یہ یہاں کھالو باقی جنت میں ملیں گی۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۹۵)

ایک بار آپ کو حضرت جابر کی دعوت تھی اس نے بکری کا بچہ ذبح کیا، جابر کے دو بیٹے تھے بڑے نے چھوٹے سے کہا کہ آ تجھے بتاؤں ہمارے والد نے ہمارے میمنے کو کس طرح ذبح کیا ہے، پھر اس نے چھوٹے بھائی کو زمین پر لٹا کر اس کے گلے پر چھری چلا دی اور نادانی سے اسے ذبح کر دیا، ان کی ماں نے یہ منظر دیکھا تو ان کی طرف دوڑی بڑا بیٹا ڈر کی

وجہ سے مکان کی چھت پر چڑھ گیا ماں اس کے پیچھے بھاگی تو وہ چھت سے نیچے گر گیا اور واصل بحق ہو گیا۔ اس صابرہ بی بی نے نہایت صبر و تحمل سے کام لیا اور دونوں بچوں کی لاشوں کو ایک کمرے میں رکھ کر اوپر ایک کپڑا ڈال دیا اور بغیر کسی غم کے کھانا پکانے میں مشغول ہو گئی، جب سرکار تشریف لائے تو کھانا آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا، آپ ﷺ نے فرمایا۔ پروردگار کا حکم ہے کہ جابر کے بچوں کے ساتھ کھانا کھاؤں جابر نے بچوں کو بہت تلاش کیا مگر ان کا سراغ کہیں نہ ملا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ اس وقت موجود نہیں بچوں کی ماں سے پوچھا گیا تو اس نے بچوں کی لاشوں سے کپڑا اٹھایا گھر میں کہرام برپا ہو گیا، میاں بیوی سرکار کے قدموں میں گر پڑے سرکار نے بچوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ زندگی بخش دی۔

(شواہد النبوۃ ص ۱۴۳ و ص ۱۴۴، مدارج النبوۃ اردو ج ۱ ص ۳۵۹)

ایک بار آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بھونی ہوئی بکری کا گوشت کھا لینے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کر دیا۔

(مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۳۶۱، حجۃ اللہ علی العلمین ص ۴۲۲، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۷۲)

بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا **لو شئت لسارت معی جبال الذھب** اگر میں چاہتا تو سارے پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلتے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۲۱)

آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ عرب کے پہاڑ سونا اگل رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو کثیر و کوثر، عظیم و اعلیٰ انعامات عطا فرمائے ہیں۔ ان کو اعداد و شمار میں لانا کسی کے بس کی بات نہیں۔

وہابیوں کے حافظ اشرف علی تھانوی آپ ﷺ کے معجزات کے بارے میں لکھتے ہیں۔

کہ سارے کلام اللہ میں کچھ اوپر ستر ہزار کلمے ہیں، جب ستر ہزار کو دس پر تقسیم کریں تو سات ہزار سات سو حاصل ہوتے ہیں پس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو معجزے ہیں اگر

ان کی پیشن گوئیوں کو لیا جاوے جن میں تیرہ الکلام المبین میں جمع کی ہیں اور ستتر ہزار سے جس قدر بیشی ہے اس کو بھی دس پر تقسیم کر کے حاصل قیمت کو ملا لیا جائے تو اس عدد میں اور اضافہ ہوتا ہے۔ یہ قرآن مجید کے معجزات ہیں اور محدثین و اہل سیر نے جو معجزات اپنے علم کے موافق لکھے ہیں وہ تین ہزار ہیں ایک ہزار معجزے امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں نقل کئے ہیں اور تین سو سے زائد الکلام المبین میں مذکور ہیں۔ تو اس حساب سے دس ہزار سے زائد ہوتے ہیں۔ (نشر الطیب ص ۱۹۹، ص ۲۰۰)

یعنی اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ساری کائنات حضور اکرم ﷺ کے لئے بنی اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے مالک و مولا ہیں۔

بی بی حلیمہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو لے کر ہم جب مکہ سے باہر آئے تو ایک حوض پر ٹھہرے وہاں شیخ ہذیل موجود تھا۔ میں نے اس کو آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی باتیں جو ہمیں سیدہ آمنہ علیہا السلام نے بتائیں تھی سنائیں تو شیخ ہذیل نے شور مچا دیا اور کہنے لگا اے آل ہذیل اس بچے کو ہلاک کر دو یہ تو تمام روئے زمین کا مالک بن جائے گا۔

(شواہد النبوۃ ص ۶۴)

مندرجہ بالا معجزات و واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو حضور اکرم ﷺ کے تابع کر دیا ہے تا کہ آپ ﷺ کا شان و مرتبہ و مقام اور آپ ﷺ کی عزت و عظمت روز روشن کی طرح ظاہر و باہر و روشن ہو جائے تا کہ اہل دنیا آپ کے مقام رفعت اور مرتبہ کی عظمت سے باخبر ہو جائیں اور کل قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ مجھے خبر نہ تھی۔

حدیث لولاک

خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۳ و حجۃ اللہ علی العٰلمین ص ۲۹ کی مندرجہ بالا حدیث قدسی کا یہ جملہ لولاک لما خلقت الدنیا اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ نے پہلے ہمارے پیارے رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے نور کو بنایا اور کائنات کو وجود کی دولت سے اس کے بعد نوازا۔ لولاک۔ والی حدیثیں بھی آپ کی اولیت کی دلیل ہیں۔ لہٰذا ان حدیثوں کو پیش کرنے سے پہلے۔ بعض بزرگ شاعروں کے اشعار ملاحظہ ہوں جنہوں نے کلمہ لولاک کو اپنے شعروں میں بڑی خوبصورتی سے سجایا و نبھایا ہے۔

امام شرف الدین بوصیری متوفی ۶۹۴ھ بارگاہ رسالت مآب میں عرض گزارتے ہیں۔

وکیف تدعوا الی الدنیا ضرورۃ من لولاہ لم تخرج الدنیا من العدم

"اور کیسے دنیا کی طرف مائل کرے ضرورت اس ذات گرامی کو کہ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا بھی نہ ہوتی"۔

عاشق رسول حضرت شیخ مصلح الدین شیرازی المعروف شیخ سعدی متوفی ۶۹۱ھ عرض کرتے ہیں۔

ترا عز و لولاک و تمکین بس است ثناء تو طہ و یٰسین بس است

"آپ کی عزت و عظمت کا ڈنکا لولاک سے بج رہا ہے۔ آپ کی صفت و ثناء طہٰ و یٰسین پیش کر رہی ہیں"۔

عاشق رسول حضرت امام عبدالرحمان جامی متوفی ۸۹۸ھ اپنی عقیدت کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔

رفعت از و منبر افلاک را رونق از و خطبہ لولاک را

"آپ کی وجہ سے آسمانوں کے منبر کو بلندی نصیب ہوئی۔ آپ کی وجہ سے خطبہ لولاک کو رونق حاصل ہوئی"۔

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز، سید محمد حسینی المتوفی ۸۲۵ھ لکھتے ہیں۔

لولاک لما خلقت الافلاک خالق پالائے
فاضل افضل جتنے مرسل ساجد سجود آئے

حضرت شاہ رؤف احمد نقشبندی رام پوری المتوفی ۱۲۴۰ھ فرماتے ہیں۔

ہے وہی دیکھ لو پڑھ کر لولاک   باعث خلقت ارض و افلاک

امام الائمہ مالک الازمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ المتوفی ۱۵۰ھ فرماتے ہیں۔

انت الذی لولاک ما خلق مرءٌ
کلا و لا خلق الوریٰ لولاک

"اگر آپ نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا۔ بلکہ آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوقات پیدا نہ ہوتی"۔

یعنی بے شک آپ باعث ایجاد عالم ہیں، حاکم نے مستدرک میں عمر بن خطاب سے روایت کیا...... اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو فرمایا: لولا محمد ما خلقتک اور ابوالشیخ و حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ لولا محمد ما خلقت آدم و لا الجنۃ ولا النار، اور مسند دیلمی میں ابن عباس سے آیا ولا خلق الوریٰ اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ سرکار کو حکم ہوا۔ لولاک ما خلقت الدنیا اور حافظ قسطلانی مواہب میں لائے۔ لولاہ لما خلقت سماء و لا ارضا اگر وہ نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین کو پیدا نہ کرتا۔ پس بوحی غیر متلو، رسول اللہ ﷺ باعث ایجاد عالم ہیں۔

(ملخصا، قصیدہ امام اعظم ابوحنیفہ ص ۴۱)

امام جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۲ھ اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

با محمد نور عشق پاک جفت   بہر عشق اورا لولاک گفت

"پاک عشق کا نور منصور کا ساتھی تھا عشق کی وجہ سے اللہ نے آپ کے بارے میں لولاک فرمایا۔ یعنی اگر آپ نہ ہوتے تو آسمانوں کو نہ بناتا"۔

حضرت شیخ فخر الدین ابراہیم ابن شہریار عراقی، ہمدانی متوفی ۷۲۲ھ فرماتے ہیں۔

آنکہ پوشید خلعت لولاک   وز بلندیش پست شد افلاک

"آپ نے خلعت لولاک زیب تن فرمائی اور آپ کی بلندی سے آسمان پست ہو گیا"۔

مولوی محمد باقر آگاہ ویلوری متوفی ۱۲۲۰ھ فرماتے ہیں۔

احمد کو بود گوہر تاج لولاک   گرد دبہ مدار خاک راہش افلاک
در محفل او بند تلامیذ رسل   در مکتبش اطفال زبان دان املاک

"حضور ﷺ تاج لولاک کے گوہر ہیں، آپ کی خاک راہ افلاک بن گئی، آپ کی محفل میں رسول تلامذہ ہیں اور زبان دانی کے مالک آپ کے طفل مکتب ہیں"۔

مولانا کفایت علی کافی متوفی ۱۲۷۴ھ فرماتے ہیں۔

جو پڑھے گا صاحب لولاک کے اوپر درود   آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری متوفی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں۔

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ   لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

علماء دیو بند کے پیرو مرشد اور ان کے اعلیٰ حضرت، مولانا شاہ امداد اللہ مکی متوفی ۱۳۱۷ھ فرماتے ہیں:

خداوندا بحق شاہ لولاک   مرا کن از غم دنیا و دین پاک

"اے اللہ شاہ لولاک کے صدقے مجھے دین و دنیا کے غم سے پاک کر دے"۔

مولوی ظفر علی خان متوفی ۱۳۷۶ھ فرماتے ہیں۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

شاعر مشرق حضرت علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں۔

صورت خاک حرم یہ سرزمین بھی پاک ہے   آستان مسند آرائے شہہ لولاک ہے

سندر لال ہندو نے لکھا ہے

وہ سندر چہرہ نور بھرا وہ رام سرولی متوالا   دلدار تھا دلداروں میں سردار تھا سرداروں میں
لولاک لما کا تاج دھرے وہ کملی والا من موہن   توحید کی مایا لے کر جو پھرتا تھا بازاروں میں

آٹھواں باب

احادیث لولاک

امام ابی بکر احمد بن حسین البیہقی متوفی ۴۵۸ھ (دلائل النبوۃ ج ۵ ص ۴۸۹) امام قاضی عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ (الشفاء ج ۱ ص ۱۰۴) امام تقی الدین سبکی شافعی متوفی ۷۳۶ھ (الشفاء السقام ص ۱۶۱، ۱۶۲) امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶) امام محمد مہدی الفاسی (مطالع المسرات ص ۲۱۴) امام اسماعیل حقی حنفی متوفی ۱۱۳۷ھ (روح البیان ج ۹ ص ۹) امام احمد رضا قادری حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ (ختم نبوۃ ص ۸) امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ (جواہر البحار ج ۲، وج ۴) میں ائمہ اسلام سے ناقل اور حجۃ الوہابیہ حافظ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ (البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۸۱) پر لکھتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱

حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے ہو گیا جو ہونا تھا تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت کر دیجئے۔ سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا عرض کیا کہ اے رب میں نے اس طرح پہچانا جب آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی شرف دی ہوئی روح میرے اندر پھونکی تو میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام مبارک کے ساتھ ایسے شخص کے نام کو ملایا ہو گا جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہو گا حق تعالیٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام تم سچے ہو

واقعی وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں۔

فقال اللہ عزوجل صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الی
واذا سالتنی بحقہ فقد غفرت لک ، ولولا محمد ما
خلقتک

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے آدم تو سچا ہے بلاشبہ وہ تمام مخلوق سے مجھے زیادہ پیارے ہیں) اور جب تو نے ان کے واسطے سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا روایت کیا اس کو بیہقی نے اپنی دلائل میں عبدالرحمان بن زید بن اسلم کی روایت سے اور کہا ہے اس میں عبدالرحمان منفرد ہیں۔

اور روایت کیا اس کو حاکم نے اور اس کی تصحیح کی اور طبرانی نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔

اور اتنا اور زیادہ ہے کہ (حق تعالیٰ نے فرمایا کہ) وہ تمہاری اولاد میں سے سب سے آخری نبی ہیں۔

مقام رسول ص ۲۶۲ پر یہ حدیث درج ذیل حوالوں سے موجود ہے۔ رواہ البیہقی ...... ورواہ الحاکم وصححہ ...... ورواہ الطبرانی، زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۶۲، ۶۳ وابونعیم وابن عساکر ایضا، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶ صلاۃ الصفا ص ۱۳، شفا شریف ج ۱ ص ۱۳۸ وشرحہ للخفاجی والقاری ج ۲ ص ۲۲۵، قال الحاکم ھذا الحدیث صحیح الاسناد مستدرک حاکم ج ۲ ص ۶۱۵ ...... ورواہ البیہقی ایضا فی دلائل النبوۃ ...... وذکرہ الطبرانی، شفاء السقام ص ۱۶۲، نشر الطیب ص ۱۱، زرقانی ج ۶ ص ۳۴، ج ۵ ص ۱۹ جواہر البحار ج ۲ ص ۶۷، ص ۱۰۷، از ابن حجر، ج ۲ ص ۲۲۰ عن روح البیان ج ۲ ص ۳۳، جواہر البحار ج ۴ ص ۲۳۲ والضیاء از خلاصۃ الوفی، جواہر البحار ج ۲ ص ۲۰۰، از مطالع المسرات فاسی ص ۲۶۴ ومولا رسول ص ۱۹، از ابن کثیر، اخرجہ الطبرانی والضیاء وابونعیم فی الدلائل والحاکم ...... والبیہقی فی الدلائل ...... وابن عساکر عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الاتحافات السنیہ فی الاحادیث القدسیہ ص ۱۴۰، مجموع الاربعین ۸۷، وتفسیر در منثور ج ۱ ص ۵۸ وللآجری ایضا تجلی الیقین ص ۳۰۳، وحلیۃ لابن

امیر الحاج، افضل الصلوت ص ۱۱۷، نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض ج ۳ ص ۳۹۸، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۳، تفسیر خزائن العرفان ص ۷ تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۱۹۷، بحوالہ تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۱۸۴، ۱۸۵ اور تفسیر خزائن العرفان و تفسیر روح البیان نے طبرانی، حاکم، ابو نعیم اور بیہقی کی روایت از سیدنا فاروق اعظم و علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہما سے مذکور واقعہ درج کیا۔ نیز تفسیر نعیمی و تفسیر خزائن العرفان اور تفسیر عزیزی میں ہے کہ ابن منذر کی روایت کے کلمے یہ ہیں۔ ”اللّٰھم انی اسلک بجاہ محمد عبد و کرامتہ علیک ان تغفرلی خطیئتی“ ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں تیرے عبد کامل حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ اور ان کی اس کی کرامت سے جو تجھے زیبا ہے مجھے معاف فرمادے۔

تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵ تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۱۰۶ طبع قدیم تحت آیت فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ تفسیر ازہری ضمیمہ پارہ اول ص ۸ ہر روایت ابن عساکر و الحاکم و البیہقی عن علی مرفوعا و بروایت ابن المنذر و بحوالہ البدایہ والنہایہ ص ۸۳ از ابن کثیر و بحوالہ طبری، ص ۱۸۸ اخرجہ الطبرانی فی الصغیر ج ۲ ص ۸۲، ص ۸۳ و فی طبع ص ۲۰۷ ہمارے استاذ محترمہ علامہ فیضی مدظلہ فرماتے ہیں کہ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ اپنی کتاب مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۳ میں فرماتے ہیں رواہ الطبرانی فی اوسط و الصغیر و الحاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۶۱۵ و ابو نعیم فی الدلائل و البیہقی فی الدلائل و ابن عساکر عن عمر رضی اللہ تعالی عنہ مرفوعا الخ تفسیر در منثور ج ۱ ص ۵۸ و ابن عساکر ج ۲ ص ۳۵۷ روی البیہقی فی کتابہ دلائل النبوۃ اس کتاب کے بارے میں حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ ساری کتاب نور اور ہدایت سے لبریز ہے۔ ورواہ الحاکم و صححہ و روی الطبرانی، زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۶۲، ص ۶۳، جواہر البحار ج ۲ ص ۲۲۰، از روح البیان و جواہر البحار ج ۳ ص ۱۳۳۱، از ابن حجر و ج ۴ ص ۳۲۱، از خلاصۃ الوفی ص ۳۷ و فی طبع ۱۰۷ و جواہر البحار ج ۱ ص ۲۰۲، عن الشفاء ج ۲ ص ۶۷، ص ۱۰۷ عن ابن حجر، ج ۱ ص ۲۰۶، ص ۲۱۰، از شیخ دیریتی ص ۲۵۲، از جیلی، شفا شریف ج ۱ ص ۱۳۷ و شرحہ للقاری و الخفاجی ج ۲ ص ۲۲۳، ص ۲۲۴، ص ۲۲۵، الجوہر

المنظم ص ۱۶۱ لابن حجر، اخراجہ الحاکم والبیہقی والطبرانی فی الصغیر وابو نعیم وابن عساکر عن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶، ورواہ ابوبکر الآجری فی کتاب الشریعۃ ص ۴۲۷ تفسیر روح المعانی ج ۱ ص ۲۳۷، تحت آیت فتلقی آدم، جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۱، از امام محمد فاسی، سید سمہودی مدنی وفا الوفاء ج ۴ ص ۳۷۱، ص ۳۷۲ پر ارقام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت نے روایت کیا ہے۔ ان میں سے ایک امام حاکم ہیں جنہوں نے اس حدیث کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً صحیح الاسناد روایت فرمایا ہے۔ اور امام طبرانی اسے روایت کرتے ہوئے یہ کلمے بھی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم وہ محبوب تیری ذریت سے ہے اور آخری نبی ہے۔ کنزل العمال ج ۱۲ ص ۸۴ حدیث نمبر ۳۷۸ منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۸، ۳۰۹ مندرجہ حوالوں کے بعد استاذ محترم علامہ فیضی علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں کہ امام حاکم نے فرمایا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے امام سمہودی نے وفاء الوفا اور خلاصۃ الوفی میں اس حدیث کے صحیح ہونے کو تسلیم کیا ہے اور دیگر ائمہ اہل سنت نے اس حدیث کی توثیق کی ہے، ان میں سے کسی نے اس حدیث کے موضوع ہونے کی طرف اشارہ تک نہیں کیا۔ اس حدیث پر بڑی جرح یہ ہے کہ اس میں عبدالرحمان بن زید ضعیف ہے لیکن کسی نے اسے کذاب اور حدیثیں گھڑنے والا نہیں کہا۔ میں کہتا ہوں اسے ضعیف کہنا بھی جرح مبہم ہے اور از روئے اصول جرح مبہم مقبول نہیں بالفرض ضعف کو مان لیا جائے تو حدیث ضعیف متعدد طرق سے مروی ہو کر اصولاً حسن بن جاتی ہے۔ جس طرح یہ حدیث ہے اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں صحیح کا دعویٰ کر کے لکھا ہے اور طبرانی نے اوسط اور صغیر میں اور ابو نعیم اور بیہقی وابن عساکر وابن منذر اور امام آجری نے اسے صحیح مان کر نقل کیا ہے۔ امت محمدیہ نے اس حدیث کو ہاتھوں ہاتھ لے کر قبول کر لیا ہے۔ پس یہ حدیث شریف مقبول، مقبول مقبول ہے۔ اصول یہ ہے کہ حدیث ضعیف سند واحد سے ہو تو بھی مقبول ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اس حدیث کو اپنی کتاب نشر

الطیب ص ۱۴۲ پر بطور استدلال نقل کر کے اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔

اعتراض

یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کے راویوں میں عبد الرحمان بن زید بن اسلم منفرد ہیں؟ عنوان ہے (۱) مندرجہ بالا سطور میں آپ نے دیکھا ہے کہ۔

اس حدیث کو مستند ائمہ اسلام نے نہ صرف قبول کیا بلکہ استناداً اس کو لکھا ہے۔ پھر اس حدیث کو ضعیف کہنا، کہنے والے کی ایمان کی ضعفی کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے؟

(۲) کیا آپ کو وہ حدیث ضعیف لگتی ہے جس میں رسول ﷺ کی شان بیان ہو رہی ہو، کیا آپ رسول کریم ﷺ کی شان نہیں سن سکتے؟

(۳) فضائل میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہے۔ دیکھو اپنے گھر کی کتابیں براہین قاطعہ ص ۹۶ و علم الفقہ حصہ دوئم ص ۱۶۴ فتاوی دار العلوم دیو بند ج ۲ ص ۵۴۳ وغیرہ

(۴) اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے کیا ضعیف کہنے والا امام حاکم سے بڑا محدث اور زیادہ علم والا ہے؟

(۵) محدث طبرانی اور دیگر محدثین نے اس حدیث کو ضعیف نہیں کہا۔ ضعیف کا قول صرف امام بیہقی نے کیا ہے۔ ابن کثیر اسی کا ناقل ہے۔ امام سیوطی نے بھی اس حدیث کو خصائص میں نقل کیا ہے اور امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی خصائص کی یہ خصوصیت بیان فرمائی ہے کہ

منزهته عن الاخبار الموضوعة و مایرد "خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳"

میں نے خصائص کبریٰ کو احادیث موضوعہ و مردودہ سے پاک رکھا ہے۔

لہٰذا ان کے نزدیک بھی یہ حدیث قابل اعتراض وارد نہ رہی پس یہ حدیث محدثین کے نزدیک قابل اعتبار اور لائق حجت ہے۔

(۶) حجۃ الوہابیہ امام ابن جوزی متوفی ۵۹۷ ھ نے اس حدیث کو حضرت عمر سے روایت کیا ہے اور اس کی سند و متن پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ (الوفا عربی ج ۱ ص ۳۳)

(۷) ائمہ اہل حدیث نے حدیث مندرجہ بالا کی سند پر اعتماد کر کے اس سے مسائل کا استنباط و استخراج کیا ہے لہٰذا ہمیں بھی اس پر اعتبار کرنا چاہیئے۔

(۸) مقام رسالت بیان کرنے والی حدیثوں پر اعتراض کرنا دراصل لوگوں کو حضور ﷺ کی ذات پاک سے متنفر کرنے کا ایک باغیانہ بہانہ ہے۔ کما قال المنافقون لہ اب محمد اپنی عبادت کرائے گا (معاذ اللہ)

حدیث نمبر ۲

ابن عسا کر رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہوئے، حضرت عیسیٰ روح اللہ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت آدم صفی اللہ ہوئے ہیں آپ کو کس فضیلت سے نوازا گیا ہے۔ فوراً جبرائیل حاضر ہوئے اور کہا (یارسول اللہ ﷺ) آپ کا رب فرماتا ہے بے شک میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا تو آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے۔ بیشک میں نے موسیٰ کو کلیم فی الارض بنایا ہے تو آپ کو کلیم فی السماء بنایا ہے بے شک میں نے عیسیٰ کو روح القدس بنایا ہے تو آپ کے اسم گرامی کو مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے تخلیق کیا اور آپ ہی آسمانوں کے شاہ سوار ہوئے ہیں یہ دولت آپ سے قبل یا آپ کے بعد کسی کو حاصل نہیں ہے اور بے شک میں نے آدم کو ابوالبشر ہونے سے ممتاز کیا ہے تو آپ کو خاتم الانبیاء بنا دیا ہے اور آپ سے زیادہ مکرم ہم نے بنایا ہی نہیں اور تحقیق ہم نے آپ کو حوض کوثر، شفاعت، ناقہ، تلوار تاج (عمامہ) عصا، حج، عمرہ اور ماہ رمضان عطا کر دیا ہے اور شفاعت کلیہ آپ ہی کے لئے ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن آپ کے لئے میرے عرش کا دراز سایہ تنا ہوگا اور آپ ہی کے سر پر تاج حمد سجا ہوگا اور میں نے آپ کے نام نامی کو اپنے نام سے ملا دیا ہے کہ جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں آپ کا ذکر ہوگا۔

ولقد خلقت الدنیا و اهلها لا عرفهم کرامتک و
منزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا

"(اے حبیب) میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ ان کو آپ کی اس کرامت اور بزرگی و منزلت سے آگاہ کروں جو میرے ہاں ہے اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا"۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۳، حجۃ اللہ علی العلمین ص ۲۹)

مقام رسول ص ۲۶۴ پر مندرجہ بالا حدیث کے حوالے یہ ہیں جواہر البحار ج ۲ ص ۲۰۰ از مطالع المسرات فاسی ص ۲۶۴ و جواہر البحار ج ۲ ص ۳۴۳ از عیدروس مجموع الاربعین ص ۸۷

(۳) حدیث قدسی ہے۔

لولاک لما خلقت الافلاک

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اس حدیث کو جن بزرگوں نے اپنی کتابوں میں بطور دلیل لکھا ہے ان کتابوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) مکتوبات شیخ احمد مجدد سرہندی ج ۳ ص ۲۳۲ (۲) صحائف السلوک ص ۱۰۵، صحیفہ ۱۴۷ از حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی (۳) جواہر البحار ج ۱ ص ۱۲۴۷ از امام عبدالکریم جیلی (۴) شرح شفاء ج ۲ ص ۱۲۲۵ از امام ملا علی قاری (۵) جواہر البحار ج ۴ ص ۱۲۴ از شیخ محمد قادری مدنی (۶) جواہر البحار ج ۲ ص ۱۲۲۵ از تفسیر روح البیان ج ۵ ص ۵۲۹ تحت آیت وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین (۷) جواہر البحار ج ۲ ص ۱۲۳۵ از تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۵۰۰ زیر آیت یاتی من بعدی اسمہ احمد (۸) تفسیر روح البیان ج ۶ ص ۱۵۴ تحت آیت اللہ نور السموات والارض (۹) جواہر البحار ج ۳ ص ۱۳۷۴ از امام احمد عابدین (۱۰) جواہر البحار ج ۴ ص ۱۷۲، از عارف ودہ (۱۱) غیاث اللغات ص ۴۸۱ (۱۲) اللہ تعالیٰ نے شب معراج فرمایا کہ اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ بناتا۔ جواہر البحار ج ۴ ص ۱۲۳۱ از امام عبدالکریم جیلی (۱۳) فیوض الحرمین ص ۱۵۲ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۴) شرح زلیخا ص ۱۷ شارح محمد گھلوی (۱۵) دریکتا شرح کریما ص

۱۱ از حافظ محمد نذیر رام پوری (۱۶) انیس الجلیس ص ۱۳۰ (۱۷) الشہاب الثاقب ص ۴۷ مندرجہ بالا اکثر حوالے مقام رسول سے ماخوذ ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شاگرد اور حضور خواجہ مرزا مظہر جانان شہید رحمہما اللہ کے مرید علامہ قاضی ثناء اللہ مجددی نے اس حدیث کو اپنی مشہور ترین کتاب، تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۳۰۳ پر اور علامہ عمر بن احمد نے عصیدۃ الشہدہ ص ۷۱ پر نقل کیا ہے علامہ امام نور الدین علی قاری مندرجہ بالا حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں معناہ صحیح معنی کے لحاظ سے یہ حدیث بالکل صحیح ہے تذکرۃ الموضوعات ص ۱۰۱)

لولا محمد ما خلقت آدم ”اگر محمد نہ ہوتے تو میں آدم کو نہ بناتا“۔ استاذ العلماء علامہ فیضی مدظلہ لکھتے ہیں۔ ابو الشیخ طبقات اصفہانین میں اور امام حاکم حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ وحی کی کہ تو حضرت محمد ﷺ پر ایمان لا اور اپنی امت کو بھی یہ حکم دے کہ وہ بھی آپ پر ایمان لائیں۔ اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت کو نہ دوزخ کو اور بے شک میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ کانپنے لگا پھر میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، لکھا تو وہ سکون میں آیا۔ اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے مستدرک ج ۲ ص ۶۱۵، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷، واقرہ السبکی فی شفاء السقام ص ۶۲، والبلقینی فی فتاونہ ومثلہ لا یقال رایا فحکمہ الرفع زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۴۴، ج ۵ ص ۲۴۲، ج ۶ ص ۳۴، قال الامام الحافظ ابن حجر مکی صح عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ولہ حکم المرفوع، شرح ھمزیہ لہ، جواہر البحار ج ۲ ص ۶۷، ص ۱۰۷، وجواہر البحار ج ۲ ص ۳۴۳، از عارف عیدروس، الوفی ج ۱ ص ۳۴، لعلامہ ابن جوزی وشرح قصیدہ بردہ الشیخ زادہ ص ۷۱، مقام رسول ص ۲۶۴،

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لے آ اور اپنی امت کو بھی اس کا حکم دے کہ جو کوئی آپ کو پائے وہ آپ پر ایمان لے آئے۔ فلو لا محمد ما خلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار اگر حضرت محمد ﷺ نہ

ہوتے تو میں نہ آدم بناتا اور نہ جنت ودوزخ کو۔ جواہر البحار ج ۴ ص ۱۴۷ عن امام رملی مقام رسول ص ۲۶۴۔

شیخ اکبر کی فتوحات میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لولاک یا محمد اے محمد اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان زمین اور جنت ودوزخ کو نہ بناتا۔

(جواہر البحار ج ۱ ص ۱۱۳، مقام رسول ص ۲۶۴)

قال اللہ تعالیٰ لآدم علیہ الصلوۃ والسلام لولاہ ما خلقتک

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا اگر حضرت ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے نہ بناتا، زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۴۴، وص ۶۲، اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۶۶، وجواہر البحار ج ۱ ص ۲۴۲، ص ۲۰۶، از دیرینی وص ۲۵۲، از امام جیلی، شفا شریف و شرحہ للقاری والخفاجی، جواہر البحار ج ۲ ص ۱۰۷، عن الشفا شرح بردہ للامام بیجوری ص ۲۶۔ مقام رسول ص ۲۶۲، تفسیر ضیاء القرآن ج ۱ ص ۴۵۔

لولاہ ما خلقتک ولا خلقت سماءً ولا ارضا

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر حضرت محمد ﷺ نہ ہوتے تو اے آدم میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ آسمان وزمین کو بناتا“۔ زرقانی ج ۱ ص ۴۴، نسیم الریاض ج ۳، ص ۳۹۸، جواہر البحار ج ۲ ص ۴۰۷، ص ۴۱۲، عن میرغنی ج ۳ ص ۳۳۱، از امام ابن حجر مکی ج ۴ ص ۸۷، ص ۹۶، از میرغنی ج ۲ ص ۲۰۰، از امام فاسی مطالع المسرات ص ۲۶۴، ماخوذ از مقام رسول ص ۲۶۳۔

لولاک ما خلقت سماءً ولا ارضا:

”اللہ عزوجل نے فرمایا اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں زمین وآسمان کو نہ بناتا“۔ جواہر البحار ج ۳ ص ۲۹، عن الصاوی، مقام رسول ص ۲۶۳۔

لولاک ما خلقت سماءً ولا ارضا ولا جنا و للاملکا

”اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان زمین، جن اور فرشتے نہ بناتا“۔

جواہر البحار ج ۳ ص ۳۷، از امام صاوی، مقام رسول ص ۲۶۳

لولاک یا محمد لما خلقت الکائنات

"اے محمد ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات نہ بناتا"۔ جواہر البحار ج ۲ ص ۲۳۵، عن روح البیان ج ۶ ص ۶۶۷، عن کتاب برہان للکرمانی وروح البیان ج ۹ ص ۵۰۰، طبع جدید کوئٹہ

فلولاہ ما خلقتک ولا خلقت عرشا ولا کرسیا ولا لوحاو لا قلما ولاسماء و لاارضا ولاجنة ولا نارا ولادنیا ولا اخری

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر محبوب نہ ہوتے تو اے آدم میں تمہیں پیدا نہ کرتا اور عرش کرسی لوح قلم آسمان زمین جنت، دوزخ اور دنیا وآخرت کچھ نہ بناتا"۔

(جواہر البحار ج ۳ ص ۲۳۵، از محمد مغربی، مقال رسول ص ۲۶۴)

وعند الدیلمی عن ابن عباس رفعه اتانی جبریل فقال ان الله تعالیٰ یقول لولاک ما خلقت الجنة ولو لاک ما خلقت النار

"دیلمی کی روایت میں حضرت ابن عباس سے مرفوعاً ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں بہشت کو نہ بناتا اور نہ دوزخ کو"۔

(زرقانی ج ۱ ص ۴۴، مقام رسول ص ۲۶۵، مضوعات کبیر ص ۱۰۱)

تفسیر ضیاء القرآن ج ۵ ص ۴۷۴ مثنوی شریف دفتر پنجم ص ۲۷۷) **وفی روایة ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا** "ابن عساکر کی روایت ہے۔ اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا"۔ موضوعات کبیر ص ۱۰۱ مطبوعہ نور محمد کراچی

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ اور روایتوں میں آیا ہے (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اگر میرا محبوب نہ ہوتا تو میں آسمان زمین، طول وعرض ثواب وعذاب، جنت ودوزخ، سورج وچاند

کو نہ بناتا (جواہر البحار ج ۲ ص ۶۷ ص ۳۴۳) از عارف عیدروس، مقام رسول ص ۲۶۵ امام ابن حجر مکی دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے جس کو صاحب شفاء الصدور وغیرہ نے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمد ﷺ مجھے میری عزت اور بزرگی کی قسم۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی زمین اور اپنے آسمان نہ بناتا اور آسمان کو رفعت نہ بخشتا اور زمین کو وسعت وکشادگی نہ دیتا (جواہر البحار ج ۲ ص ۱۰۷، مقام رسول ص ۲۶۶) لولاک لما اظہرت الربوبیۃ" اللہ عزوجل نے فرمایا اے محبوب اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا"۔ مکتوبات شیخ مجدد سرہندی ج ۳ ص ۲۳۲ جواہر البحار ج ۲ ص ۱۰ عنہ شرح زلیخا مولانا محمد گھلوی ص ۷، دریکتا ص ۱۱ مقام رسول ص ۲۶۶ عطر الوردہ ص ۱۸ از مولوی ذوالفقار علی دیوبندی

محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ آفتاب نبوت ص ۹۴، قاری طیب دیوبندی۔

امام ابن سبع اور امام عشرتی مولاء کائنات حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ذکر کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے فرمایا۔ آپ کیلئے پتھریلا نالہ چلاتا ہوں اور سنگریزوں والی زمین بچھاتا ہوں اور آپ کی وجہ سے موجیں بناتا ہوں اور آپ کیلئے آسمان کو بلندی بخشی اور ثواب وعذاب مقرر کیا۔ (زرقانی ج ۱ ص ۴۴، ج ۶ ص ۳۴، مقام رسول ص ۲۶۵) حضرت علی مشکل کشا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو فرمایا۔ آپ مختار اور برگزیدہ ہیں آپ کے پاس میرا نور امانت ہے اور آپ کے پاس میری ہدایت کے خزانے موجود ہیں۔ آپ کیلئے آپ کی بستی میں پتھریلی زمین پھیلاتا ہوں اور پانی برساتا ہوں اور اسے بہاتا ہوں اور آسمانوں کو بلند کرتا ہوں اور ثواب و عذاب دیتا ہوں اور جنت دوزخ مقرر کرتا ہوں۔

(مطالع المسرات وعنہ جواہر البحار ج ۲ ص ۱۹۴، ج ۲ ص ۱۰۷، مقام رسول ص ۲۶۶)

عارف باللہ عاشق رسول اللہ حضرت امام جلال الدین رومی ارشاد فرماتے ہیں۔

زانکہ لولاک ست برتوقیع او جملہ در انعام و در توزیع او

گر نبود او نیابدے فلک گردش و نور و مکانی ملک
گر نبودے او نیابیدے بحار ہیبت ماہی و در شاہوار
گر نبودے او نیابیدے زمین در درو نہ گنج و بیرون یاسمیں
رزقہا ہم رزق خواران وے اند میوہا لب خشک باران وے اند

(مثنوی دفتر ۶ ص ۲۱۰)

”اس لئے کہ آپ کے طربے میں ”لولاک“ آیا ہے سب آپ کے انعام و بخشش سے بنے ہیں۔

اگر آپ نہ ہوتے تو آسمان کو گردش اور چمک نہ ملتی اور فرشتوں کو ٹھکانہ نصیب نہ ہوتا۔

اگر آپ نہ ہوتے تو سمندر کو مچھلی کی نعمت اور در شاہوار کی دولت نہ حاصل ہوتی۔

اگر آپ نہ ہوتے تو زمین کو اندر خزانے اور باہر چنبیلی کی زینت نہ ملتی۔

رزق بھی آپ سے رزق لیتے ہیں میوے آپ کی بارش رحمت کے پیاسے ہیں۔

باب نہم

حدیث لولاک، دیوبندیوں کی نظر میں

اتنا مستند و معتبر ائمہ اور ان کی کتابوں کے حوالوں کے بعد ضرورت تو نہ تھی کہ دوسرے لوگوں کے حوالے پیش کئے جائیں مگر حجت کے لئے ان کے حوالے پیش کرنا علماء اہل سنت کا دستور رہا ہے، ہم بھی اسی طریقہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے دیوبندی حضرات کے اکابر کے حوالے حاضر کر دیتے ہیں تاکہ حدیث لولاک کا مسلم ہونا ہر فریق سے ثابت ہو جائے اور انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔

نمبر ۱: بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی م ۱۲۹۷ھ لکھتے ہیں۔

عجب نہیں جو روایت " **لولاک لما خلقت الا فلاک**" صحیح ہو کیونکہ اس کا مضمون صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (آب حیات ص ۱۸۶)

نمبر ۲: مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے لکھا ہے۔

قولہ لولاہ اقتباس من حدیث لولاک لما خلقت الا فلاک و لولاک لما اظہرت الربوبیة (عطر الوردہ ص ۱۸)

" اس کا قول۔ لولاہ اگر وہ نہ ہوتے حدیث لولاک کا اقتباس (اثبات میں دو حدیثیں پیش کر کے دونوں کو صحیح و درست تسلیم کر لیا ہے)"۔

نمبر ۳: یہی مولوی صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

(آپ ﷺ) ہی باعث ایجاد خلق کہ **اول ما خلق اللہ نوری**۔ سب سے پہلے اللہ نے آپ ﷺ کے نور کو پیدا کیا۔

وقال مخاطبا لا دم لولاہ ما خلقتک

" اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں نہ بناتا"۔

وورد ایضاً لولاک لما خلقت الافلاک

''اور یہ بھی آیا ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ بناتا''۔

(عطر الوردہ ص ۱۲۶، ص ۹۵)

(۴) مولوی حسین احمد مدنی صدر المدرسین مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں۔

شان نبوت وحضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں (یعنی وہابیوں کے گستاخی والے کلموں میں سے ایک کلمہ گستاخی یہ ہے کہ وہابی حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور حضور ﷺ کو اپنے جیسا کہنا گستاخی ہے) اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی وضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں (یعنی وہابیوں کی یہ کدوکاوش انکی شقاوت قلبی وضعف اعتقادی ہے دینی خدمت اور ہدایت نہیں ہے) ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے (یعنی حضور ﷺ کا حق ہر وقت امت پر ہے اور ان کی ذات سے بعد وفات بھی فائدہ ہوتا ہے اب بھی وہ ہمارے محسن ہیں جو یہ نہ مانے وہ وہابی ہے اور گستاخ ہے) اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک بعد وفات ناجائز کہتے ہیں (یعنی دعا میں حضور ﷺ کا واسطہ وسیلہ پیش کرنا جائز ہے جو اس کو ناجائز کہے وہ وہابی ہے وہ گستاخ ہے) (وہابیوں) کے بڑوں کا عقیدہ یہ ہے معاذ اللہ (پناہ بخدا، پناہ بخدا) نقل کفر، کفر نہ باشد (یعنی کفریہ بات کو نقل کرنا کفر نہیں) کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات ﷺ سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ سے یہ بھی نہیں کر سکتے یہ بھی وہابیوں کی گستاخی ہے)

ان ہمارے حضرات اکابر کے اقوال وعقائد کو ملاحظہ فرمایئے یہ جملہ (دیوبندی) حضرات حضور پر نور ﷺ کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ ومیزاب رحمت

غیر متناہیہ اعتقاد کئے ہوئے بیٹھے ہیں ان (دیوبندیوں) کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہونگی عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی ان سب میں آپ کی ذات پاک اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرضیکہ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ، واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے یہی معنی لولاک لما خلقت الا فلاک (اگر آپ نہ ہوتے میں آسمان کو نہ بناتا) اور اول ما خلق اللہ نوری (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا) اور "انا نبی الانبیاء (میں نبیوں کا بھی نبی ہوں) کے ہیں۔

(الشہاب الثاقب ص ۴۷)

دیوبندیوں کے مادر علمی مدرسہ دیوبند کے صدر مدرس نے نہایت وثوق سے وہابیوں کی گستاخیوں کو گنا ہے ان میں سے چند گستاخیاں آپ کے سامنے ہیں۔ یعنی وہابی لوگ ایک ایسا فرقہ ہیں جن کی بنیاد گستاخی ہے۔ ان کی گستاخیوں کا پردہ چاک کرنے کے لئے عرب شریف کے علما اعلام اور عجم کے فضلا کرام نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں، مثلاً امام مکۃ المکرمہ علامہ سید دحلان زینی کی کتاب

> **الدررالسنیه فی الرد علی الوهابیه و دیگر علماء کی کتابیں علماء المسلمین و الوهابیون، المنحة الوهبیه فی رد الوهابیه، فتنة الوهابیه، خلاصة الکلام جز ثانی، الفحر الصادق الحمل المتین، الحقائق الاسلامیه فی الرد علی المزاعم الوهابیه، الکوکبة الشهابیه، ردوهابی الاصول الاربعه فی تردید الوهابیه**

وہابیوں کے گستاخ ہونے کی شہادت تو انکی حلیف پارٹی کے صدر مدرس نے دیدی ہے اور اپنے بڑے دیوبندیوں کی حمایت انہوں نے اس معنی میں کی ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کی بارگاہ نبوت کے لئے بے ادب و گستاخ نہیں ہیں حالانکہ انہوں نے بھی اس میں کوئی کمی نہیں۔

کی بلکہ جس طرح دیو بندی دہابیوں کو گستاخ قرار دے گئے ہیں اب خود وہابی نجدی، دیوبندیوں کو کافر و مشرک و مرتد وغیرہ کہنے لگے

چنانچہ مفتی نجد (سعودیہ عربیہ) حمود بن عبداللہ التویجری متوفی ۱۴۱۳ھ اپنی کتاب ''القول البلیغ فی التحذیر من جماعۃ التبلیغ'' میں لکھتے ہیں۔ **ما فعله محمود حسن …… انما هو كفر صريح** (ص ۱۲۱) محمود حسن دیو بندی نے جو کچھ کیا ہے وہ کفر ہے (۲) تھانوی صاحب اور اس کے ایک مرید کی خبر لیتے ہوئے لکھتے ہیں، **هذا كفر من المريد …… بفتح الميم و شيخه شر منه لانه اقره على الكفر** (ص ۱۱۲) یہ مرید کا کفر ہے اسے مرید کہنا مناسب ہے اور اس کا پیر اس سے زیادہ برا ہے کیونکہ اس نے اسے کفر پر برقرار رکھا۔ (۳) تھانوی کے خلیفے عبدالماجد دریا بادی نے تھانوی کو اپنی نماز میں حاضر ناظر مانا اور انکا تصور کر کے نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا کہ یہ عمل محمود ہے یا نا محمود ہے، تھانوی نے جواب دیا یہ عمل محمود ہے نجدیوں نے کہا یہ عمل نماز میں شرک باللہ اور کفر ہے (ص ۱۱۷)

(۴) مولوی حسین احمد مدنی نے لکھا ہے یارسول اللہ کہنا جائز ہے اس پر تقی الدین ہلالی نجدی نے کہا۔ **ویلک یا مشرک**۔ اے مشرک تیری بربادی ہو (۸۹) (۵) مولوی یوسف بنوری کے بارے میں لکھا۔

الدجال البنوری (ص ۱۳۱) یعنی نجدیوں نے دیو بندیوں کی خوب مرمت کی اور انہیں اسلام کے گھر سے باہر نکال کر دم لیا۔ دراصل وہابی نجد کے ہوں یا ہندوستان کے وہ اپنے سوا کسی دوسرے کو مسلمان ماننے کیلئے تیار نہیں اور ان کی نظروں میں ان کے علاوہ تمام کلمہ گو معاذ اللہ کافر و مشرک ہیں چنانچہ شیخ الاسلام بالمسجد الحرام علامہ سید احمد بن زینی دحلان متوفی ۱۳۰۴ھ ارقام فرماتے ہیں، **وكانوا يصرحون بتكفير الامة** وہابی صراحۃ امت محمدیہ کی تکفیر کرتے ہیں (الدرالسنیہ ص ۵۲، خلاصۃ الکلام ج ۲ ص ۲۳۷)

اب ہندوستانی وہابی کی عبارت ملاحظہ ہو۔ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے۔ …… اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے اور ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں

(تفویۃ الایمان دہلی ص ۵ وص ۱۰ کراچی) فتاوی شامی ج ۳ ص ۳۳۹ پر ہے کہ وہابی اپنے بغیر کسی اور کو مسلمان نہیں بلکہ سب کو مشرک کہتے ہیں" اور ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جو غیر مشرک کو مشرک کہے تو وہ خود مشرک ہو جاتا ہے" (الحدیث)

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

سوال: دیوبندی وہابیوں سے سوال یہ ہے کہ، کیا آج بھی حضور ﷺ امت کیلئے واسطہ و وسیلہ ہیں؟ اور کیا آج بھی کائنات پر آپ کی رحمتیں برس رہی ہیں؟ اور کیا یہ صحیح ہے کہ آپ نہ ہوتے تو کائنات نہ ہوتی؟ اور کیا یہ درست ہے کہ سب سے پہلے آپ کا نور پیدا ہوا؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو سچے دل سے کلمہ پڑھ کر جماعت اہل سنت کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔

دیوبندیوں کے حکیم امت و مجدد ملت جناب اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ امام حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے محمد ﷺ کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

(نشر الطیب ص ۱۳)

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

محمد ﷺ نہ ہوتے خدائی نہ ہوتی   خدا نے یہ دنیا بنائی نہ ہوتی
جے تو نہ جلوہ گر ہوندا   جہان سارا پدھر ہوندا
ہو دن دا بند در ہوندا   اے کنجی میم لائی ہے۔

مولوی نقیب احمد دیوبندی، شیخ سعدی کے شعر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ترا عزو لولاک تمکین بس است   ثنائے تو طه و یسین بس است

قولہ ترا لولاک آہ اے عزت تو لولاک و
قدر تو زیں کافی است واین

ممکن است اشارہ بحدیث لولاک لما
خلقت الا فلاک آمد انی این شرف
تو کافی است کہ اللہ تعالیٰ درشان تو این کلام مبارک
فرمودہ و ثنائے تو این کافی کہ خدا ترا در قرآن بطہ و
یسین یاد کرد (حاشیہ بوستان ص ۲۰ مطبوعہ پشاور)

قاضی سجاد حسین دیوبندی فتح پوری مندرجہ بالا شعر کے تحت لکھتے ہیں۔

لولاک، حدیث میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں زمین و آسمان پیدا نہ کرتا۔ طٰہٰ و یٰسٓ سورۃ طٰہٰ و یٰسٓ میں آنحضور ﷺ کی تعریف ہے۔

(بوستان ص ۱۰ مطبوعہ ملتان)

بانی مدرسہ دیوبند بھارت جناب محمد قاسم نانوتوی دیوبندی م ۱۲۹۷ھ نے لکھا ہے۔

جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو   نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
کہاں وہ مرتبہ کہاں! عقل نارسا اپنی   کہاں وہ نور خدا، اور کہاں یہ دیدہ زار
ع، رخ ہے گل اس نور کے آگے   زباں کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار
جہاں کے جلتے ہوں پر، عقل کل بھی پھر کیا   لگی ہے جان جو پہنچیں وہاں میرے افکار
مگر کرے میری روح القدس مددگاری   تو اسکی مدح میں بھی کروں رقم اشعار
بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال   بغیر بندگی کیا ہے لگے جو تجھ کو عار

(قصائد قاسمی)

مسلک دیوبند کا حامی مولوی ظفر علی خان کہتا ہے۔

گر ارض سماء کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

(ارمغان نعت و چمنستان)

باب دہم

حدیث لولاک پر اعتراض وجوابات

سوال: "لولاک لما خلقت الافلاک" کو صنعانی نے "مقاصد" میں موضوع قرار دیا ہے، لہٰذا یہ روایت قابل استدلال نہ رہی۔ (دیکھو تذکرۃ الموضوعات، فتنی، ص ۸۶)

جواب نمبر ۱

صنعانی کون ہے؟ اس حدیث کو موضوع قرار دینے والا؟ اس کی حیثیت بیان کریں؟ اور اس حدیث کے موضوع ہونے کی وجہ بیان کریں؟

جواب نمبر ۲

امام کعبہ حضرت علی قاری مکی علیہ رحمۃ الباری نے اپنی تذکرۃ الموضوعات میں اس حدیث کو لکھنے کے بعد صنعانی کے قول کی تردید کردی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

لکن معناه صحیح

لیکن یہ حدیث معنی کے لحاظ سے صحیح ہے (تذکرہ صفحہ نمبر ۱۰۱)

جواب نمبر ۳

گزشتہ صفحات میں ہم نے اکثر آئمہ اسلام کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا ہے ان سب کے سامنے ایک صنعانی ہے اپنے قول کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے کون ہے جو اکثر کو چھوڑ کر اکیلے کی بات پر کان دھرے۔

جواب نمبر ۴

یہ حدیث محبوب خدا ﷺ کی فضیلت ظاہر کرتی ہے اور افلاک کے مخلوق ہونے کی طرح آپ کے مخلوق ہونے اور عظیم المرتبت ہونے پر دلالت کرتی ہے لہٰذا اس کا موضوع ہونا علم وعقل کی روشنی میں ناقابل تسلیم ہے۔

جواب نمبر ۵

جب اکثر محدثین وعلماء نے اس حدیث کو قبول کرلیا ہے پھر اس حدیث کو موضوع قرار دینے والا دراصل رسول کریم ﷺ کی قصر شان کرنے والا بے ادب، موذی وگستاخ تو ہو سکتا ہے کوئی عاشق رسول اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کا غلام نہیں ہو سکتا۔

جواب نمبر ۶

اس حدیث کی تائید بہت سی احادیث سے ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس کو موضوع قرار دینا درست نہیں۔

جواب نمبر ۷

استاذ العماء علامہ منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث معنی اور مفہوم کے اعتبار سے صحیح ہے اگرچہ ان کلمات سے انکی تخریج نظر سے نہیں گزری، امام علی قاری نے اسی طرح اپنی موضوعات میں فرمایا ہے۔ (مقام رسول ص ۲۶۱ حاشیہ ۱)

جواب نمبر ۸

دیوبندی وہابی علماء نے بھی اس حدیث پر جرح نہیں کی بلکہ اس کو قبول کیا ہے اور اسے دلیل وثبوت کے طور پر اپنی کتابوں میں لکھ کر اس کا درست ہونا اور حجت ہونا تسلیم کیا ہے لہٰذا اس کو موضوع قرار دینا یکطرفہ فیصلہ اور ذاتی ونجی رائے ہے جو بذات خود موضوع ہے۔

جواب نمبر ۹

علامہ امام نور الدین علی بن سلطان محمد المعروف ملا علی قاری مکی نے لکھا ہے دیلمی کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً موجود ہے کہ حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور کہا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) **لولاک ما خلقت الجنۃ** اگر آپ نہ ہوتے تو میں جنت کو نہ بناتا **لولاک ما خلقت النار** اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں جہنم کو نہ بناتا اور ابن عساکر کی روایت میں ہے۔ **لولاک ما خلقت الدنیا** اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا (تذکرۃ الموضوعات ص ۱۰۱) بہشت اور

دوزخ کی نسبت آپ کی طرف اس لئے کی گئی ہے۔ کہ بہشت غلامان رسول ﷺ کے لئے اور جہنم دشمنان مصطفیٰ ﷺ کی خاطر معرض وجود میں آئی چنانچہ امام المسلمین سیدی و سندی اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے۔

خلد تو گھر ہے غلامان رسول اللہ کا اور جہنم دشمنان مصطفیٰ کے واسطے
اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال نے خوب طبع آزمائی فرمائی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں

تعجب تو یہ ہے کہ فردوس اعلیٰ بنائے خدا اور بسائے محمد ﷺ
تماشہ تو دیکھو کہ جہنم کی آتش لگائے خدا اور بجھائے محمد ﷺ

جواب نمبر ۱۰

حضرت امام محمد المہدی فاسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا "**لولا محمد ما خلقتک** "ترجمہ: اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ اور دوسری روایت میں آیا ہے۔ **لولا محمد ماخلقتک ولا خلقت سماءً ولا ارضا** ترجمہ: اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ آسمان و زمین کو (مطالع المسرات ص ۲۶۴) مندرجہ بالا دس جوابوں سے ثابت ہوا کہ "لولاک" والی حدیثیں اپنے معنی و مفہوم کے لحاظ بالکل صحیح و درست ہیں اور ان میں اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں، قرآن مجید کی متعدد آیات کی طرح ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نبی الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اول الخلق اور حقیقۃ الحقائق ہیں بلکہ آپ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

محمد سر قدرت ہیں کوئی رمز انکی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہیں حقیقت میں خدا جانے

حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چنانچہ حبیب خدا در اللہ المکنون سر اللہ المخزون ﷺ نے اپنے یار غار و رفیق فی المزار حضرت سیدنا صدیق اکبر کو مخاطب کر کے فرمایا یا ابابکر **والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقۃ غیر ربی** ترجمہ: اے ابوبکر قسم اس ذات پاک کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ حقیقۃ مجھے میرے رب کی سوا کوئی نہیں جانتا۔ یعنی میری حقیقت کو میرا رب جانتا ہے۔ امام عبدالقادر جزائری اس حدیث کے تحت ارقام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی حقیقت کے سمندر کا کوئی ساحل و کنارہ نہیں امام عبدالسلام فرماتے ہیں مخلوق آپ کی حقیقت کے ادراک سے عاجز ہے۔ امام قسطلانی شارح بخاری اور علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں واصفان رسول کریم آپ کی حقیقت تک نہ تو پہنچ سکے اور نہ ہی اسے احاطہ میں لا سکے۔ علامہ علی قاری مکی فرماتے ہیں مخلوق نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اور اس کے محبوب کو نہ پہچان سکے اور وہ آپ کو کیسے پہچان سکتے کیونکہ ان کی آنکھوں کو بشریت کے پردے نے ڈھانپ لیا ہے۔ امام مناوی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حقیقت کو اس طرح بنایا ہے کہ ہماری عقلیں اس کی معرفت سے قاصر ہیں اور (جب سے آپ معرض وجود میں آئے) اس وقت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی حقیقت پر وصف نبوت کا فیضان فرما دیا تھا۔ امام عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں۔ آپ کی حقیقت کو کسی نے اپنے فہم سے نہ جانا اور نہ وہاں اپنے علم سے کسی شئی کا احاطہ کیا۔ حضرت امام سید عبداللہ میر غنی فرماتے ہیں۔ کسی نے حقیقت محمدیہ سے ایک ذرہ کا بھی ادراک نہ کیا اور نہ ادراکات کے ذریعہ سے کھوج لگانے والا آپ کے کمال حال کے سمجھنے میں کامیاب ہوا موصوف نے اس کی وجہ بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے۔ یہ سب اپنے عجز و نقص کے دریا میں ڈوبنے لگے اور کسی پہلے و پچھلے نے آپ کی حقیقت کا ادراک نہ کیا اور یہ کسی کیلئے ممکن نہ ہو سکا کیونکہ آپ کا خلق قرآن ہے اور آپ کی ذات از نور ذات رحمٰن ہے، آپ کو احسان کے جملہ مراتب حاصل ہیں آپ ہی حبیب اکرم اور مخصوص بالتجلی اعظم ہیں ﷺ امام احمد الصاوی فرماتے ہیں مخلوق کے افہام آپ کی

حقیقت کے ادراک سے عاجز ہیں اس لیے تو آپ نے اعلان فرمادیا تھا کہ میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ امام ابوالعباس فاسی فرماتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ اس مقام و مرتبے پر فائز ہے کہ وہاں نہ تو عرفان کی رسائی ہے اور نہ ادراک کی اور نہ ہی کسی کو اس میدان میں اترنے اور کامیاب ہونے کی امید ہے۔ کیونکہ آپ کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اس لئے کہ آپ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور ایسا راز جو محض نور الٰہی ہے جس کے ادراک سے خاص الخاص کی عقلیں بھی عاجز ہیں۔ حقیقت محمدیہ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے غیبوں میں سے ایک غیب ہے اور اس میں جو معارف و علوم و اسرار و فیوض و تجلیات و عطیات و بلند احوال اور پاکیزہ اخلاق ہیں ان پر کوئی مطلع نہیں ہوسکتا۔ علامہ ابراہیم بیجوری فرماتے ہیں۔

لا یعلم حقیقة و صفه الا خالقه ﷺ

حضور ﷺ کی وصف حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (المواہب ص ۲۲)

مقام رسول سے ماخوذ مندرجہ بالا بیانات سے ثابت ہو گیا کہ ہمارے پیارے رسول کریم اول الخلق ہیں اور اگر آپ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا نہ کرتا اور آپ کی حقیقت تک پہنچنا کسی کے بس میں نہیں۔

علامہ ابن تیمیہ کا عقیدہ

امام الوہابیہ علامہ ابن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضور ﷺ کے مقام رفعت کو چھونا کسی کے علم و عقل کے اختیار میں نہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

کان من ربه بالمنزلة العلیا التی تقاصرت العقول و الالسنة عن معرفتها و نعتها و صارت غایتها من ذلک بعد التناهی فی العلم و البیان الرجوع الی عیها و صمتها

یعنی حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے پاس ایسے بلند مقام پر فائز ہیں کہ عقلیں و زبانیں اس

کی معرفت اور اس کی صفت سے قاصر ہیں۔ علم و بیان میں انتہاء تک پہنچنے کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ سوائے چپ اور عجز کے کچھ حاصل نہ ہوا (الصارم المسلول ص ۲) علامہ ابن تیمیہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنے قائم مقام بنایا۔ آپ کا حکم دراصل اللہ تعالیٰ کا حکم ہے آپ کی نہی دراصل اللہ تعالیٰ کی نہی ہے۔ آپ کی اخبار دراصل اللہ تعالیٰ کی اخبار ہے اور آپ کا بیان درحقیقت اللہ تعالیٰ کا بیان ہے۔

(الصارم المسلول ص ۴۱)

ہمارے مرشد کریم غزالی زماں رازی دوراں امام اہلسنّت حضرت علامہ قبلہ کاظمی کریم قدس سرہ العزیز عبد ماذون کی تعریف کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔ عبد ماذون وہ غلام ہے جو مالک کی ملک اور اس کے قبضہ میں ہے۔ اس کی قابلیت، صلاحیت، استعداد اور خوبی کی وجہ سے اس کے مالک نے اپنے کاروبار میں اسے مختار و ماذون بنادیا ہو...... اس کا بیچنا، خریدنا، لینا، دینا سب کچھ اس کے مالک کا بیچنا، خریدنا لینا دینا متصور ہوگا...... اللہ تعالیٰ کے محبوبین و مقربین بمنزلہ عبد ماذون کے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کے قرب کے مطابق ماذونیت کا شرف عطا فرماتا ہے، ساری کائنات میں رسول کریم ﷺ کے برابر کوئی اللہ تعالیٰ کا مقرب نہیں لہٰذا آپ سب سے بڑھ کر اس کے عبد ماذون ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ③ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ④ (النجم)

"اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے"۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:17)

"اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تھی تم نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی"۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:80)

"جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی"۔

پھر فرمایا

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (فتح:10)

(بیشک وہ جو آپ کی بیعت کرتے ہیں بلاشبہ وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے) حضور پرنور ﷺ نے فرمایا "اللہ یعطی وانا قاسم" (اللہ تعالیٰ سب کچھ دینے والا ہے اور میں سب کچھ تقسیم کرنے والا ہوں) مختصر یہ کے حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے عبد ماذون ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ آپ کا قول اللہ تعالیٰ کی وحی وفرمان ہے اور آپ کا فعل مبارک اللہ تعالیٰ کا فعل مبارک ہے۔ آپ کی خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کی خرید وفروخت ہے۔ آپ کا دینا ولینا، اللہ تعالیٰ کا دینا ولینا ہے۔ (مقالات کاظمی ج ۱ ص ۱۱۱)

شیخ محقق حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔ وے ﷺ خلیفہ مطلق ونائب کل جناب اقدس است مے کند وے دہد ہرچہ خواہد باذن وے۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں اس کے اذن سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں دیتے ہیں (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۱۵)

شیخ محقق اشعۃ کی ج ۱ ص ۲۴۴ میں امام محمد بکری مصری سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ متولی امور مملکت الٰہیہ ہیں کون ومکان کے تمام امور آپ کے سپرد ہیں آپ اللہ تعالیٰ کے مختار عام ہیں اور آپ کی سلطنت کا دائرہ سب سے بڑا ہے۔ امام ربانی علامہ شعرانی امام سیوطی سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین کا مالک بنادیا ہے جسے چاہیں زمین الاٹ کریں یا جسے چاہیں جنت عطا فرمادیں۔

(ملخصا کشف الغمہ، ومقام رسول ص ۳۳۵)

امام اہل سنت غزالی زمان علامہ کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ ارقام فرماتے ہیں، عالم اجسام میں حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان اور اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں لیکن عالم حقائق میں خلیفۃ اللہ الاعظم اور اول خلائق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ ہے۔ تخلیق آدم سے پہلے آپ ہی منصب خلافت اور مسند نبوت پر متمکن ہوئے جیسا کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا۔

کنت نبیا و آدم بین الروح و الجسد رواہ ابونعیم وابن سعد والطبرانی جامع صغیر ج ۲ ص ۹۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نبی تھا اور آدم علیہ السلام جسم و روح کے درمیان تھے...... اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم حضور ﷺ ہی ہیں، آدم علیہ السلام کی معرفت آپ کی خلافت کا ظہور ہے۔ جیسا کہ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی نے فرمایا، ترجمہ: درحقیقت حضور ﷺ ہی اللہ کی مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اعظم ہیں اور زمینوں اور بلند آسمانوں میں سب سے پہلے امام آپ ہی ہیں، اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو نہ آدم پیدا ہوتے نہ ان کے علاوہ کوئی اور چیز۔ (التبیان ص ۱۳۰، ۱۳۱، ضیاء القرآن)

مندرجہ بالا اقوال سے ثابت ہوا کہ اہل اسلام کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد عربی ﷺ کی حقیقت کو کسی پر ظاہر نہیں کیا اور آپ کو خلافت عظمیٰ عطا فرما کر ساری مخلوق کا حاکم و مطاع بنا دیا ہے اور بھیک مانگنے والوں کو سرکار کا در دکھا دیا ہے۔ چنانچہ، مقتداء وہابیت پیشوائے غیر مقلدیت نواب آف غیر مقلد میاں صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔

> عن ربیعة بن کعب الاسلمی بفتح راو کسرہ باء کنیت او ابو فراس ست بکسر فاوسین در آخر معدودست، دراهل مدینه و اصحاب صفه صحابی قدیم است خادم رسول خدا ﷺ و ملازم درگاه در سفر و حضر بود از قدمائے صحابه مات سنة ثلاث و ستین روی عنه جماعة (رضی الله عنه قال) گفت بودم من که شب مے کردم با پیغمبر خدا ﷺ پس آنحضرت را آب وضو طیار مے داشتم و مے کردم حاجتها و خد مهتاے دیگر آنحضرت ﷺ مانند جامه و مسواک و شانه و جز آن پس (قال لی النبی) گفت مرا آنحضرت ﷺ (سل)

بطلب هر چه می خواهی از خیر دنیا و آخرت اواز اطلاق این سوال که فرمود بخواه و تخصیص نکرد به مطلوبے خاص، معلوم میشود که کار همه بدست همت کرامت اوست ﷺ هرچه خواهد و هر کرا خواهد باذن پروردگار خود بدهد

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری
بدرگاهش هر چه مے خواهی تمنا کن

فقلت اسالک مرافقتک فی الجنة فقال او غیر ذلک فقلت هو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرة السجود رواه مسلم (مسک الختام ج۱ ص۵۲۱، ص۵۲۲)

خلاصہ یہ کہ حضرت ربیعہ اسلمی اصحاب صفہ میں سے تھے صحابی قدیم حضور ﷺ کے خادم اور آپ کے سفر و حضر کے ملازم تھے ۶۳ھ میں وصال فرما گئے حضور ﷺ کیلئے وضو کا پانی اور کپڑے و مسواک و کنگھا وغیرہ تیار رکھتے تھے ایک رات وضو کا پانی لائے تو سرکار نے فرمایا ربیعہ مانگ لے۔ یعنی دنیا و آخرت کی جو چیز ضرورت ہو طلب کر اور سوال کو مطلق رکھ کر فرمایا مانگ اور مطلوب کو مخصوص نہ کیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت کے تمام کام حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہیں جو چاہیں اور جس کے لئے چاہیں باذن اللہ عطا فرمائیں۔

(اے مسلمان) اگر تو دنیا و آخرت کی بھلائی کا آرزو مند ہے تو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو کر جو چاہے مانگ لے۔ حضرت ربیعہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں تو آپ سے یہی مانگتا ہوں کہ مجھے بہشت میں آپ کی رفاقت و غلامی مل جائے، آپ نے فرمایا اس کے علاوہ کیا چاہئے؟ میں نے عرض کیا یہی کافی ہے فرمایا، تم سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو، (نسائی شریف ج۱ ص ۱۱۳، مسلم شریف ج۱ ص ۱۹۳، مشکوۃ ص ۸۴) سید الصالحین والکاملین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح جملہ ائمہ اسلام مثلاً شیخ الاسلام حضرت علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴ھ شیخ المسلمین حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث

دہلوی م ۱۰۵۲ھ ودیگر علماء اہل سنت بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی ہر خیر و بھلائی اپنے حبیب ﷺ کی جھولی مبارک میں رکھ دی۔ جو چیز درکار ہو، حضور ﷺ کی بارگاہ عرش پناہ سے حاصل کرو۔

(دیکھو مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ا ص ۵۵۰، مقام رسول ص ۳۱۰، اشعۃ اللمعات ج ا ص ۳۹۶)

مانگ جو تیرا جی چاہے

طبرانی معجم اوسط اور خرائطی مکارم اخلاق میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ ﷺ س جب کوئی شخص کچھ سوال کرا اگر حضور کو منظور ہوتا نعم فرماتے یعنی اچھا اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے کسی کو لا یعنی نہ نہ فرماتے ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور خاموش رہے پھر سوال کیا سکوت فرمایا پھر سوال کیا اس پر حضور اقدس ﷺ نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا **سل ماشئت یا اعرابی** اے اعرابی جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں **فغبطناہ فقلنا الان یسأل الجنۃ** یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ اعظم ﷺ نے فرمایا دیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا، اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں۔ فرمایا عطا ہوا، عرض کی حضور سے زادراہ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا۔ ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں پھر حضور نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو دریا اترنے کا حکم ہوا کنارے دریا تک پہنچے سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیئے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی الٰہی یہ کیا حال ہے ارشاد ہوا تم قبر یوسف کے پاس ہو ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا فرمایا اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر معلوم

ہے کہاں۔ فرمایا تو مجھے بتا دے عرض کی لا واللہ حتی تعطنی ما اسئلک خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرما دیں فرمایا ذَالِکَ لَکِ تیری عرض قبول ہے قالت فانی اسئلک ان اکون معک فی الدرجة التی تکون فیها فی الجنة پیرزن نے عرض کی تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں میں آپ کے ساتھ ہوں اس درجے میں جس میں آپ ہوں گے قال سلی الجنة موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جنت مانگ لے یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر قالت لا واللہ الا ان اکون معک پیرزن نے کہا خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں فجعل موسیٰ یرددها فاوحی اللہ ان اعطها ذلک فانه لن ینقصک شیئا فاعطاها "موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اس سے یہی ردو بدل کرتے رہے اللہ عزوجل نے وحی بھیجی موسیٰ وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے وہی عطا کر دو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں"۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے جنت میں اپنی رفاقت اسے عطا فرما دی۔ اس نے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر بتا دی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا سے عبور فرما گئے۔ اقول وباللہ التوفیق بحمدہ تعالیٰ اس حدیث نفیس کا ایک ایک حرف جان وہابی پر کوکب شہابی ہے۔

خود حدیث کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزائن رحمت پر نبی ﷺ کا ہاتھ پہنچتا ہے جو چاہیں جسے چاہیں عطا فرما دیں۔

اولاً حضور اقدس ﷺ کا اعرابی سے ارشاد کہ جو جی میں آئے مانگ لے۔ حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علمائے کرام نے عموماً مستفاد کیا یہاں صراحۃ خود ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں صلی اللہ تعالی علیک وسلم وبارک علیه وعلی اله قدر جوده وتواله ونعمه وافضاله۔

یہی اعتقاد صحابہ کرام کا تھا کہ حضور کارخانہ الٰہی کے مختار کل ہیں

ثانیاً یہ ارشاد سن کر مولیٰ علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد اکرام ہمیں نصیب ہوتا۔ حضور تو اسے اختیار عطا فرما ہی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگے گا، معلوم ہوا کہ بحمد اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس ﷺ کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزائن رحمت دنیا و آخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جس چاہیں بخش دیں ﷺ۔ ثالثاً خود حضور اقدس ﷺ کا اس وقت اس اعرابی کے قصور ہمت پر تعجب کہ ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے حطام دنیا مانگنے بیٹھا پیرزن اسرائیلیہ کی طرح جنت نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم تو زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اسے عطا فرما دیتے ﷺ۔ رابعاً ان بڑی بی پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں بھلا انہوں نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسے اعلیٰ درجے عطا کر دینے پر قادر مان کر شرک کیا تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والتسلیم کو کیا ہوا کہ یہ باآں شان غضب و جلال اس شرک پر انکار نہیں فرماتے اس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو اقرار کیا تھا تو ان چیزوں کا جو اپنے اختیار کی ہوں بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ یہ خدا کے گھر کے معاملے ہیں ان میں میرا اختیار تو نے نہیں سنا کہ وہابیہ کے امام شہید اپنے قرآن جدید نام کے تقویۃ الایمان اور حقیقت کے کلمات کفر و کفران میں فرمائیں گے۔ ”کہ انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو“۔ میں تو میں مجھ سے اور تمام جہان سے افضل محمد رسول اللہ خاتم المرسلین ﷺ کی نسبت ان کی وحی باطنی میں اترے گا کہ جس کا نام محمد (ﷺ) ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ خود انہیں کے نام سے بیان کیا جائے گا کہ میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں۔ نیز کہا جائے گا۔ ”پیغمبر نے اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو سو یہ میرا مال موجود ہے

اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے"۔ بڑی بی کیا تم سٹھیا گئی ہو دیکھو تقویۃ الایمان کیا کہہ رہی ہے کہ رسول بھی کون محمد سید الانبیاء ﷺ اور معاملہ بھی کس کا خود ان کے جگر پارے کا اور وہ بھی کتنا کہ دوزخ سے بچالینا اس کا تو انہیں خود اپنی صاحبزادی کے لئے کچھ اختیار نہیں وہ اللہ کے یہاں کچھ کام نہیں آسکتے تو کہاں وہ اور کہاں میں کہاں ان کی صاحبزادی اور کہا تم۔ کہاں صرف دوزخ سے نجات اور کہاں جنت اور جنت کا بھی ایسا اعلیٰ درجہ بخش دینا بھلا بڑی بی تم مجھے خدا بنا رہی ہو پہلے تمہارے لئے کچھ امید بھی ہوسکتی تو اب تو شرک کر کے تم نے جنت اپنے اوپر حرام کرلی۔ افسوس کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والتسلیم نے کچھ نہ فرمایا اس بھاری شرک پر اصلا انکار نہ کیا۔ خامسًا انکار در کنار اور رجسٹری کہ سلی الجنة اپنی لیاقت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرما چکے ہیں عطا کردیں گے تمہیں یہی بہت ہے افسوس موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کیا شکایت کی کہ امام الوہابیہ اگرچہ یہودی خیالات کا آدمی ہے جیسا کہ ابھی آخر وصل اول میں ثابت ہوچکا مگر اپنے آپ کو کہتا تو محمدی ہے خود محمد ﷺ نے اس کے جدید قرآن تقویۃ الایمان کو جہنم پہنچایا ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ مانگا اس عظیم سوال کے صریح شرک پر انکار نہ فرمایا بلکہ صراحۃً عطا فرمادینے کا متوقع کردیا اب اگر وہ جل جل کر ان کی توہین نہ کرے ان کا نام سونو گستاخیوں سے نہ لے تو اور کیا کرے کیا بیچارہ کلیم کا مردود حبیب کا مارا اپنے جلے دل کا پھپھولے بھی نہ پھوڑے مثل مشہور ہے کسی کا ہاتھ چلے کسی کی زبان وللہ العزۃ و لرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یعلمون۔ سادسًا سب فیصلوں کی انتہا خدا پر ہوتی ہے۔ کلیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے امام الوہابیہ سے یہ دکھائی برتی تو اسے جائے عذر تھی کہ موسیٰ بدین خود مابدین خود حبیب ﷺ نے تقویۃ الایمان کی یہ صریح تذلیل وتضلیل فرمائی تو اسے آنسو پوچھنے کو جگہ تھی کہ وہ نبی امی ہیں پڑھے لکھے نہیں کہ تقویۃ الایمان پڑھ لیتے ان

احکام جدیدہ سے آگاہ ہوتے مگر پورا قہر تو خدا نے توڑا کہ بڑی بی کے شرک اور موسیٰ کے اقرار کو خوب مسجل و مکمل فرما دیا۔ وحی آئی تو کیا آئی کہ اعطھا ذلک موسیٰ جو یہ مانگ رہی ہے تم اسے عطا کر بھی دو اس بخشش فرمانے میں تمہارا کیا نقصان ہے واہ ری قسمت یہ اوپر کا حکم تو سب سے تیز رہا یہ نہیں فرمایا جاتا کہ موسیٰ تم ہو کون بڑھ بڑھ کر باتیں مارنے والے ہمارے یہاں کے معاملے کا ہمارے حبیب کو تو ذرہ بھر اختیار ہے ہی نہیں یہاں تک کہ خود اپنی صاحبزادی کو دوزخ سے نہیں بچا سکتے تم ایک بڑھیا کو جنت ٹھنسائے دیتے ہو اپنی گرم جوشی اٹھا رکھو تقویۃ الایمان میں آچکا ہے کہ ہمارے یہاں کا معاملہ ہر شخص اپنا درست کرے بلکہ علی الرغم الثانیہ حکم آتا ہے کہ موسیٰ تم اسے جنت کا یہ عالی درجہ عطا کر دو۔ اب کیسے یہ بے چارہ کس کا ہو کر رہے جس کے لئے توحید بڑھانے کو تمام انبیاء سے بگاڑی دین وایمان پر دولتی جھاڑی صاف کہہ دیا کہ خدا کے سوا کسی کو نہ مان اوروں کو ماننا محض خبط ہے اسی خدا نے یہ سلوک کیا اب وہ بے چارہ ازیں سو ماندہ ذرآں سو راندہ سوا اس کے کیا کرے کہ اپنی اکلوتی چہر توحید کا ہاتھ پکڑ کر جنگل کو نکل جائے اور سر پر ہاتھ دھر کر چلائے۔

ماز یاراں چشم یاری داشتیم
خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

مجھے امام الوہابیہ کے حال پر ایک حکایت یاد آئی اگرچہ میں ذکر احادیث میں ہوں مگر بمناسبت محل ایک آدھ لطیف بات کا ذکر خالی از لطف نہیں ہوتا جسے تحمیض کہتے ہیں اور یہ بھی سلف سے ثابت ہے کما فی حدیث خرافة ام زرع میں نے ایک عالم سنت رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ رافضیوں کے کسی محلے میں چند غریب سنی رہتے تھے روافض کا زور تھا ان کا مجتہد پچھلے پہر سے اذان دیتا اور اس میں کلمات ملعونہ بکتا ان غریبوں کے قلب پر آرے چلتے آخر مرتا کیا نہ کرتا چار شخص مستعد ہو کر پہلے سے مسجد میں جا چھپے وہ اپنے وقت پر آیا جبھی تبرا شروع کیا ان میں سے ایک صاحب برآمد ہوئے اور اس بڈھے کو گرا کر دست ولکد و نعل سے خوب خدمت کی کہ ہیں میں ابوبکر ہوں تو مجھے برا کہتا ہے۔ آخر اس نے گھبرا کر کہا

حضرت میں آپ کو نہیں کہتا تھا میں نے تو عمر کو کہا تھا دوسرے صاحب تشریف لائے اور مارتے مارتے بے دم کر دیا کہ ہیں مجھے کہتا تھا کہ یا حضرت توبہ ہے میں تو عثمان کو کہتا تھا تیسرے صاحب آرہے اور ایسی ہی تواضع فرمائی کہ ہیں مجھے کہے گا اب سخت گھبرایا بے تاب ہو کر چلایا کہ مولیٰ دوڑیئے دشمن مجھے مار ڈالتے ہیں اس پر چوتھے حضرت ہاتھ میں استرا لیے نمودار ہوئے اور ناک جڑ سے اڑا لی کہ مردک تو خدا کے محبوبوں اور ہمارے دین کے پیشواؤں کو برا کہے اور ہم سے مدد چاہے گا اب مؤذن صاحب درد کے مارے شرم و ذلت سے گور کنارے کسی کونے میں سرک رہے مومنین آئے نمازیں پڑھتے اور کہتے جاتے ہیں آج قبلہ وکعبہ تشریف نہ لائے جناب قبلہ بولیں تو کیا بولیں جب اجالا ہوا ارے حضرت قبلہ تو یہ پڑے ہیں قبلہ خیر ہے (رو کر) خیر کیا ہے آج وہ تینوں دشمن آپڑے تھے مارتے مارتے کچومر نکال گئے تمہارا دیکھنا مقدر میں تھا کہ سانس باقی ہے قبلہ پھر آپ نے حضرت مولیٰ کو کیوں نہ یاد فرمایا۔ جب کئی بار یہی کہے گئے تو آخر جھنجلا کر ناک پر سے رومال پھینک دیا کہ یہ کوتک تو انہیں کے ہیں۔ دشمن تو مار ہی کر چھوڑ گئے تھے انہوں نے تو جڑ سے پوچھ لی۔

ما ز یاراں چشم یاری داشتیم
خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

واستغفر اللّٰہ العظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العزیز الحکیم۔ سابعاً پچھلا فقرہ تو قیامت کا پہلا صور ہے۔ فاعطاھا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے پیرزن کو وہ جنت عالیہ عطا فرما دی والحمد للہ رب العٰلمین مسلمانو! دیکھو تم نے کہ اللہ اور اس کے مرسلین کرام علیہم الصلاۃ والسلام وہابیت کے شرک کا کیا کیا برا دن لگاتے ہیں کہ بے چارے کو اسفل السافلین میں بھی پناہ نہیں ملتی کذلک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون۔ الامن والعلی ص ۲۲۶ تا ص ۲۳۲ ونحوہ فی تفسیر جلالین ص ۳۱۲ حاشیہ نمبر ۸ و ۹، تفسیر صاوی ج ۳ ص ۱۶۳، تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۳۲۷، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۴۶، تفسیر قرطبی ج ۱۳ ص ۱۰۸، تفسیر جمل ج ۳ ص ۲۸۱، تفسیر در منثور ج ۴ ص ۳۹ و ج ۵ ص ۸۷، ۸۸۔ مقام رسول

ص ۳۱۱۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ اے موسیٰ تم اس کے ساتھ جنت کا اقرار کرلو، بہشتی زیور ج ۸ ص ۱۵۔ بعض روایات میں ہے کہ عجوزہ نے اپنی بینائی و جوانی لوٹانے اور جنت میں اپنے درجہ میں رکھنے کا مطالبہ کیا جسے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے پورا فرمایا چنانچہ درج ذیل روایت میں ہے۔

حضور سید عالم ﷺ ہوازن کی غنیمتیں حنین میں تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ حضور نے مجھ سے کچھ وعدہ فرمایا تھا ارشاد ہوا صدقت فاحتکم ماشئت تو نے سچ کہا اچھا جو جی میں آئے حکم لگا دے۔ عرض کی اسی دنبے اور اس کا چرانے والا غلام عطا ہو سید عالم ﷺ نے فرمایا یہ تجھے عطا ہوا اور تو نے بہت تھوڑی چیز مانگی ولصاحبة موسی التی دلته علی عظام یوسف کانت احھم منک حین حکمھا موسی فقالت حکمی ان تردنی شابة و ادخل معک الجنة اور بے شک موسیٰ جس نے انہیں یوسف علیہما الصلاۃ والسلام کا تابوت بتایا تھا تجھ سے زیادہ دانش مند تھی جب کہ اسے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اختیار تھا کہ جو چاہے مانگ لے اس نے کہا میں قطعی طور پر یہی مانگتی ہوں کہ آپ میری جوانی واپس فرما دیں اور میں آپ کے ساتھ جنت میں جاؤں تو ہوا کہ وہ ضعیفہ فوراً نوجوان ہو گئی اس کا حسن و جمال واپس آیا اور جنت میں بھی معیت کا وعدہ کلیم کریم نے عطا فرمایا ابن حبان والحاکم فی المستدرک مع اختلاف عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم نے کہا یہ حدیث الاسناد ہے یہاں جوانی بھی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے پھیر دی۔ (الامن والعلی ص ۲۳۲)

بزرگان دین کا یہ عقیدہ صحابہ کرام کے عقیدہ کے مطابق ہے اور قرآن مجید اس عقیدے کی تائید و تصدیق کرتا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ ٱلْكَوْثَرَ ① (الکوثر)

"اے حبیب، بیشک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی"۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کوثر سے مراد خیر کثیر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے خاص آپ کو عطا فرمائی ہے۔

ابوبشر نے سعید بن جبیر سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے، سعید نے فرمایا وہ نہر بھی اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ خیر و بھلائی میں سے ایک ہے (بخاری شریف ج ۲ ص ۷۴۲، ص ۹۷۴) وہابیوں کے مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں۔ کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری، یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے؟ "البحر المحیط" میں اس کے متعلق چھبیس اقوال ذکر کئے ہیں اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی، دنیوی، دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ کے طفیل امت مرحومہ کو ملنے والی تھیں ان نعمتوں سے ایک بہت بڑی نعمت حوض کوثر بھی ہے۔ (تفسیر عثمانی تحت آیت) تمام دنیا کائنات کا سارا مال اور اسکی کل چیزیں قلیل ہیں۔ چنانچہ رب ذوالجلال نے اعلان فرما دیا۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (النساء: ۷۷) فرما دیجئے کہ دنیا کا سامان بہت قلیل ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو الکوثر، یعنی الخیر کلہ تمام بھلائیاں و بہتریاں عطا فرما دی ہیں الکوثر مبالغہ کا صیغہ ہے جس میں تحت الثری سے لیکر عرش معلا تک تمام کائنات وغیرہ داخل و شامل ہے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جو عطا فرمایا ہے وہ اللہ ہی جانے یا اس کا محبوب، اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہیں وہ مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں مرا تیرا

حضور ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بانٹتے ہیں اور کائنات کے داتا ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: ۷) اور رسول جو کچھ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں رک جاؤ۔ اس آیت میں دین و دنیا اور آخرت کی ہر چیز مراد ہے۔ فا تعمیمیہ اس پر دلیل ہے (۲) مفعول کا حذف اسکی دوسری دلیل ہے (۳) اس آیت کا سباق و سیاق شاہد ہے کہ دین کے علاوہ مال و دولت بھی سرکار عطا فرماتے ہیں۔ دولت مند و غنی بناتے اور نعمتوں سے مالا مال کرتے ہیں چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ: ۷۴) اللہ و رسول نے انہیں

دولت والا غنی کر دیا اپنے فضل و کرم سے دوسرے مقام پر ہے۔ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (الاحزاب: ۳۷) اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے حبیب آپ نے اسے نعمت عطا فرمائی۔ تیسرے مقام پر ہے۔ وَ لَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۙ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ (التوبہ: ۵۹) اور کتنا بہتر تھا ان کے لئے اگر وہ راضی ہوتے اللہ و رسول کے دیئے (داتا ہونے) پر اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول دے گا، مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہو گیا کہ رسول ﷺ باذن اللہ تعالیٰ داتائے کائنات ہیں آپ ہر چیز دیتے ہیں، ساری دنیا آپ کی منگتی ہے چنانچہ اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے۔ وَ اَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ ⑩ (الضحیٰ) اور بہر حال ہر سائل کو رحمت، محبت شفقت اور عنایات سے سرفراز فرمائیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم اس لئے دیا ہے کہ اس بے نیاز نے اپنی تمام نعمتیں اپنے محبوب کو دیدی ہیں۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا۔ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ (الفتح: ۲) اور اللہ اپنی ساری نعمتیں آپ کو دیتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد گرامی جو حجۃ الوداع کے دن نازل ہوا ملاحظہ ہو۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (مائدہ: ۳) ”آج میں نے مکمل کر دیا تمہارے لئے دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین“ (البیان ص ۱۶۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر اپنی نعمت پوری کر دی یعنی آپ کو اپنی نعمت کا مالک بنا دیا بلکہ اس بے نیاز نے اپنے حبیب کو اپنے خزانوں کی چابیاں دیکر پوری کائنات کا مالک و مختار بنا دیا چنانچہ ام درداء نے حضرت کعب احبار سے پوچھا کہ تم نے حضور ﷺ کے بارے میں توریت شریف میں کیا پڑھا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے تورات میں یہ پڑھا ہے۔ **محمد رسول الله ...... واعطی المفا تیح** الخ ”محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے نہ درشت خو ہیں نہ سخت گو نہ بازاروں میں چلانے والے، وہ کنجیاں دیئے گئے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے پھوٹی آنکھیں بینا او بہرے کان شنوا اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کر دے یہاں تک

کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے"۔ (مدالامن والعلی ص ۹۳ خصائص کبریٰ) حاکم بافادہ تصحیح اور ابن سعد وبیہقی وابونعیم روایت کرتے ہیں، ام المومنین محبوبہ محبوب رب العلمین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی صفت وثناء انجیل پاک میں مکتوب ہے (آپ) نہ سخت دل ہیں نہ درشت خو نہ بازاروں میں شور کرتے ہیں۔ واعطی المفاتیح، انہیں کنجیاں عطا ہوئی ہیں۔

(الامن والعلی ص ۹۳)

حضرت عقبہ سے روایت ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں۔ بخاری ج ۲ ص ۵۸۵ وص ۹۷۵، مسلم ج ۲ ص ۲۵، مشکوۃ ص ۵۴۷، حضرت ابوہریرہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں سو رہا تھا ساری زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ بخاری ج ۱ ص ۴۱۸، ج ۲ ص ۱۰۳۸ وص ۱۰۸۰، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۹، دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۱ ص ۶۸) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری بارگاہ میں لائی گئیں۔ اور اس گھوڑے کو جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے اس پر سندس (نرم نازک نقش ونگار والی ریشم کی زین تھی (قال السیوطی اخرجه احمد ابن حبان فی صحیحه و ابو نعیم عن جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۹۵ کتاب الوفیٰ ص ۳۷۴، از علامہ ابن جوزی جامع صغیر ج ۱ ص ۱۰، کنزل العمال ج ۱۱ ص ۱۸۳، الامن والعلی ص ۹۴، مقام رسول ص ۲۸۸) مندرجہ بالا حوالوں سے ثابت ہوا کہ ازواج مطہرات وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سلطان کونین شاہ دارین رحمۃ للعلمین ﷺ کو دنیا کی کنجیاں عطا فرما کر آپ کو کونین کا مالک ومختار بنا دیا ہے۔ آپ ہی داتائے کائنات وقاسم نعمات ہیں، قبر میں آپ کے بارے میں سوال اور اس کا جواب

دینے میں کامیابی کا انحصار، روز محشر آپ کے سجدے کے طفیل حساب وکتاب کا آغاز اور آپ کی شفاعت کبریٰ کے صدقے دخول جنت اور آپ ہی فاتح باب جنت ہوں گے اور جملہ اولاد آدم آپ کے لواء حمد کے تحت جمع ہو کر آپ سے پناہ ڈھونڈے گی (الحدیث)

مندرجہ بالا دلیلوں ثابت ہوا کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا اولاد آدم سے بہتر پانچ ہیں۔ نوح، ابراہیم، موسیٰ وعیسیٰ اور محمد علیہم الصلاۃ والسلام اور ان میں سے بہتر محمد ہیں (ﷺ) (کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۳)

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابرہیم کو خلیل بنایا اور حضرت موسیٰ کو نجی بنایا اور مجھے اپنا حبیب بنایا پھر فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں نے اپنے حبیب کو اپنے خلیل ونجی پر ترجیح دی ہے۔ (کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۲) یعنی اللہ تعالیٰ عزاشانہ کے بعد آپ سب سے بہتر وبرتر ہیں ہے۔

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالا و الا ہمارا نبی ﷺ

باب یازدہم

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بشر لا کالبشر

فالیاقوت حجر لا کالحجر

مسئلہ بشریت

قرآن مجید میں لفظ بشر تقریباً ۳۶ مقام پر آیا ہے اور ایک بار لفظ ''بشرین'' بھی آیا ہے۔ ان میں سے بعض جگہوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝۲۸ (الحجر) ''اور (اے حبیب ﷺ یاد کیجئے) جب آپ ﷺ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا۔ بے شک میں ایک بشر بنانے والا ہوں بجتی ہوئی خشک مٹی سے جو بودار سیاہ گارے سے ہے''۔

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ۝۷۱ (ص)

> ''جب آپ ﷺ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا بیشک میں مٹی سے بشر بنانے والا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا اور مالک اپنے مملوک کو جن کلموں سے یاد فرمائے زہے عزت زہے نصیب''۔

شیطانؔ اور لفظ بشر

سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۲۹ سے آیت نمبر ۳۲ کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' جب میں آدم کو درست کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی (خاص) روح پھونک دوں تو اس کیلئے تم سجدہ کرتے ہوئے گر جانا تو سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے کہ اس نے انکار کر دیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے ابلیس

تجھے کیا ہوا کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا۔ ابلیس نے کہا۔ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ (الحجر) میں نہیں ہوں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی ہوئی خشک مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے سے تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾ "تو جنت سے نکل جا کہ بیشک تو مردود ہے اور یقیناً قیامت تک تجھ پر لعنت ہے"۔ (الحجر، ترجمہ البیان)

قرآن مجید کے اس قصے سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام جو اللہ پاک کے خلیفے ہیں انہیں بشر کہنا شیطان کا کام ہے انہیں بشر کہہ کر ان کی سوء ادبی کرنے سے نعمتیں چھن جاتی ہیں۔ اللہ پاک ناراض ہو جاتا ہے اور نکال سرمدی اور لعنت ابدی کا طوق گلے میں پڑ جانے سے شیطان اور وہ اس معاملہ میں برابر ہو جاتے ہیں قانون الٰہی سب کیلئے یکساں ہے، شیطان بشر کہے یا انسان، عبادت، زہد تقویٰ، محبوبان الٰہی کی گستاخی سے برباد ہو جاتے ہیں۔ پناہ بخدا۔

ذرا بے ادبی محبوباں دی تے ککھ نہ رہندا گھر دا
او بے ادب، کمینہ پاپی، کافر ہو کے مردا

انبیاء کرام کو بشر کہنے والے کافر

نوحؑ علیہ السلام اور کافر

حضرت نوح علیہ السلام حضرت ادریس علیہ السلام کے پڑپوتے اور دنیاء انسانیت کے پہلے رسول تھے۔ چالیس سال کے بعد مبعوث ہوئے، نوسو پچاس سال دعوت توحید و رسالت دی اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا اس دوران قوم کے وڈیروں نے کہا۔ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا (ہود: ۲۷) ہم تمہیں نہیں دیکھتے مگر اپنے ہی جیسا بشر۔ ان بدبختوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی بشریت کی رٹ لگائی اور علی الاعلان لوگوں کو کہنے لگے۔ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (المؤمنون: ۲۴) نوح تو کچھ بھی نہیں صرف تم جیسے بشر ہیں۔ ان کی مندرجہ بالا گستاخی و بے ادبی کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بشر کہنے والے غرق کر دیے گئے۔ انہم

مغرقون۔ حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام طوفان کے بعد ساٹھ سال اس دنیا میں رہے جب آپ کی عمر مبارک ایک ہزار پچاس سال کی ہوگئی تو آپ خلد بریں میں تشریف لے گئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی یوم القیمة وعلی نبینا واله وصحبه و علی امته الی یوم الدین۔

حضرت ہود علیہ السلام اور کافر

ایک روایت کے مطابق حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان تین پشتوں کا فاصلہ ہے۔ یعنی آپ حضرت نوح علیہ السلام کے پڑپوتے کے فرزند ارجمند ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قوم عاد کی طرف مبعوث فرمایا۔ انہوں نے اس قوم کو دعوت توحید و رسالت دی تو وڈیرے بول پڑے۔ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝٣٣ (المومنون)

"یہ رسول کچھ نہیں صرف تم جیسے بشر ہیں اسی میں سے کھاتے ہیں جس میں سے تم کھاتے ہو اور پیتے ہیں جس میں سے تم پیتے ہو"۔

وڈیروں نے لوگوں کو ورغلایا اور کہنے لگے۔ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝٣٤ (المومنون)

اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی اطاعت کر لی تو اس وقت یقیناً تم ضرور خسارہ پانے والے ہو گے۔ ان کی مندرجہ بالا گستاخی و بے ادبی کا انجام یہ ہوا۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝٤١ (المومنون)۔

"تو انہیں سچی خوف ناک آواز نے پکڑ لیا اور اللہ نے انہیں ہلاک کر کے خس و خاشک کر دیا' پس دور ہو گئے (رحمت سے) ظالم۔ یعنی سیاہ بادل نے انہیں گھیر لیا اس میں سے ایک سخت آندھی چلی جس نے ان کو اڑا اڑا کر تتر بتر کر دیا اس تباہی و بربادی کے بعد سیاہ پرندوں نے ان کی لاشوں کو نوچ کر سمندر میں پھینک دیا۔ حضرت ہود علیہ السلام مومنوں کو لیکر مکہ مکرمہ تشریف لائے اور آخر عمر تک وہاں عبادت الٰہی میں مصروف رہے"۔

تنبیہ

آجکل بعض لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے یہی کلمے استعمال کرتے ہیں کہ جس طرح تم کھاتے ہو اس طرح وہ بھی کھاتے تھے جس طرح تم پیتے ہو اس طرح وہ بھی پیتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ دراصل یہ کلمے قوم عاد نے حضرت ہود علیہ السلام کے بارے میں کہے تھے اور کھانے پینے کی دلیلوں سے ان کی بشریت کو ثابت کرنا چاہا۔ تو وہ عذاب کے مستحق بن کر چکنا چور ہو گئے۔ ایسی دلیلوں سے انبیاء کرام کو بشر کہنا' گستاخی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو کر عذاب میں مبتلا ہونے کی کھلی نشانی ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام کھانے و پینے کے محتاج نہیں وہ تو اس لیے کھاتے اور پیتے ہیں کہ حکم الٰہی کی تعمیل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ (مومنون:51) اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور ان کی امت کو کھانے پینے کے آداب و طریقے اور حلال و حرام کا پتا چل جائے۔

حضرت صالح علیہ السلام اور کافر

حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان آٹھ پشتوں کا فاصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کو دعوت توحید و رسالت دی اور انہیں صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی تلقین فرمائی۔ قوم نے معجزہ طلب کیا آپ نے حسب طلب' ناقہ پیش کر دیا جو نہ کسی پیٹھ میں رہا نہ کسی پیٹ میں نہ کسی نر سے پیدا ہوا نہ کسی مادہ سے نہ حمل میں رہا نہ وہ تدریجاً کمال خلقت کو پہنچا۔ بلکہ طریقہ عادیہ کے خلاف پہاڑ کے ایک پتھر سے اچانک پیدا ہوا۔ اس کی یہ پیدائش معجزہ بنی۔ پھر ایک دن وہ پانی پیتا اور ایک دن تمام قبیلہ ثمود ایک ناقہ ایک قبیلہ کے برابر پانی پی جائے یہ بھی معجزہ ہے جب ناقہ پانی پیتا تو اس دن اس کا دودھ تمام قبیلہ کو پورا ہو جاتا یہ بھی معجزہ ہے۔ جس دن ناقہ کے پانی پینے کی باری ہوتی تمام جانور پانی نہ پیتے بلکہ روزہ رکھتے۔ یہ بھی معجزہ ہے۔ اتنا معجزہ دیکھنے کے باوجود ثمود والوں نے کہا۔ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (الشعراء:۱۵۴) آپ تو صرف ہمارے جیسے بشر ہیں فَقَالُوْٓا

أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ ۙ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿۲۳﴾ (القمر) تو وہ کہنے لگے کیا ہم اپنے میں سے ایک بشر کی اتباع کریں تب تو ہم یقیناً گمراہی اور عذاب میں ہیں۔ خلاصہ یہ کہ جب انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کو بشر کہنے کی رٹ لگائی اور ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک خوف ناک آواز کا عذاب بھیجا تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر رہ گئے اور ان کی حالت یہ تھی کہ جس طرح کانٹوں کی باڑ لگانے والے کی بچی ہوئی باڑ چورہ ہو جاتی ہے وہ بھی ہلاکت کے بعد چورہ چورہ ہوئے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا اب تم صرف تین دن زندہ رہو گے پہلے دن سب کے چہرے زرد ہو جائیں گے دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن سیاہ چوتھے دن عذاب آئے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ایک شنبہ کو دوپہر کے وقت آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس سے لوگوں کے دل پھٹ گئے اور سب ہلاک ہو گئے۔ ان کی ہلاکت کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے منہ پھیرا یعنی اس شہر کو خیر باد کہا اور فرمایا اے میرے منکر لوگوں بیشک میں نے اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچا دیا اور تمہیں نصیحت کی مگر تم نے نصیحت کرنے والوں کو پسند نہ کیا۔ مردوں سے یہ انداز تخاطب ان کی سماعت کی دلیل ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام چار ہزار مومنوں کو ساتھ لیکر ملک شام میں شہرستان عوج کے شہر میں تشریف لائے اور رحلت تک یہاں رہے اور جامع مسجد میں خلد آشیان ہوئے ایک روایت میں ہے آپ حرم مکہ میں مقیم ہوئے، صفا و مروہ کے درمیان جنت نشان ہوئے اور ایک روایت میں حضرموت کا ذکر بھی آیا ہے کعب احبار کی روایت کے مطابق آپ نے ایک سو اسی سال اسی دنیا میں بسر فرمائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت شعیب علیہ السلام اور کافر

حضرت شعیب علیہ السلام حضرت صالح علیہ السلام کے خاندان میں سے تھے ان کی فصاحت و بلاغت مثالی تھی۔ حضور ﷺ نے انہیں خطیب الانبیاء کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔ اہل مدین اور اصحاب ایکہ کی طرف مبعوث کئے گئے۔ یہ لوگ رہزنی، لوٹ مار،

ناپ تول میں کمی کرنے اور لوگوں کی کھیتیاں اجاڑنے اور فساد پھیلانے کے گھناؤنے جرموں کا ارتکاب کرتے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو مندرجہ بالا گندے کاموں سے روکا تو انہوں نے کہا۔ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (الشعراء:۱۸۶) "اور آپ نہیں ہیں مگر ہم جیسے بشر"۔ ان کی اس گستاخی و بے ادبی کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہیں سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جہنم کا دروزہ کھول دیا اس سے شدید گرمی نکلی جس سے دم گھٹنے لگا۔ سایہ کام دیتا نہ پانی۔ اس حالت میں وہ تہہ خانے میں داخل ہوئے تاکہ سکون ملے لیکن وہاں باہر سے زیادہ گرمی تھی وہاں سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا جس میں بہت ٹھنڈی اور خوش گوار ہوا تھی وہ اس کے سائے میں آئے اور ایک دوسرے کو بلا بلا کر جمع کر لیا جب سب جمع ہو گئے تو اس بادل سے آگ کے شعلے برسنے لگے اور وہ جل کر خاکستر ہو گئے۔ حضرت شعب علیہ السلام نے ان سے کنارا کر کے فرمایا اے میرے منکر لوگو بیشک میں نے اپنے رب عزوجل کے پیغام تمہیں پہنچا دیئے اور تمہاری بھلائی کیلئے تمہیں نصیحت کی تو اب میں کیوں کر غمگین ہوں کافروں پر۔ خاکستر ہو جانے والے کافروں سے حضرت شعیب علیہ السلام کی گفتگو اس امر کی واضح دلیل ہے کہ مردے سنتے ہیں۔ حضرت وہب بن منبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام مؤمنوں کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تشریف لائے اور یہاں وصال فرمایا آپ کا مزار مبارک کعبہ کے مغرب میں دار بنی سہم کے قریب ہے۔

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام اور کافر

حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام حضرت عمران کے فرزندان ارجمند ان تھے آپ کے اور حضرت یعقوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان چار پشتیں واقع ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔ فرعون نے نہایت بے دردی سے بنی اسرائیل پر محنت و مشقت کے دشوار کام لازم کر رکھے تھے۔ پتھروں کی

چٹانیں کاٹ کر ڈھوتے ڈھوتے ان کی کمریں و گردنیں زخمی ہو جاتیں۔ ان پر ٹیکس لاگو تھے جو روزانہ غروب آفتاب سے قبل وصول کیے جاتے جو بوجہ ناداری وغیرہ ٹیکس ادا نہ کرتا اس کے ہاتھ اس کی گردن سے ملا کر باندھ دیتے تھے اور ایک ماہ وہ اس سزا میں رہتا۔ وہ لوگ طرح طرح کی بے رحمانہ سختیوں سے دوچار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نجات کیلئے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو اور ان کی دعا سے ان کے برادر اکبر حضرت ہارون علیہ السلام کو منصب رسالت پر فائز فرما کر فرعونیوں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام فرعونیوں کے پاس پہنچایا تو وہ کہنے لگے۔ اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ (مومنون) کیا ہم اپنے جیسے دو بشروں پر ایمان لائیں حالانکہ ان کے لوگ (بنی اسرائیل) ہماری بندگی کرتے ہیں۔ انہوں نے ان دونوں کو بشر کہہ کر جھٹلایا تو وہ ہلاک ہوئے ان کی ہلاکت سے پہلے ان پر طوفان اور ٹڈی دل اور جوئیں اور مینڈک اور لہو وغیرہ کا عذاب آتا رہا۔ طوفان کی نوعیت یہ تھی کہ بادل آیا، اندھیرا ہو گیا۔ زوردار بارش سے قبطیوں کے گھر پانی سے بھر گئے وہ پانی میں کھڑے ہوئے تو پانی ان کی گردنوں تک پہنچ گیا۔ جو بیٹھ رہا پانی میں ڈوب گیا۔ پانی میں نہ چل سکتے اور نہ کچھ کر سکتے۔ پورا ہفتہ یہ عذاب ان پر مسلط رہا۔ لیکن بنی اسرائیل اس عذاب سے محفوظ رہے۔ فرعونیوں نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے دعا کی درخواست کی اور مصیبت کے ٹل جانے کے بعد ایمان لانے کا وعدہ بھی کیا۔ آپ کی دعا سے طوفان ٹل گیا زمین میں ہریالی آ گئی تو وہ کہنے لگے یہ طوفان رحمت تھا اور آپ پر ایمان نہ لائے۔ جب زمین پر خوب سرسبزی و شادابی اور ایمان لانے سے ان کی سرتابی سامنے آئی تو ٹڈی دل کا عذاب آ گیا جو کھیتیاں، پھل درخت مکانوں کے دروازے، چھتیں، تختے اور لوہے کے کیل وغیرہ چٹ کر گیا اور قبطیوں کے گھروں میں ڈیرہ جما دیا۔ بنی اسرائیلی اس عذاب سے بچے رہے ایک ہفتہ کی اس مصیبت نے انہیں در رسول پر جانے کیلئے مجبور کر دیا وہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے دعا کی درخواست کی اور ایمان لانے کا وعدہ کیا۔ آپ کی دعا سے یہ مصیبت

بھی ٹل گئی تو وہ اپنے وعدے سے پھر گئے اور اپنی عادتوں سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر جوؤں کا عذاب نازل کر دیا۔ کپڑوں' بستروں' کھانے کے برتنوں' گندم آٹے میں جوؤں' گھنوں اور کیڑوں کا راج آ گیا جو فرعونیوں کی بھنوؤں' پلکوں کو چاٹ گیا اور ان کے جسموں کو کاٹنے لگا۔ جسم پر چیچک کی طرح داغ آ گئے۔ سونا دشوار ہو گیا۔ فرعونیوں کی چیخیں نکل گئیں مگر بنی اسرائیل محفوظ رہے۔ پیغمبر کی دعا سے یہ مصیبت بھی حسب سابق رفع ہوئی۔ لیکن وہ عہد شکنی اور بداعمالی میں دوگنے ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ناراض ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مینڈکوں کو روانہ کر دیا انہوں نے فرعونیوں کے ناک میں دم کر دیا جہاں وہ بیٹھتے مینڈک شور مچانے لگ جاتے وہ منہ کھولتے تو مینڈک منہ میں براجمان ہو جاتے' ہانڈیوں' کھانوں' چولہوں میں مینڈک بھر جاتے لیٹتے تو اوپر مینڈک چڑھ جاتے' اس عذاب سے فرعونی چلا اٹھے اور ایک بار پھر پیغمبر کی بارگاہ کا رخ کیا اور کہا اب ہم پکی توبہ کرتے ہیں' عہد و پیمان کے بعد کلیم اللہ نے بارگاہ رب العٰلمین میں دست طلب دراز کیے یہ تو مصیبت ٹل گئی اور نجات مل گئی۔ لیکن ان کی عادت نہ بدلی۔ عہد و پیمان کو توڑ ڈالا اور کفر کے سمندر میں غوطہ زن ہونے لگے۔ کلیم اللہ کی غیرت نے برداشت نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نہروں' چشموں اور کنوؤں کا پانی تازہ خون میں بدل دیا۔ فرعون کے پاس گئے اس نے کہا موسیٰ (علیہ السلام) نے جادو کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے برتن بھی خون سے بھر گئے ہیں۔ فرعون نے حکم جاری کر دیا کہ فرعونی اور اسرائیلی ایک برتن سے پانی لیں جب اسرائیلی پانی لیتے تو پانی ہوتا جب فرعونی ہاتھ لگاتے تو خون بن جاتا حتیٰ کہ فرعونیوں نے کہا اسرائیلی اپنے منہ میں پانی لے کر ہمارے منہ میں ڈالیں جب پانی فرعونیوں کے منہ میں جاتا تو خون بن جاتا فرعون نے درختوں کی رطوبت چوسی تو وہ اس کے منہ میں جا کر خون بن گئی۔ سب تے حضرت موسیٰ کلیم اللہ سے دعا کی اپیل کی اور ایمان لانے کا پختہ وعدہ کیا۔ آپ کی دعا سے یہ مصیبت کافور ہو گئی مگر وہ ایمان کی دولت سے محروم رہے۔ بالآخر دریا قلزم میں غرق ہو کر جہنم میں گئے۔

سورۃ ابراہیم کی آیت 10 میں ہے کہ مرسلین کرام نے فرمایا' لوگو۔ کیا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی شک ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے؟ وہ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ بخشے اور موت کے مقرر وقت تک تمہاری زندگی بے عذاب کاٹ دے تو لوگوں نے رسولوں سے کہا۔ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ تم تو ہم جیسے بشر ہی ہو۔

اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے فرمایا۔ اے کافرو۔ ہم (نسل آدم میں ہونے سے) تم جیسے بشر ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے۔ کافروں کو اس گستاخی کی سزا یہ ملی کہ وہ تباہ و برباد ہو گئے۔ فَاَوْحٰۤى اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِیْنَ ⑬ (ابراہیم) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی طرف وحی فرمائی کہ ان ظالموں کو ہم ضرور ہلاک کریں گے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو اپنے جیسا بشر کہا تھا۔ سورۃ یٰسٓ آیت ۱۵ میں ہے کہ لوگوں نے دو رسولوں کو اپنے جیسا بشر کہا۔ قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ تم نہیں ہو مگر ہم جیسے بشر ان کی اس گستاخی کی سزا انہیں یہ دی گئی کہ ایک چیخ سے وہ ہلاک کر دیئے گئے۔ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ㉙ (یٰسٓ) نہ تھی وہ مگر ایک چیخ جس سے اچانک وہ بجھ کر رہ گئے۔

اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو بشر کہنے والے پکے کافر

سورۃ تغابن کی آیت ۵ سے آیت ۶ ملاحظہ ہو۔ (ترجمہ) کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہ آئی جنہوں نے (تم سے) پہلے کفر کیا تو (دنیا میں) انہوں نے اپنے کام کا وبال چکھ لیا اور (آخرت میں) ان کیلئے نہایت دردناک عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ ان کے رسول ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تھے فَقَالُوْۤا اَبَشَرٌ یَّهْدُوْنَنَا٘ فَكَفَرُوْا وَ تَوَلَّوْا۔ تو انہوں نے کہا' کیا بشر ہمیں ہدایت کریں گے تو وہ کافر ہو گئے اور انہوں نے روگردانی کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی کچھ پرواہ نہ کی اور اللہ بے نیاز بہت حمد کیا ہوا ہے۔ مندرجہ بالا ارشاد الٰہی سے ثابت ہوا کہ وہ لوگ مرسلین عظام کے تشریف لانے سے پہلے بھی کافر تھے مگر جب محبوبان خدا ان کے پاس روشن دلیلوں سے آئے اور لوگوں نے انہیں

بشر کہنا شروع کر دیا اور ان کو ھادی ماننے سے انکار کیا تو وہ پکے کافر بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر دوبارہ کفر کا فتویٰ لگا کر واضح فرما دیا کہ انبیاء و مرسلین کو بشر کہنے والے ایمان کی دولت سے محروم ہو جاتے ہیں اور پکے کافر بن جاتے ہیں۔

یہود نے حضور ﷺ کو بشر کہا

سورۃ الانعام آیت ۹۱ میں ہے۔ ترجمہ۔ اور یہود نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ پہچانی جو اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا جب انہوں نے کیا۔ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بشر پر کچھ نہیں اتارا۔ یہود کی یہ گستاخی ان کو لے ڈوبی ہمارے نبی ﷺ کو یہودیوں نے بشر کہا ہے۔

کفار مکہ نے آپ ﷺ کو بشر کہا

سورۃ الانبیاء آیت ۱ تا آیت ۳ کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ لوگوں کیلئے ان کا حساب قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ ان کے رب عزوجل کی طرف سے کوئی نئی نصیحت ان کے پاس نہیں آتی مگر وہ اسے سنتے ہیں اس حال میں کہ کھیل کود میں لگے ہوئے ہیں ان کے دل کھیل میں مشغول ہیں اور خفیہ سرگوشی کی ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا۔ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ کہ یہ نہیں ہیں مگر تم جیسے بشر۔ کہا تم جادو کے پاس جاتے ہو حالانکہ تم دیکھتے ہو۔

کافروں نے ایک اصول مقرر کر لیا تھا کہ انبیاء و مرسلین کو بشر کہہ کر لوگوں کی نظروں میں انہیں اسے اپنی مثل قرار دلایا جائے تا کہ کوئی ان پر ایمان نہ لائے۔ سرکار ﷺ کے زمانہ کے کافروں نے بھی اسی فارمولے پر عمل کیا لیکن وہ اپنی بڑ کو علی الاعلان کہنے سے ہچکچاتے تھے۔ کتنا بیباک و گستاخ و بے ادب ہیں وہ لوگ جو اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ﷺ بشر تھے۔ حضور ﷺ سے شب و روز معجزات دیکھنے والوں نے جب کافروں کے کلمہ بشریت پر کان نہ دھرے تو وہ کہنے لگے کہ معجزے جادو کا کھیل ہیں۔ پناہ بخدا۔

ولید کافر نے آپ ﷺ کو بشر کہا

حضور ﷺ نے حٰمٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ② (مومن) کی تلاوت فرمائی، ولید نے سن کر اپنی مجلس میں کہا، قسم بخدا۔ محمد ﷺ سے ابھی ایک کلام سنا، جو آدمی کا ہے نہ جن کا، اس میں عجیب شیرینی ہے وہ کلام تازگی اور دلکش فوائد کی وجہ سے سب پر غالب رہے گا۔ کافروں کو ان باتوں سے صدمہ پہنچا اور انہوں نے مشہور کر دیا کہ ولید اپنے آبا کے دین سے پھر گیا ہے، ابو جہل ولید کے پاس آ کر کہنے لگا کہ تو نے محمد (ﷺ) کے کلام کو اس لیے پسند کیا ہے کہ تجھے ان کا پس خوردہ مل جائے۔ ولید غصے میں لال پیلا ہو کر کہنے لگا۔ اے میری قوم مجھے بتاؤ۔ کیا تم نے محمد میں کبھی دیوانگی دیکھی ہے؟ سب نے کہا ہرگز نہیں اس میں کہانت دیکھی ہے؟ سب نے کہا نہیں۔ کیا وہ شاعر ہیں؟ سب نے کہا نہیں، کیا وہ جھوٹ بولتے ہیں؟ سب نے کہا نہیں بلکہ آپ ﷺ تو صادق اور امین ہیں۔ لوگوں نے پوچھا پھر وہ کیا ہیں تو ولید نے کہا وہ جادوگر ہیں اور بشر ہیں جادو کی وجہ سے انکا کلام دلوں میں گھر کر جاتا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ㉕ (المدثر) یہ نہیں مگر بشر کا قول۔ جب اس نے حضور ﷺ کو بشر کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ㉖ (المدثر) قریب ہے میں اسے دوزخ میں ڈال دوں۔ حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کی نسبت سرکار ﷺ کی طرف بھی فرمائی ہے۔ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ㊵ (الحاقہ) بیشک یہ قرآن ضرور قول ہے رسول کریم ﷺ کا اور وہ کسی شاعر کا قول نہیں۔ یہاں رسول سے مراد حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ اگر ولید قرآن کو بشر کا قول نہ کہتا بلکہ رسول کریم ﷺ کا قول کہتا تو یقیناً وہ جہنم کے عذاب سے بچ جاتا اور فلاح پا جاتا مگر کلمہ بشر اس کو لے ڈوبا اور وہ جہنمی بن گیا۔ مندرجہ بالا آیات بینات سے ثابت ہوا کہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہنا بہت بڑی بے ادبی و گستاخی ہے جو عنداللہ ناقابل برداشت ہے اور جہنمی بننے کا پیش خیمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے جملہ محبوبوں کی گستاخی و بے ادبی سے بچائے۔

آمین۔ باادب بانصیب = بے ادب بے نصیب۔

از خدا جوئیم توفیق ادب
بے ادب محروم شد از فضل رب

بشریت سے انکار

سورۃ یوسف آیت ۳۱ ترجمہ ملاحظہ ہو۔ جب زلیخا نے ان کا چرچا سنا تو ان عورتوں کو بلا لیا اور ان کے لئے تکئے لگا دیئے اور ان میں سے ہر ایک کو چھری دیدی (پھل وغیرہ کاٹنے کیلئے) اور یوسف علیہ السلام سے عرض کیا ان پر نکل آؤ۔ جب عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اس کو اکبر کہہ کر اس کی بڑائی ظاہر کرنے لگیں اور پھلوں کی بجائے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ اور کہنے لگیں اللہ کیلئے پاکی ہے یہ تو جنس بشر سے نہیں۔ یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ۔ یعنی زنان مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بشریت کا انکار کر کے آپ کو معزز نوری فرشتہ تصور کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کو تحسیناً اپنے کلام پاک میں شامل فرما کر روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا کہ محبوبانِ الٰہی کو نور کہنے والے اور ان کی تعظیم و توقیر کرنے والے بہتر ہیں اور ان کو بشر کہنے والے جہنمی و لعنتی ہیں۔ (کما مر)

مثلکم

مثلکم۔ دو کلمے ہیں۔ پہلا کلمہ مثل اور دوسرا کلمہ کم ہے۔ مثل کا معنی از روئے لغت ہے۔ شبہ، نظیر، مشابہت۔ اس کی جمع امثال ہے۔

(منجد الطلاب عربی ص ۷۱۱ ' منجد عربی اردو ص ۹۴۶ ' مصباح اللغات ص ۸۰۵)

کم۔ جمع مذکر مخاطب کی ضمیر ہے۔ اس کا معنی جملے کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ جو لوگ مثلکم کو دیکھ کر حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل بننے کی دوڑ لگاتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں کہ نبی ہماری مثل تھا یا ہم نبی کی مثل ہیں (معاذ اللہ)۔ تو کیا رحمۃ للعالمین ﷺ تمہاری شبہ و نظیر و مشابہ تھے یا تم آپ کی شبہ و نظیر و مشابہ ہو؟

سچ ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات
اتنا نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت

(") مثل کی جمع امثال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام جانوروں اور جملہ پرندوں کو بشروں کی مثل قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ (الانعام آیت ۳۸)

"اور نہیں کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو اڑتا ہے اپنے دو بازوؤں سے لیکن وہ تمہاری مثل جماعتیں ہیں"۔

دوسری آیت ملاحظہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (الاعراف آیت ۱۹۴)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ کے سوا تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں۔ اس آیت میں تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا معنی ہے تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (یونس:104) اس کی تفصیل تفسیر ضیاء القرآن ج ۲ ص ۱۱۴ و ص ۱۱۵ میں ملاحظہ ہو۔ نواب وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں کہ اس سے مراد بت ہیں۔ (ترجمہ وحید الزماں ص ۲۱۱) پہلی آیت میں زمین پر رینگنے والی تمام چیزیں' مثلاً کتا بلا' سور' چوہا' سانپ' بچھو' مینڈک' کیڑا' مکوڑا' گدھا ریچھ وغیرہ اور ہوا میں اڑنے والے تمام پرندے مثلاً کوا' گدھ' چیل' باز' شکرا' چمگادڑ' الو وغیرہ کو امثالکم بنا دیا اور دوسری آیت میں اندھے' لنگڑے لولے' بے جان بے زبان گونگے بہرے بتوں کو عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ (اعراف:194) فرما دیا یعنی وہ امت ہونے میں تمہاری مثل اور یہ عبد ہونے میں تمہاری مثل ہیں۔ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (ابراہیم:11) پر چڑھائی کرنے اور اپنے ایمان پر شب خون مارنے والوں کو قرآن مجید کی یہ آیتیں کیوں نظر نہیں آتیں۔ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ (النساء:150) سے ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ انہیں چاہیے کہ اب یہ بھی کہا کریں کہ کتے' بلے' سور' ریچھ' سانپ' بچھو وغیرہ امت ہونے میں ہماری مثل ہیں اور روئے زمین کے معبودان باطلہ عبد ہونے میں ہماری مثل ہیں؟ جماعت اہل سنت

کے بچے بچے کا ایمان ہے کہ جملہ انبیاء کرام ومرسلین عظام اس دنیا میں شکل بشری میں تشریف لائے اور قانون الٰہی یہ ہے کہ نور جب انسانوں کی طرف مبعوث ہو اگرچہ وہ مبعوث ہونے والا نوری فرشتہ ہی کیوں نہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے بشر بنا کر بھیجے گا۔ لیکن یہ بھی ایک تسلیم شدہ قانون ہے کہ جس طرح ہر پتھر ہم مثل نہیں اس طرح ہر بشر بھی ہم مثل نہیں ہوسکتا۔ پتھر پتھر میں فرق ہے تو بشر بشر میں بھی فرق ہے۔ کسی نے کیا خوب فرمایا۔

محمد ﷺ بشر لا کالبشر فالیاقوت حجر کالحجر

خوبی و شمائل میں ہر آن نرالے ہیں انسان ہیں وہ لیکن انسان نرالے ہیں

پھرے زمانے میں چار جانب نگار یکتا تمہیں کو دیکھا
حسین دیکھے جمیل دیکھے بس اک تم سا تمہیں کو دیکھا

انا بشر

اعتراضات وجوابات

سوال: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بشر بنایا ہے لہٰذا ہم انہیں بشر کہیں گے؟۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کیلئے جو نبی ورسول مبعوث فرمائے ہیں وہ جامہ بشریت میں ملبوس ہوئے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ **الجنس یمیل الی الجنس**۔ ہم شکل ہونے سے انبیاء اور عام لوگوں میں مانوسیت ہو اور اجنبیت نہ رہے۔ نیز لوگ بروز قیامت یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نبیوں اور رسولوں کو جانتے پہچانتے نہ تھے۔ یعنی قانون الٰہی یہی ہے کہ انسان کی طرف جو رسول و نبی آئیں وہ مرد ہی ہوں چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔ **وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝** (الانعام) اور اگر ہم رسول کو فرشتہ بناتے تو اسے مرد ہی کی صورت میں بناتے اور وہی شبہ ہم ان پر ڈال دیتے جو شبہ وہ (اب) کر رہے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو جواب دیا ہے جو کہتے تھے

کہ یہ ہماری مثل بشر ہے اور وہ یہ کہہ کر ایمان کی دولت سے محروم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں رسول مبعوث فرمانے کی حکمت ظاہر فرمادی اور ان سے نفع اٹھانے اور فیض پانے کی صورت یہ بتائی کہ نبی صورت بشری میں جلوہ گر ہو۔ اگرچہ دراصل وہ نور ہی کیوں نہ ہو۔ حضور ﷺ نوری صورت میں تشریف لاتے تو دیکھنے کی تاب کس میں تھی حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور ﷺ کے انوار کی طرف دیکھا تو اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھدیا۔ خوفا من ذهاب بصری۔ بصارت کے چلے جانے کے ڈر سے۔ (جواہر البحار مقام رسول ص ۲۴۳)

آٹھویں صدی ہجری کے جید عالم و کامل عارف شیخ رکن الدین بن عماد الدین کاشانی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو ستر ہزار پردوں میں چھپائیں (مقام رسول ص ۲۴۴) محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا۔ اگر آپ ﷺ بشریت کا پردہ پہن کر نہ آتے تو کسی کو آپ ﷺ کے دیکھنے کی تاب و طاقت نہ ہوتی۔ (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۱۰۔ مقام رسول ۲۴۲)

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۳۴ھ فرماتے ہیں۔ خاتم رسل ﷺ کی ذات کی مربی و مبدا تعین اللہ تعالیٰ کی صفت علم ہے جو تمام صفات سے اقرب اور زیادہ محبوب ہے۔ علم کا حسن و جمال اتنا لطیف اور بلند مرتبہ ہوتا ہے کہ اسے نگاہیں نہیں پا سکتیں۔ اسی لیے حضور نبی رحمت ﷺ کے کمال حسن کو نظریں صحیح طور پر نہیں دیکھ سکتیں۔ آپ ﷺ کا حسن و جمال قیامت کے دن بے نقاب ہوگا۔ اسی دن پتا چلے گا کہ حسن' حسن محمدی ﷺ ہے اور جمال جمال احمدی ﷺ ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے حسن و جمال سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے (ملخصا تفسیر مظہری عربی ج ۵ ص ۱۹۲ ' ضیاء القرآن ج ۲ ص ۴۵۱)۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے والدی شاہ عبدالرحیم کو فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت کی وجہ سے میرا حسن و جمال لوگوں کی آنکھوں سے مستور ہے اگر آشکار ہو جائے تو اس سے زیادہ حال لوگوں کا ہو جو یوسف علیہ

السلام کو دیکھ کر ہوا تھا (در الثمین ص ۳۹) ابن عساکر نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں سحری کے وقت سی رہی تھی۔ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی بہت تلاش کی مگر نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی سے سوئی نظر آ گئی۔ میں نے یہ بات آپ کو بتائی آپ نے فرمایا اے حمیرا۔ افسوس افسوس اس پر جس نے میرے چہرے کو نہ دیکھا۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۲، ۶۳، نعمت کبریٰ ص ۴۱)

کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

با پردہ ہا چوں آمدی شور قیامت شد عیاں
بے پردہ گر آئی بروں سوزد ہمہ کون و مکان

"یارسول اللہ ﷺ آپ پردوں میں تشریف لائے قیامت برپا ہو گئی۔ اگر پردے اتار کر جلوہ گر ہوتے تو کون و مکان جل جاتے"۔

وہابیوں کے مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں۔

جمال ہے تیرا معنی حسن ظاہر ہے
کیا ہے معجزہ سے تو نے اپنے کو اظہار
رہا جمال یہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار

(قصائد قاسمی ص ۷)

وہابیوں کے قاضی سلیمان غیر مقلد لکھتے ہیں۔

مسند آرائے نبوت بود او در قدس گاہ
منجدل چوں بود آدم درمیان ماء و طین

"آپ ﷺ قدس گاہ میں مسند آراء نبوت تھے جب آدم پانی و مٹی میں خمیر تھے"۔ (تفسیر سورۃ یوسف)

حضور ﷺ کے باپردہ حسن وجمال کو دیکھنے والوں کی زبانوں پر بلاساختہ جاری ہو گیا۔ لم ارمثلہ قبلہ ولا بعدہ۔ ہم نے آپ ﷺ کی مثل نہ آپ ﷺ سے پہلے دیکھا تھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد۔

(شفاء ج ۱ ص ۵۱، کنز العمال ج ۷ ص ۲۱، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۴)

اہل اسلام کا ایمان وعقیدہ حضور ﷺ کے بارے میں ہے۔

اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں کوئی انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
اور ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

اس کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ حضرت انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ابتدا ہی سے ایک الگ جماعت ہے۔ جو دنیاء انسانیت کو ہدایت دینے کیلئے یہاں تشریف لائی اور مدرس، معلم، مزکی ومطہر کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو کر کائنات میں اپنا امتیاز برقرار رکھا، جب اس دنیا میں کوئی ان کا استاد نہیں، مربی نہیں مگر وہ اپنے اپنے دور میں سب کے استاد ومربی تھے تو پھر کیونکر انہیں ایک الگ گروہ نہ مانا جائے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے لباس بشریت پہنا کر ان کو مبعوث فرمایا ہے لیکن ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم انہیں بشر بشر کہتے پھریں انہیں بشر کہنا بے ادبی ہے اور ایمان کی خرابی کا سبب ہے۔

جواب نمبر ۲۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو پاکیزہ بشریت سے متصف فرما کر دنیا میں بھیجا ہے لیکن آپ کو تو نہیں فرمایا کہ تم ان کی بشریت کا اعلان کرتے پھرو۔ اگر تمہارے پاس ایسا کوئی حکم ہے تو پیش کرو۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ (البقرہ) جب تمہارے پاس ایسا کوئی حکم نہیں تو پھر سن لو انبیاء کرام علیہم السلام کی بشریت کی رٹ لگانا کافروں کا طریقہ ہے (کمامر) مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کافروں والی بات کر کے

انبیاء کرام کی توہین و تضحیک کریں کیونکہ ان کی توہین و تضحیک باعث کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کفر سے بچائے۔ آمین

سوال نمبر ۲

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ میں نے اسے بشر بنایا ہے اور انبیاء کرام ان کی اولاد ہیں۔ لہٰذا وہ بشر ہیں اور ہم بھی انہیں بشر کہیں گے؟

جواب نمبر ۱

اللہ تعالیٰ قادر ہے' چاہے تو بغیر ماں باپ کے بشر بنائے جیسے حضرت آدم و حوا علیہما السلام چاہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہلاتے ہیں انہیں شکم مادر سے جلوہ فگنی کا حکم دے اور اگر چاہے تو ماں باپ کے راستہ سے اولاد عطا فرمائے' اگر چاہے تو تمام وسائل کے باوجود کچھ بھی پیدا نہ فرمائے۔ اس کی لازوال قدرت سے کسی کو انکار نہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام کی پاکیزہ بشریت بھی سب کو تسلیم ہے۔ جہاں تک حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر کہنے کا تعلق ہے تو اس کے تین درجے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا ہے۔ وہ بے نیاز مالک الملک ہے اپنے بندوں کے بارے میں جو چاہے فرمائے یہ اس کی شان ملکیت و مالکیت ہے۔ تم خدا تو نہیں ہو کہ محبوبان الٰہی کو بشر کہتے ہو۔

(۲) شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہا اور ذلت کی گھاٹی میں گر کر اکثر انسانوں یعنی کافروں کو اپنے جیسا بنایا۔ تمہیں شیطان والا کھاتا منظور ہے تو فبہا۔

(۳) کافروں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر کہا اور اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا تمہیں کافروں کی پیروی میں انہیں بشر کہنے کا شوق ہے تو اپنا شوق پورا کرلو اور انجام دیکھ لو۔ ہمیں میدان ہمیں گوئی۔ لیکن یہ سن لو کہ۔

انبیاء کرام کو بشر کہنے والے ہدایت سے محروم ہوتے ہیں چنانچہ فرمان الٰہی ہے۔

(ترجمہ) اور لوگوں کو ایمان لانے سے نہیں روکا' جب ان کے پاس ہدایت آگئی مگر اس

بات نے کہ انہوں نے کہا۔ اَبَعَثَ اللّٰہُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ (بنی اسرائیل) کیا اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا؟ یعنی تمہاری طرح وہ رسول کو بشر ہی کہتے رہے اور ان کے منصب نبوت اور کمالات جلالت کو نظر انداز کرتے رہے۔ یہی ان کے کفر کی اصل تھی۔ وہ کافر ہو کر انبیاء کرام کو بشر کہتے رہے اور تم کلمہ پڑھ کر انہیں بشر کہتے ہو بات ایک ہی ہے مگر تم نے کلمے کا لیبل لگا لیا اور بظاہر اسلام کا جامہ اوڑھ لیا اور وہ بات کہنا شروع کر دی جو کافر کہتے تھے کلمہ نبی کا اور بات کافروں والی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سوال نمبر ۳

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بشر بنایا ہے لہٰذا ہم آپ کو بشر ہی کہیں گے۔

جواب نمبر ۱

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ میرا محبوب بشر ہے اور وہ بے نیاز کیسے فرماتا کیونکہ اس نے مخلوق کی ابتدا حضور ﷺ کے نور سے فرمائی ہے۔ (کما مر) پھر وہ کیسے فرماتا کہ آپ بشر ہیں ہاں البتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو فرمایا ہے کہ آپ فرمائیں میں بشر ہوں اور ایسا کہنے کی وجوہات ہیں۔ چنانچہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۹۳ ہمارے سامنے ہے اس سے پہلے جو آیات ہیں یعنی وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ (نمبر ۹۰) سے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ کافروں نے کہا ہم آپ پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ آپ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری کر دیں۔ یا آپ کیلئے کوئی باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا پھر آپ اس کے درمیان نہریں جاری کر دیں جو بہہ رہی ہوں یا جیسا آپ نے کہا ہم پر آسمان کو پارہ پارہ کر کے گرا دیں یا آپ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئیں یا آپ کے لئے سونے کا گھر ہو یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہم آپ کے چڑھنے پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ آپ ہم پر ایک کتاب اتار لائیں جسے ہم پڑھیں۔ کافروں کے ان مطالبات کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ آپ فرما دیجئے میرا رب پاک

ہے میں نہیں ہوں مگر بشر (اللہ کا) بھیجا ہوا رسول۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو جواب کافروں کو دیا ہے۔ تم نے اسے گانٹھ باندھ لیا ہے آپ نے یہ جواب کیوں دیا؟ (۱) اس لئے کہ حکم ربانی تھا اور تعمیل ضروری تھی۔ (۲) آپ ان کے مطالبات ماننے کیلئے نہیں بلکہ رسالت ربی اور شریعت کے ابلاغ کیلئے تشریف لائے تھے۔ (۳) کافروں نے کہا آپ یہ سب کچھ کر دیں تو بھی ہم ایمان نہ لائیں گے۔ (۴) سبحان ربی اس لیے کہا کہ میں پاک رب کا رسول ہوں اس کے اذن سے یہ سب کچھ کر دوں پھر تم اپنے کفر پر ڈٹے رہے تو عذاب الٰہی نازل ہو جائے گا جسے کوئی بشر نہ روک سکے گا۔ دوسری آیت سورۃ الکھف کی آخری آیت ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (الآیۃ)۔ ”اے حبیب ﷺ کافروں سے فرما دیجئے میں (والوہیت کا مدعی نہیں بلکہ معبود نہ ہونے میں) تم جیسا ہی بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ (میرا اور) تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جو اپنے رب عزوجل کے حضور حاضری کی امید رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ نیک عمل کرتا رہے اور اپنے رب عزوجل کی عبادت میں (ہرگز) کسی کو شریک نہ کرنے“۔ (البیان ص ۴۵۷) آپ ﷺ کو یہ حکم محض ظاہری بشری اعراض کیلئے دیا گیا ہے ورنہ آپ کی صورت خاصہ میں کوئی بھی آپ کا ہم مثل نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ **ان اجسادنا تنبت علی ارواح اہل الجنۃ**۔ بے شک ہمارے جسم اہل جنت کی ارواح پر نشو ونما پاتے ہیں۔ **اخرجہ البیھقی عن عائشۃ**۔ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۰۔ اور ابو نعیم محدث نے حضرت لیلیٰ سے روایت کی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **انا معشر الانبیاء تنبت اجسا د نا علی ارواح اہل الجنۃ**۔ بیشک ہم گروہ انبیاء ہیں۔ ہمارے اجساد ارواح اہل جنت پر نشو ونما حاصل کرتے ہیں۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۰) انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام پاک بھی جنتیوں کی روحوں کی طرح نشو نما پاتے ہیں پھر وہ ہم جیسے بشر کیسے ہو سکتے ہیں؟ لہٰذا انہیں بشر کہنا اور مثلیت کی رٹ لگانا صحیح نہیں بلکہ یہ کافروں کا طریقہ ہے۔ مسلمان یہ بات نہیں کہہ سکتا۔

تیسری آیت سورہ حم السجدہ کی چھٹی آیت ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الآیۃ۔ فرما دیجئے (اے کافرو میرے اور تمہارے درمیان حجاب کیوں ہو جب کہ جن، فرشتہ اور معبود نہ ہونے بلکہ مامور بالتوحید ہونے میں) میں تم جیسا بشر ہی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ میرا اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو اس کی طرف سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور ہلاکت ہے مشرکوں کے لیے۔ (البیان ص ۷۱۵) یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ انبیاء کرام اوصاف بشر سے اعلیٰ ہیں جیسا کہ شفاء قاضی عیاض میں ہے۔ شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی م ۱۰۵۲ھ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام ظاہر اً بشریت کے رنگ و روپ میں ہیں مگر ان کے ارواح و بواطن بشریت سے بالا اور ملاء اعلیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے سورۃ الضحیٰ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی بشریت کا وجود اصلا نہ رہا اور غلبہ انوار حق آپ پر علی الدوام حاصل رہا۔ علماء اہلسنت کی طرح دیوبندی وہابی بھی یہی لکھتے ہیں۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات کو اتنا مطہر بنا لیا کہ نور خالص بن گئے اور حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور فرمایا اور شہرت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ ہر جسم کا سایہ ضرور ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے متبعین کو اس قدر تزکیہ اور تصفیہ بخشا کہ وہ بھی نور بن گئے۔ چنانچہ ان کی کرامات وغیرہ کی حکایتوں سے کتابیں پر اور اتنی مشہور ہیں کہ نقل کی حاجت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ (تحریم:8) جو لوگ ہمارے حبیب ﷺ پر ایمان لائے ہیں ان کا نور ان کے آگے اور داہنی جانب دوڑتا ہوگا دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ (الحدید:12) یاد کر اس دن کو جب مؤمنین کا نور ان کے آگے اور داہنی طرف دوڑتا ہوگا اور منافقین کہیں گے ذرا ٹھہر جاؤ تا کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ اخذ کریں۔ ان دونوں

آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی متابعت سے ایمان اور نور دونوں حاصل ہوتے ہیں۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور مؤمنین کو میرے نور سے پیدا فرمایا۔ (امداد السلوک ص ۱۰۱ وص ۱۰۲)۔ وہابیوں کے مولوی گنگوہی صاحب سرکار ﷺ کی نورانیت کیلئے آپ ﷺ کی بشریت کا ازالہ کرتے ہوئے حدیث پاک سے مزید دلیل پیش کرتے ہیں کہ آپ نے اس طرح دعا کی ہے کہ اے میرے اللہ۔ میرے سمع اور بصر اور قلب کو نور بنا دے بلکہ یوں عرض کیا کہ خود مجھ کو نور بنا دے پس اگر انسان کے نفس کا روشن ہونا محال ہوتا تو آنحضرت ﷺ یہ دعا کبھی نہ کرتے کیونکہ محال بات کی دعا کرنا بالاتفاق ممنوع ہے کہتے ہیں کہ ابوالحسن نوری کو نوری اس لئے کہتے ہیں کہ بارہا ان سے نور دیکھا گیا تھا اور بہتیرے خواص وعوام صلحا و شہداء کی قبرستانوں سے نور اٹھتا ہوا دیکھتے ہیں اور یہ نور ان کے نفس ذاکیہ کا نور ہے کہ جب نفس کا کام عالی ہو جاتا ہے تو اس کا نور بدن میں سرایت کر جاتا ہے اور بدن کا مزاج و طبیعت بن جاتا ہے اس کے بعد اگر نفس بدن سے جدا ہو جاتا ہے تب بھی وہ بدن نور کی آمد ورفت کا ایسا ہی منبع و منفذ بنا رہتا ہے جس طرح زندگی اور نفس کے باقی رہنے کے وقت بنا ہوا تھا۔ (امداد السلوک ص ۲۰۲) گنگوہی صاحب نے جو مقام حضور پرنور ﷺ کے غلاموں کیلئے مانا ہے آج کا وہابی اسے حضور ﷺ کیلئے ماننا گوارا نہیں کرتا اور فتویٰ بازی سے باز نہیں آتا۔ وہابیوں کے مولوی محمد انور کشمیری دیو بندی لکھتے ہیں۔ کنز العمال میں ایک حدیث ہے کہ انبیاء کے اجساد ملائکہ کے اجساد پر نشو ونما پاتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا حال حیات دنیوی میں ملائکہ کے حال کی طرح ہے بخلاف عام لوگوں کے...... انبیاء کے فضلات پسینے کے چند قطروں کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔ (فیض الباری ج ۱ ص ۲۵۱) حضور ﷺ سے بشریت کے اعلان کرانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ بظاہر دیکھے جاتے ہیں آپ کی بات مبارک سنی جاتی ہے بظاہر کوئی جنسی مغایرت نہیں آپ ﷺ کے اور لوگوں کے درمیان کوئی حجاب نہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں۔ آپ نے یہ کلمہ تواضعاً فرمایا تاکہ لوگ آپ ﷺ کی طرف متوجہ رہیں اور آپ سے فیض یاب ہونے کی کوشش کریں اور یہ ظاہر ہے کہ جو کلمے تواضعاً کہے جاتے ہیں۔ بزرگوں کیلئے انہیں دہرانا گستاخی ہے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام نے کہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ۔ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا۔ تو کیا ہے کوئی مسلمان جو صفی اللہ کو ظالم کہے حضرت یونس علیہ السلام نے شکم ماہی میں ۴۰ دن پڑھا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾ (انبیاء) ہے کوئی انہیں ظالم کہنے والا۔ سید القوم خادم هم۔ ہے کوئی اپنے سردار کو خادم کہنے والا۔ نہیں بلکہ وہ اسے اپنا سردار ہی کہنے میں اپنی عزت سمجھتا ہے۔ حضور ﷺ نے بحکم خدا اپنی بشریت کا اعلان فرمایا ہے لیکن کسی امتی کو یہ لائق نہیں کہ وہ آپ ﷺ کو بشر بشر کہتا پھرے۔ بشر کہنے والوں سے ہماری ایک عرض ہے کہ آپ جس ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں وہ سراپا بشر ہیں؟ جب آپ سے کوئی پوچھے کہ آپ کس کے بیٹے ہیں تو جواب یہ دیا کریں کہ میں بشر کا بیٹا ہوں' میری ماں بشر میرا باپ بشر۔ جو بات محبوب خدا کیلئے کہنا پسند کرتے ہو وہ بات اپنے ماں باپ اور اپنی ذات کیلئے کہنا کیوں پسند نہیں کرتے؟۔

جواب نمبر ۲

مندرجہ بالا آیات جس محبوب کی ذات ستودہ صفات پر نازل ہوئیں ہیں اس محبوب نے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ (النجم) والی زبان مبارک سے امت مرحومہ کے بہترین لوگوں یعنی صحابہ کرام کو صوم الوصال کے موقع پر عدم مثلیت پر آگاہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ لا تواصلوا۔ قالوا۔ انک تواصل۔ قال لست کاحدمنکم۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۶۳) لاگ و لاگ روزہ مت رکھو صحابہ نے عرض کیا' آپ ﷺ تو ایسے روزے رکھتے ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تم میں سے کسی ایک کی مثل نہیں ہوں۔

(۲) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے۔ آپ علیہ الصلوۃ

والسلام نے ارشاد فرمایا۔ لست مثلکم۔ میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳) انی لست کھیئاتکم۔ مؤطا امام محمد ص ۱۸۹، ابوداؤد ص ۳۲۲ و بخاری ج ۱ ص ۲۵۷۔

(۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث آتی ہے اس کے کلمات یہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ انی لست کھیئتکم۔ بلاشبہ میں تمہاری ہیئت میں نہیں ہوں۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳، ابوداؤد ص ۳۲۲، شفاء ج ۲ ص ۸۰۔

(۴) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ انی لست کھیئتکم۔ بیشک میں تمہاری ہیئت و شکل میں نہیں ہوں۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳)۔

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث کے کلمے ملاحظہ ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ وایکم مثلی۔ اور تم میں سے کون میری مثل ہے؟

(بخاری شریف ج ۱ ص ۲۶۳۔ انی لست کھیآتکم۔ مؤطا امام محمد ص ۱۸۹)۔

صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدھا ثواب ملتا ہے، میں آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے تھے سلام کے بعد جب آپ نے میری کیفیت دیکھی تو فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے اس طرح سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو سنا ہے ٹھیک سنا ہے۔ ولکنی لست کا حدمنکم۔ لیکن میں تم میں سے کسی ایک جیسا نہیں ہوں۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۲۵۳)

سبحان اللہ۔ حبیب خدا، اشرف انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرمائیں میں تم میں سے کسی ایک کی مثل نہیں ہوں اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی عرض کریں۔ "انا لسنا کھیئتک۔ یارسول ﷺ" ہم سے کوئی آپ ﷺ کی مثل نہیں ہے۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۷، ابوداؤد ص ۳۲۵)

یعنی آپ ﷺ سچ فرماتے ہیں کون آپ ﷺ کی مثل ہوسکتا ہے؟ کسے مجال کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کرے؟ یا آپ جیسا بنے؟

جواب نمبر ۳

اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے بارے میں فرمایا ہے۔ ینسآء النبی لستن کاحد من النسآ۔ اے نبی کی بیویو تم عورتوں میں سے کسی کی مثل نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے امہات المؤمنین کو بے مثلیت سے اس لیے متصف فرمایا کہ وہ اس کے محبوب کی گھر والیاں ہیں۔ جب وہ اپنے میکے گھر میں تھیں تو دیگر عورتوں جیسی تھیں جب ان کا تعلق زوجیت حبیب خدا سے ہوا تو وہ دنیا کی تمام عورتوں سے نہ صرف ممتاز ہوئیں بلکہ وہ ایسی بے مثل و مثال بنیں کہ خود اللہ عزوجل نے ان کی بے مثلیت قرآن مجید میں بیان فرمادی۔ مسلمانو! ذرا غور کرو جو بیبیاں ازراہ زوجیت دامن رسول کریم ﷺ سے وابستہ ہوجائیں وہ تو بے مثل و مثال بن جائیں اور محبوب الٰہی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہماری مثل و مثال ہوں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ جس طرح آپ کی ازواج پاک کسی عورت کی مثل نہیں ہیں اس طرح آپ ﷺ بھی کسی مرد کی مثل نہیں ہیں۔

تاریخ اگر ڈھونڈے ثانی محمد ﷺ
ثانی تو بڑی چیز ہے سایہ نہ ملے گا

جواب نمبر ۴

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک بندے اور ایک کتے کا ذکر فرمایا ہے ان کی مختصر داستان ملاحظہ ہو۔ وہ بندہ بلعم باعور تھا جو دنیا کے چکر میں پھنس کر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب یعنی اولیاء اللہ کا دشمن و مخالف بن گیا اور ان سے ہمسری و برابری کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے۔ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ (الاعراف:۱۷۶) اس کی مثال وہ کتے کی مثل ہے اگر اسے بھگاؤ تو وہ زبان لٹکائے اور چھوڑ دو تو بھی زبان لٹکائے۔ یعنی نبیوں ولیوں

سے مقابلہ کرنے والا' ان کی مثل بننے والا' ان کو اپنے جیسا بشر کہنے والا اور ان سے ہمسری کا دعویٰ کرنے والا۔ ان کی مثل تو نہیں بن سکتا ہاں البتہ ایسا گستاخ و بے ادب کتے کی مثل ضرور بن جاتا ہے۔ پناہ بخدا۔ اور دوسرا واقعہ اصحاب کہف کے کتے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ (الکہف:۱۸) اور ان کا کتا غار کے دہانے پر اپنے بازو پھیلائے بیٹھا ہے۔ یعنی غار میں تین سو سال سے زیادہ عرصہ سونے والے ولیوں کی خدمت میں وہ کتا بیٹھا رہا اہل تفاسیر لکھتے ہیں کہ ولیوں کے ادب و خدمت اور ان کی زیارت کے طفیل وہ کتا مینڈھے کی شکل بن کر جنت میں جائے گا۔ (روح البیان تحت آیت ج ۵ ص ۲۲۶) نبیوں ولیوں کی مثل بننے والا بندہ جہنمی ہے اور انکا ادب کرنے والا کتا بہشتی ہے۔

جواب نمبر ۵

اللہ تعالیٰ نے ''جن'' کو اتنی طاقت دی ہے کہ وہ ہر ایک کی شکل و مثل بن سکتا ہے۔ مگر وہ اور ان کا سردار شیطان مردود ہمارے پیارے رسول حبیب خدا ﷺ کی مثل نہیں بن سکتا اور نہ ہی وہ آپ کی مثل بنکر کسی کو یہ دھوکہ دے سکتا ہے کہ میں تمہارا نبی ہوں چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔ سید العلمین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا' عنقریب وہ مجھے حالت بیداری میں بھی دیکھے گا۔ ولا یتمثل الشیطان بی ۔ اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ (۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے کلمے ہیں۔ فان الشیطان لایتخیل بی۔ پس بیشک شیطان میرے تمثل و صورت میں نہیں آ سکتا۔ (۳) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے۔ وان الشیطان لایتزایابی۔ اور تحقیق شیطان میرا ہم شکل و مثل نہیں ہو سکتا۔ (۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے سرکار ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا۔ من رآنی فقدرآی الحق فان الشیطان لایتکوننی۔ جس نے مجھے (خواب) میں دیکھا تو اس نے حق کو دیکھا پس بلاشبہ شیطان میری صورت میں نہیں

آ سکتا۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۳۵ و ص ۱۰۳۶) پہلی حدیث کے تحت بخاری شریف کا حاشیہ بین السطور میں ہے۔ ای لا یحصل له مثال صورتی ولا یتشبه بی۔ دوسری حدیث کے تحت ہے تخیل الشئی له تشبه۔ تیسری حدیث کی شرح میں ہے لا یستطیع ان یصیر مرئیا فی صورتی ۔ چوتھی حدیث کے تحت ہے۔ لا یصیر کائنا فی مثل صورتی۔ یعنی شیطان آپ کی مثل بننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو جو بشر آپ کی مثل ہونے کا دعویٰ کرے وہ تو شیطان سے بھی بڑھ کر نکلا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جواب نمبر ۶

جن آیات کا ترجمہ جواب نمبر ۱ میں گزرا ہے وہابیوں کے قاری طیب صاحب مہتمم دیوبند انہیں آیات کو لکھ کر اور آیت قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ﴿۹۳﴾ (بنی اسرائیل) کو لکھنے کے بعد ارقام فرماتے ہیں۔ بہر حال سارے عجز و نیاز کے کلمات اور یہ مجبوری اور بے کسی کے عنوانات محض اس لیے ان برگزیدہ ہستیوں کیلئے تجویز کیے گئے اور ان سے کہلائے گئے کہ ان بلند پایہ حالات اور ان کے معجزات اور کرامتوں کو دیکھ کر بے بصروں کو ان کی خدائی کا دھوکہ نہ لگ جائے اور جنہیں لگ گیا ہے وہ باقی نہ رہنے پائے۔ (آفتاب نبوت ص ۲۲) یعنی نہ تو وہ اصلی بشر اور بے کس و عاجز و مجبور ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں نور بنایا اور ان کی فضیلت کو نوری فرشتوں سے بھی بڑھایا مگر بشریت وغیرہ کا اعلان محض اس لئے کرایا کہ اندھے انہیں خود خدا نہ کہنا شروع کر دیں۔

شکل بشری دا بس اولا جیویں قرآن نے چولا
متاں آکھ دچہ پوی پھولا پٹا پڑوال گیا پچھدیں

سوال نمبر ۴

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک سارے نبی و رسول شادی بیاہ کھانے پینے اور ہوا وغیرہ کے محتاج تھے یہ احتیاج ان کی بشریت کی

دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

جواب نمبر ۱

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝۲۰ (بقرہ) قدرت الٰہی کا انکار کفر ہے۔ وہ چاہے تو نور کو لباس بشر پہنا دے چاہے تو سراپا بشر کو نور علی نور بنا دے۔ ایک کیمیا گر مختلف دھاتوں کو سونا بنا سکتا ہے تو اس بے نیاز کی قدرت کا عالم کیا ہوگا؟ قرآن وحدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو نوری وبشری صفتوں سے متصف فرمایا ہے۔ حضور ﷺ جب عالم انوار میں تھے تو اوصاف نورانیہ کا ظہور ہوتا رہا اور آپ جب عالم ناسوت میں تشریف لائے تو صفات بشریت ظاہر ہونے لگیں۔ صفات بشریہ کو دیکھ یہ کہنا کہ آپ ﷺ شادی کے کھانے و پینے اور چلنے پھرنے، ہوا و سانس وغیرہ کے محتاج تھے۔ لہٰذا آپ بشر ہی ہیں۔ اہل علم کے نزدیک یہ بات پاگل پن کے سوا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ کو بشر کہنے والے اور اوصاف بشریت کا محتاج ماننے والے ذرا یہ بھی دیکھیں کہ شب معراج آپ عالم عناصر سے اوپر تشریف لے گئے۔ کرہ نار سمیت تمام کروں کو سر کیا اور وہاں گئے جہاں نہ زمین تھی نہ مکان، نہ پانی تھا نہ غذا نہ ہوا تھی نہ فضا۔ یعنی جن چیزوں کا بشر محتاج ہے ان میں سے وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ لیکن سید البشر ﷺ تھے۔ رات کے قلیل ترین حصے میں۔ مسجد اقصیٰ پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں پر پھر وہاں سے عرش معلیٰ پر پھر وہاں سے لامکان پر، اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا اور کروں کو چیرتے ہوئے جانا آنا ثابت ہے جس کا انکار ممکن نہیں (سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کے مطابق۔ عبد مقدس کا روح وجسم کے ساتھ رات کے تھوڑے سے وقت میں۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانے و آنے کا منکر کافر ہے)۔ مگر آپ کیلئے یہ سب کچھ قرآن وحدیثوں سے ثابت ہے جو آپ کی نورانیت کی اعلیٰ دلیل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات ایک مستقل معجزہ ہے قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (النساء:174) معجزہ وہ ہے جو نبی سے دعوائے نبوۃ کے

ساتھ اس کی ذات سے کسی ایسے کام یا صفت کا ظہور ہو جو عادت کے خلاف ہو اور مخلوق میں سے وہ کام نبی کے مقابلہ میں کوئی نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے بشر کی یہ عادت ڈال دی کہ وہ زمین پر رہے۔ ہوا میں سانس لے' جسمانی توانائی کیلئے مادی غذا کھائے۔ مندرجہ بالا چیزوں کے بغیر بشر کا زندہ رہنا یا اس کا آسمانوں پر جانا خلاف عادت ہے۔ نوری مخلوق کی یہ عادت بنائی کہ چشم زدن میں آسمان سے زمین پر اور زمین سے آسمانوں پر جائیں' کھانے پینے' ہوا فضا کے محتاج نہ ہوں' اربعہ عناصر کے بغیر زندہ رہیں' ان کا زمین پر رہنا کھانا پینا وغیرہ ان کیلئے خلاف عادت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اظہار فرماتے ہوئے کائنات میں ایک ایسی ہستی بنائی ہے جو بیک وقت نور بھی ہے اور بشر بھی۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکھف:110) "فرما دیجئے کہ میں (معبود نہ ہونے کی وجہ سے' تمہاری مثل بشر ہوں۔ انا بشر (الحدیث) میں بشر ہوں"۔ باری تعالیٰ نے فرمایا قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (المائدہ) بیشک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔ امام الوہابیہ علامہ ابن تمیمہ نے اپنی تفسیر کبیر ص ۹۳' ج ۱ پر اور دیگر وہابیوں نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نور ہیں اللہ نے فرمایا کہ آپ نور ہیں اور وہابیوں نے حدیث۔ اول ما خلق اللہ نوری کو صحیح تسلیم کیا ہے اور ترمذی شریف کی اس حدیث کو بطور دلیل اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ اللّٰھم اجعلنی نورا یعنی حضور ﷺ نور علی نور ہیں۔ گنگوھی دیوبندی کا حوالہ گزر چکا ہے وہ لکھتے ہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نور خالص تھے۔ نور خالص کو قادر مطلق نے لباس آدمیت پہنا کر دنیاء آب وگل میں فطرتی ذریعہ سے بھیج دیا۔ جب مندرجہ بالا دلائل سے دونوں صفتیں آپ کیلئے ثابت ہو گئیں اور دونوں پر ایمان لانا محقق ہو گیا تو یہ امر واضح ہو گیا کہ آسمانوں پر آپ ﷺ کا بغیر ہوا اور غذا کے زندہ رہنا آپ ﷺ کی نورانیت کی دلیل ہے اور یہ آپ کی پاکیزہ بشریت کا معجزہ ہے اور زمین پر آ کر کھانا پینا شادی کرنا وغیرہ آپ ﷺ کی منزہ بشریت کی دلیل ہے اور یہ معاملات آپ ﷺ کے نور ہونے کی وجہ سے معجزہ ہیں۔ گویا آپ ﷺ کی

ذات بابرکات نورانیت و بشریت کے اعتبار سے مجمع البحرین ہو کر سراپا معجزہ ہے۔ اے مسلمان اگر دل میں ایمان ہے تو ہمارے اس جواب میں غور وفکر کر بہت ساری گتھیاں سلجھ جائیں گی اور تیرا ایمان محفوظ رہے گا۔ یہ جواب ہم نے اپنے مرشد کریم امام اہلسنت کے اس جواب کو سامنے رکھ کر تیار کیا ہے جو انہوں نے معراج النبی نامی کتاب میں دیا ہے۔

جواب نمبر ۲

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کل کائنات کا رسول بنا کر بھیجا ہے ظاہر ہے کہ آپ فرشتوں اور نوری مخلوق کے بھی رسول ہیں اور ان پر بھی رحمت فرمانے والے ہیں اگر آپ کو نور نہ مانا جائے تو نوری مخلوق اپنی لطافت و کمالات کے اعتبار سے اپنے رسول سے بڑھ کر ہو گی اور امتی کو ذات وصفات و کمالات کی وجہ سے نبی و رسول پر فوقیت دینا کفر ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز میں آگے ہونا نص قطعی سے منع ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ① (الحجرات) اے مومنو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ بہت سننے والا بہت جاننے والا ہے۔ بشر اربعہ عناصر کی پیداوار اور اسمیں کثافت کی بھرمار، ملائکہ سراپا نور الانوار، نہایت تیز رفتار و دیگر اعلیٰ صفتوں سے سرشار۔ ہمارا ایمان و اقرار کہ نوری مخلوق اپنی لطافت و نورانیت و کمالات و جملہ صفات میں ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کے کرم و فضل کی مرہون منت ہے کیونکہ وہ بھی امت ہے۔

جواب نمبر ۳

اللہ تعالیٰ نے نوری مخلوق کو بے پناہ طاقت و بیشمار خصائص سے نوازا ہے کہ ان کی گرد راہ کو بشر چھو بھی نہیں سکتا۔ اگر انبیاء کرام کو اپنی جنس بشر مان لیا جائے تو (معاذ اللہ) فرشتے ان خصائص کے اعتبار سے انبیاء کرام و مرسلین عظام سے افضل و اعلیٰ قرار پائیں گے۔ حالانکہ ایمان یہ ہے کہ انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم السلام تمام فرشتوں سے افضل و اعلیٰ برتر

وبالا ہیں۔ پھر اس بات کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ انبیاء کرام کی اصل نور علی نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے انہیں لباس بشریت پہنا کر انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ ان کے پاس فرشتوں سے زیادہ طاقت ہے اور ان کی خصوصیت وفضیلتوں کی گرد راہ کو فرشتے نہ چھو سکے۔ اللھم صل وسلم وبارک علی جمیع الانبیاء والمرسلین۔

جواب نمبر ۴

اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو چالیس دن مچھلی کے پیٹ میں رکھا آپ علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں پڑھتے رہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (٨٧) (الانبیاء) ''اے اللہ۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک میں زیادتی کرنے والوں میں سے تھا''۔ آپ علیہ السلام نے یہ تسبیح متواتر ۴۰ دن تک مچھلی کے پیٹ میں پڑھی ہے۔ امام الوھابیہ حافظ ابن کثیر دمشقی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ قال سعید ابن ابی الحسن البصری مکث فی بطن حوت اربعین یوماً۔ امام ابو حسن بصری کے فرزند ارجمند سعید فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام شکم ماہی میں ۴۰ دن جلوہ گر رہے اس حوت کے ارد گرد دریائی جانور بھی تسبیح میں مشغول رہے۔ (تفسیر ابن کثیر عربی ج ۳ ص ۱۹۷) اس قرآنی واقعہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہوا' فضا' خوراک وغیرہ بشری ضروریات کے ہرگز محتاج نہیں۔ للبث فی بطنہ الی یوم یبعثون۔ قیامت تک اسی حالت میں شکم ماہی میں بیٹھے رہتے نہ کھاتے نہ پیتے اور نہ انہیں موت آتی۔

جواب نمبر ۵

اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے بارے میں فرمایا ہے۔ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا (٢٥) (الکہف) ''اور وہ اپنے غار میں تین سو برس ٹھہرے رہے اور انہوں نے نو برس (اس پر) زیادہ کیے''۔ تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ وہ سال میں ایک مرتبہ دسویں محرم کو کروٹیں بدلتے تھے۔ وہابیوں کے امام حافظ ابن کثیر نے لکھا

ہے کہ سلف الصالحین فرماتے تھے۔ **یقلبون فی العام مرتین**۔ وہ سال میں دو بار کروٹیں چینج کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۸) حافظ صاحب اس سے قبل لکھتے ہیں۔ **جعلهم فيه احياء**۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غار میں زندہ رکھا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۷) انہوں نے غار میں تین سو سال سے زیادہ عرصہ زندگی بسر کی مگر نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ والے کھانے پینے کے محتاج نہیں ہیں وہ بغیر کھائے پیئے بھی زندہ رہتے ہیں۔ جب ولیوں کا یہ حال ہے نبیوں کا عالم کیا ہوگا؟

جواب نمبر ۶

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت سے چلے جانے کا حکم دیا آپ علیہ السلام زمین پر تشریف لے آئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی ج ۱ ص ۱۸۴ پر اور امام اہلسنت غزالی زمان علامہ سید احمد سعید کاظمی التبیان ص ۱۴۹ میں انہی سے ناقل اور امام جلال الدین سیوطی' انیس الجلیس اردو ص ۲۳۵ پر فرماتے ہیں۔ حضرت آدم ابوالبشر فراق وجدائی میں زمین پر آکر دو سو سال بلکہ تین سو سال تک آہ وبکاو گریہ زاری کرتے رہے۔ اس دوران حضرت حوا بھی آپ سے بہت دور تھیں یہاں سوال یہ اٹھتا ہے کہ روئے زمین کے یہ پہلے بشر جو والدین کے بغیر پیدا ہوئے تھے اس دوران کیا کھاتے رہے اور کہاں سے کھاتے رہے؟ مدلل جواب کی زحمت وہ حضرات گوارا فرمائیں جو انبیاء کرام اور اہل اللہ کو اپنے جیسا بشر مان کر انہیں کھانے پینے کا محتاج گردانتے ہیں؟ اور کھانے پینے کی رٹ لگا کر لوگوں کا ایمان برباد کرتے ہیں۔

جواب نمبر ۷

اللہ تعالیٰ نے سورہ النساء آیت نمبر ۱۵۷ و ۱۵۸ میں یہودیوں کی تردید کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ (ترجمہ) اور ان کے اس قول کی وجہ سے (بھی) ہم نے قتل کر دیا کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو حالانکہ نہیں قتل کیا انہوں نے ان کو اور نہ انہیں سولی پر چڑھایا لیکن ان کیلئے (کسی کو عیسیٰ کا) ہم شکل بنا دیا گیا اور بیشک جن

لوگوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا وہ ان کی طرف سے ضرور شک میں ہیں' انہیں ان کا کچھ علم نہیں مگر یہی کہ وہ محض گمان کی پیروی کرتے ہیں اور انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو اپنی طرف (آسمان پر) اٹھالیا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ (ترجمہ البیان ص ۱۵۵) قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات کے ترجمہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ ایمان وعقیدہ رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا گیا۔ (۲) آپ علیہ السلام کو سولی پر بھی نہیں چڑھایا گیا۔ (۳) آپ علیہ السلام کو طبعی موت کا ذائقہ نصیب نہیں ہوا۔ (۴) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں مسلمانوں کا ایمان ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم آسمانوں پر تشریف فرما ہیں۔ قرب قیامت میں تشریف لائیں گے چنانچہ متفق علیہ حدیث جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ملاحظہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ حاکم عادل کی صورت میں نازل ہوں گے' صلیب توڑیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ ختم کریں گے اور بے حساب مال تقسیم کریں گے کہ اسے لینے والا کوئی نہ ہوگا' اس وقت ایک سجدہ دنیا اور اس کے مال ومتاع سے زیادہ بہتر ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ۔ "اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں جو ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے"۔ (النساء: ۱۵۹) یعنی قرب قیامت میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے' اس وقت تمام اہل کتاب ان کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ آپ علیہ السلام انہیں شریعت محمدیہ ﷺ پر چلنے کا حکم دیں گے اس وقت آپ کی حیثیت دین مصطفوی ﷺ کے امام کی ہوگی اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف نازل ہوں گے' وہ شادی کریں گے ان کی اولاد ہوگی' ۴۵

سال دنیا میں رہیں گے پھر وصال فرما کر میرے ساتھ قبر میں مدفون ہوں گے۔ میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان اٹھیں گے (اسے ابن جوزی نے کتاب الوفاج ۲ ص ۸۱۴ پر روایت کیا ہے) مشکوٰۃ المصابیح میں باب نزول عیسیٰ علیہ السلام موجود ہے۔ مندرجہ بالا دو حدیثوں کے علاوہ بھی اس میں دو دیگر حدیثیں بخاری شریف و مسلم شریف سے موجود ہیں۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر ہیں انہیں آپ جیسا بشر کہنے والے اور کھانے پینے کا محتاج جاننے والے یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ آپ علیہ السلام وہاں کیا کھاتے کیا پیتے ہیں؟۔

سوال نمبر ۵

بشر نور سے افضل ہے۔ شب معراج نوری دیکھتے رہے اور سرکار ﷺ بشر ہو کر عرش پر چڑھ گئے؟۔

جواب نمبر ۱

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (النور: ۳۵) اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو زمینوں و آسمانوں کا نور فرمایا ہے اور تمہارے نزدیک بشر نور سے افضل ہے تو کیا بشر اللہ تعالیٰ کے نور سے بھی افضل ہے؟ چھوٹا منہ بڑی بات۔

جواب نمبر ۲

بخاری شریف ج ۲ ص ۹۳۵ اور صحیح ابن حبان ج ۵ ص ۱۴۲، مشکوٰۃ ص ۱۰۶ اور الوفی لابن جوزی ج ۲ ص ۵۰۱ و ابوداؤد ج ۱ ص ۱۹۲ اور مسلم ج ۱ ص ۲۶۰ میں ہے کہ حضور ﷺ دعا مانگتے تھے اور مسلم شریف ج ۱ ص ۲۶۱ میں حضرت ابن عباس کے یہ کلمے موجود ہیں کہ یقول فی صلوتہ اوفی سجودہ آپ نماز میں یا سجدے میں یہ دعا مانگتے تھے۔ اللھم اجعل فی قلبی نورا۔ الخ۔ الٰہی میرے قلب کو نور بنا میری آنکھوں کو نور بنا میرے کانوں کو نور بنا میرے یمین کو نور بنا میرے یسار کو نور بنا میرے فوق کو نور بنا

میرے تحت کو نور بنا میرے امام کو نور بنا میرے خلف کو نور بنا نور کو میرا بنا دے میری زبان کو نور بنا میرے خون کو نور بنا میرے اعصاب کو نور بنا میرے بالوں کو نور بنا میرے چہرے کو نور بنا' یا اللہ نور مجھے دیدے یا اللہ میرے نور کو بڑھا دے **اللھم اجعلنی نورا۔** یا اللہ مجھے نور ہی نور بنا دے۔ (خصائص کبریٰ ج ا ص ۲۰۲) مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے لکھا ہے کہ آپ نے عرض کیا کہ۔ خود مجھ کو نور بنا۔ (امداد السلوک ص ۲۰۲) غیر مقلدوں کے سلمان منصور پوری نے مکمل حدیث نقل کی ہے۔ (رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۲۱۹) اگر بشر نور سے افضل ہوتا تو امام الانبیاء ﷺ اپنے نور بن جانے کی دعا کیوں مانگتے ؟۔ افضل کو چھوڑ کر فاضل کا سوال کیوں کرتے ؟ پھر اس میں افضل کی ناشکری بھی ہے۔ آپ ﷺ کی اس دعا سے معلوم ہوا کہ نور' نور ہی ہے' بشر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا (۲) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ بشروں کو نور اور نوریوں کو بشر بنا سکتا ہے' کیونکہ نبی کبھی محال بات کا خیال دل میں نہیں لاتا۔ اگر یہ ناممکن ہوتا تو حضور انور شافع محشر ﷺ ہرگز یہ دعا نہ مانگتے۔ مولوی رشید احمد گنگوھی دیوبندی لکھتے ہیں۔ پس اگر انسان کے نفس کا روشن (نور) ہونا محال ہوتا تو آنحضرت ﷺ یہ دعا کبھی نہ کرتے کیونکہ محال بات کی دعا کرنا بالاتفاق ممنوع ہے۔ (امداد السلوک)

سوال نمبر ۶

حضور ﷺ اصل نور ہوتے تو اللّٰھم اجعلنی نورا۔ والی دعا کیوں مانگتے۔

جواب۔ حضور ﷺ آخری دم تک یہ دعا مانگتے رہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یا اللہ ہمیں سیدھی راہ چلا۔ تو کیا تم یہی کہو گے کہ اگر آپ ﷺ سیدھی راہ چل رہے ہوتے تو یہ دعا نہ مانگتے' جب تم یہ نہیں کہتے اور اس کیلئے جو تمہارا جواب ہوا سے اس دعا کیلئے بھی مان لیں۔ لیکن میں عرض کرونگا کہ قرآن مجید اس بات کا شاہد ہے کہ آپ ﷺ جب اس دنیا میں آئے تو صدق' ہدایت وھدیٰ ساتھ لیکر آئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہادی بنا کر بھیجا ہے۔ اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط (الشوری) بیشک آپ ﷺ سیدھی راہ کے ہادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ جو آسمانوں و زمینوں کی ہر چیز کا مالک ہے۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ (رعد) ڈرسنانے والے آپ ہی ہیں اور ہر قوم کے ہادی بھی آپ ﷺ ہیں۔ مگر آپ ﷺ نے تو یہ دعا بھی فرمائی بعینہ آپ اصل نور اور نور گر ہیں۔ آپ کے نور مجسم ہونے میں اہل ایمان پختہ یقین رکھتے ہیں مگر آپ نے یہ دعا اس لیے فرمائی کہ امت بھی اپنے آپ کو نور مجسم بنالے۔ چنانچہ وہابیوں کے گنگوھی میاں لکھتے ہیں انسان کے نفس کا روشن ہونا محال ہوتا تو آنحضرت ﷺ یہ دعا کبھی نہ کرتے کیونکہ محال بات کی دعا کرنا بالاتفاق ممنوع ہے۔ ابوالحسن نوری کو نوری کہتے ہیں اس لیے کہ بارہا ان سے نور دیکھا گیا تھا اور بہتیرے خواص و عوام صلحاء و شہداء کی قبرستانوں سے نور اٹھتا دیکھتے ہیں اور یہ نور ان کے نفس زاکیہ کا نور ہے کہ جب نفس کا کام عالی ہو جاتا ہے تو اس کا نور بدن میں سرایت کر جاتا ہے اور (نور) بدن کا مزاج و طبیعت بن جاتا ہے اس کے بعد اگر نفس (روح) بدن سے جدا بھی ہو جاتا ہے تب بھی وہ بدن نور کی آمدورفت کا ایسا ہی منبع و مفنذ (مرکز) بنا رہتا ہے جس طرح زندگی اور نفس کے باقی رہنے کے وقت بنا ہوا تھا۔ (امدادالسلوک ص ۲۰۲) اللّٰهم اجعلنی نورا۔ والی دعا کی حکمت سامنے آ گئی اگر آپ یہ دعا نہ کرتے تو کسی کو بھی جسمانی نورانیت نصیب نہ ہوتی۔ صحابہ کرام و صالحین کاملین کے اجسام مقدسہ بظاہر بشری حیثیت پر تھے حقیقتاً وہ نور تھے چنانچہ وہابیوں کے گنگوھی میاں لکھتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور فرمایا ہے اور شہرت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سای نہ تھا اور ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ ہر جسم کا سایہ ضرور ہوتا ہے اسی طرح آپ نے اپ نے متبعین کو اس قدر تزکیہ اور تصفیہ بخشا کہ وہ بھی نور بن گئے۔ (امداد سلوک)

سوال نمبر ۷

ایک شے کی دو جنسیں ہوں یہ ممکن نہیں لہٰذا حضور ﷺ نور ہیں تو بشر نہیں بشر ہیں نور نہیں ایک ذات کا دو جنس ہونا کیسے ہو سکتا ہے؟۔

جواب نمبر ا۔ حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تک رسائی ممکن نہیں لہذا آپ ﷺ کی ذات پاک کو نورانیت یا بشریت میں محدود کرنا قرین علم و دانش نہیں ہے اہل علم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو جس طرح بے شمار خوبیوں وصفات سے نوازا ہے اس طرح نورانیت و بشریت مقدسہ کی صفات بھی آپ ﷺ کو عطا کردی ہیں۔ یعنی نورانیت و بشریت آپ ﷺ کی صفات جمیلہ میں شامل کامل ہیں جب آپ ﷺ عالم نور میں ہوتے ہیں تو صفات نورانیہ ہویدا ہوتی ہیں اور جب عالم آب وگل میں رونق افروز ہوتے ہیں تو پھر ضروریات بشریت کو اپنے دامن رحمت سے وابستہ کر لیتے ہیں تاکہ انسانوں کیلئے لائحہ عمل مرتب ہو جائے۔ لوگ اس کو معمول حیات بنا کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر لیں۔ ایک ذات میں کئی صفات کا پایا جانا ثابت ہے' انسان کو دیکھ لیجئے کبھی خوش کبھی غمزدہ' کبھی رحم وکرم کا پیکر کبھی غضب وغصے کا مجسمہ' سورج کی نورانیت شک وشبہ سے بالاتر ہے لیکن جب وہ طلوع ہوتا ہے نہایت سرخ لگتا ہے کچھ دیر کے بعد پیلا ہو جاتا ہے پھر وہ سیاہی وسفیدی کے ساتھ روشن ہو کر اپنی کرنیں ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔ والشمس تطلع کل آخر لیلۃ۔ حمراء یصبح لونہا یتورد۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۱۲)

جواب نمبر ۲

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عصائے کلیمی کا ذکر فرمایا ہے' ایک بار اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے عرض کیا هِیَ عَصَایَ ۚ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرٰى ⑱ (طہ) یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور میرے لئے اس میں اور کام ہیں۔ یعنی توشہ اور پانی اٹھانے اور موذی جانوروں کو دفع کرنے اور اعداء سے محاربہ کیلئے کام آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اسے ڈال دے تو آپ علیہ السلام نے اسے ڈال دیا۔ فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ⑳ (طہ) تو وہ سانپ تھا دوڑتا ہوا۔ الاعراف

میں ہے فَاَلۡقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعۡبَانٌ مُّبِيۡنٌ ۝ (اعراف) موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا تو وہ صحیح اژدھا بن گیا۔ اول الخلق ﷺ کی نورانیت پر اعتراض کرنے والا بتائے کہ لکڑی سانپ کیسے بن گئی؟

جواب نمبر ۳

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سامری کا واقعہ بیان فرمایا کہ اس نے زیوروں کو آگ میں ڈال دیا اور انہیں بچھڑے کی شکل میں ڈھال دیا۔ فَاَخۡرَجَ لَهُمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ (طٰہٰ:88) پھر سامری نے لوگوں کیلئے ایک بچھڑا بنا کر نکالا ایک دھڑ جو بچھڑے کی طرح آواز کرتا تھا۔ قرآن نے اس بچھڑے کو اَوۡزَارًا مِّنۡ زِيۡنَةِ الۡقَوۡمِ (طٰہٰ:87) قوم فرعون کے زیور بھی کہا۔ اور بچھڑا بھی؟۔

وہ عجل تھا یا وزر؟ ماجوابکم فھو جوابنا

جواب نمبر ۴

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ وَكَلۡبُهُمۡ بَاسِطٌ ذِرَاعَيۡهِ بِالۡوَصِيۡدِ (الکہف:18) اور ان کا کتا غار کی چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ مولوی شبیر احمد عثمانی وہابی اور مولوی داؤد گوڑ کانوی غیر مقلد وہابی اپنی تفسیروں میں لکھتے ہیں۔ اصحاب کہف کے ساتھ ایک کتا بھی لگ گیا تھا اس پر بھی صحبت کا اثر پہنچا اور وہ صدیوں تک زندہ رکھا گیا۔ اگرچہ کتا رکھنا برا ہے لیکن لاکھ بروں میں ایک بھلا بھی ہے۔

ولله السعدی الشیرازی

پسر نوح بابداں بہ نشست
خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزے چند
پائے نیکاں گرفت مردم شد

یعنی نوح کے بیٹے نے بروں کی صحبت میں بیٹھ کر اپنے خاندان نبوت کو بھلا دیا اور

اصحاب کہف کا کتا چند دن نیکوں کے ساتھ لگ کر بہت سے انسانوں سے بھی اچھا بن گیا۔ (تفسیر گوڑ گانوی ص ۳۵۳۔ و تفسیر عثمانی و موضح القرآن) مولوی عبدالماجد وہابی لکھتے ہیں بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جنت میں دو جانور بھی ہونگے ایک بلعم باعور کا گدھا دوسرا اصحاب کہف کا کتا (ماجدی ج ۱، ۶۰۴) ہر مکتب فکر کے مسلمہ مفسر علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں امام مقاتل کے نزدیک دس جانور مینڈھے کی شکل میں مؤمنوں کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ حضرت صالح علیہ السلام کی ڈاچی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بچھڑا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گائے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی مچھلی۔ حضرت عزیر علیہ السلام کا دراز گوش۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی۔ حضرت بلقیس کا ہدہد۔ اصحاب کہف کا کتا اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ڈاچی **فکلهم يصرون على صورة كبش ويدخلون الجنة ذكره في مشكاة الانور۔** مشکوٰۃ الانوار میں ہے کہ یہ سب مینڈھے کی صورت پر داخل جنت ہوں گے۔ (روح البیان ج ۵ ص ۲۲۶) اس سے ثابت ہوا ایک جنس کا دو صورتوں میں بنا دینا اللہ تعالیٰ کیلئے کچھ محال نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾ (بقرہ) بیشک اللہ ہر چاہے پر قادر ہے۔ فافہم وتدبر۔ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴿۲۰۵﴾ (اعراف)

جواب نمبر ۵

اللہ تعالیٰ نے سیدہ مریم بتول کو فرزند عطا کرنا چاہا اور وہ بھی بغیر عمل زوجیت کے۔ اس کیلئے اللہ تعالیٰ حضرت جبریل امین علیہ السلام کو وسیلہ بنایا اور ان کے ذریعہ بچہ دلایا چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا ﴿۱۷﴾ (مریم) تو ہم نے ان کی طرف اپنے فرشتے (جبریل علیہ السلام) کو بھیجا تو اس نے اس مریم کے سامنے ہو بہو بشر کی شکل بنالی۔ تمام مسلمانوں کا اس پر ایمان ہے اور یہ بھی مانتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کا وزیر ہے جب سیدہ مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ بچہ دلاتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو پورے کا پورا بشر بنا دیتا ہے

اور جب انسان کو ہدایت دلاتا ہے تو جبریل کے آقا اور اپنے محبوب ﷺ کو جامہ بشریت میں ملبوس کر کے بھیج دیتا ہے اگر جبریل علیہ السلام کی بشریت ان کے نور ہونے کی نفی کی دلیل نہیں بن سکتی تو نور علی نور نبی کریم ﷺ کی بشریت طیبہ آپ ﷺ کی نورانیت کی نفی کی علامت بھی نہیں ہو سکتی اور ایک جنس کا دو صورتوں میں ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور اس کی قدرت کا اظہار ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جواب نمبر ۶

سورۃ ہود آیت نمبر ۴۹ سے لیکر آیت نمبر ۸۱ میں اور سورۃ الزاریات آیت نمبر ۲۴ سے لیکر آیت نمبر ۳۷ میں دیکھیں کہ نوری فرشتے شکل بشری میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں تشریف لائے اور آپ نے ان کیلئے خوردونوش کا انتظام فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس وہ امرد بنکر آئے تو لوطیوں نے انہیں اپنی ہوس کا نشانہ بنانا چاہا تو انہوں نے اپنی اصلی شکل ظاہر فرما کر لوطیوں کے حواس باختہ کیے۔ جس محبوب خدا مختار ارض وسماء کے غلاموں کی حالت وطاقت یہ ہے تو اس حبیب الٰہی باذن اللہ مالک خدائی کا مقام ومرتبہ کیا ہوگا۔ فافہم وتدبر۔ ایک غیر مقلد نے کہا کہ نور، لباس بشر میں نہیں آ سکتا؟ ہم نے مندرجہ بالا آیات سے اس کی توضیح کی تو وہ شرمندہ ہو کر محفل سے بھاگ گیا۔

جواب نمبر ۷۔ متعدد حدیثوں میں آیا ہے کہ فرشتے بشکل بشر دنیا میں آئے اور عام انسانوں سے گفتگو کرتے رہے ان کی مشکل کشائی وحاجت روائی کر کے وہابی عقیدوں کی بیخ کنی کر کے جماعت اہل سنت کے عقیدوں کو ترجیح دیتے رہے۔

مشکل کشا فرشتہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور پرنور ﷺ سے سنا۔ آپ نے ارشاد فرمایا بنی اسرائیل کے تین شخص ایک کوڑھی دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا

تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمانے کا ارادہ فرمایا تو ان کے پاس ایک فرشتہ (بشکل بشر) بھیجا۔ وہ کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھے کون سی چیز اچھی لگتی ہے اس نے کہا اچھا رنگ اور تندرست جلد اور میری یہ بیماری دور ہو جائے اور لوگوں کی نفرت سے بچ جاؤں تو فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیر کر اسے خوبصورت رنگ دے کر اور اس کی جلد کو ٹھیک کر کے اسے تندرست کر دیا۔ فرشتے نے پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے اس نے کہا اونٹ۔ تو فرشتے نے اسے حاملہ اونٹنی دے دی اور دعائے برکت فرما دی پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آ گیا اور اس سے پوچھا تجھے کیا چیز پسند ہے اس نے کہا میرا گنج دور ہو جائے اور میرے سر پر خوبصورت بال اگ آئیں۔ فرشتے نے اس کے گنج پر ہاتھ پھیر کر بہترین بال اگا دیئے اور پوچھا تجھے کون سا مال چاہیے اس نے کہا میں گائے کا متوالا ہوں فرشتے نے اسے گابھن گائے عطا فرما دی اور دعا برکت کر کے اندھے کے پاس چلا آیا اور اس سے دریافت کرنے لگا تجھے کیا چاہیے اس نے کہا مجھے بینائی مل جائے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ پاؤں، فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر اسے بصارت عطا کر دی پھر پوچھا تجھے کون سا مال چاہیے۔ اس نے کہا میں بکریوں کا خواہشمند ہوں فرشتے نے اسے ایک گابھن بکری دے دی اور دعا برکت فرما کر چلا آیا۔ تینوں کے مال میں اتنی برکت ہوئی کہ جنگل بھر گئے غیب کی خبریں دینے والے محبوب دانائے ...... علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر فرشتہ کوڑھی کے پاس اس کی ہیئت میں آ کر کہنے لگا میں مسکین ہوں، معذور ہوں سفر میں میرا سارا سامان ختم ہو گیا ہے آپ سے اللہ کے نام کا سوال ہے جس نے تجھے یہ رنگ و روپ عطا فرمایا ہے ایک اونٹ دیدے تاکہ میں منزل مقصود پر پہنچ جاؤں۔ اس نے جواب دیا ذمہ داریاں بہت ہیں (اونٹ نہیں دے سکتا) فرشتے نے کہا میں نے تجھے پہچان لیا ہے تو وہی کوڑھی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے تھے تجھ پر اللہ نے کرم کیا تھا۔ وہ کہنے لگا اس مال کا میں باپ دادے سے وارث چلا آرہا ہوں۔ فرشتے نے کہا اگر تو غلط کہتا ہو تو تجھے اللہ تعالیٰ ویسا ہی کر دے (تو ایسا ہی ہو گیا) پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس

سے بھی وہی گفتگو کی گنجے نے اسے کچھ نہ دیا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو ایسا ہو جائے جیسا پہلے تھا (تو وہ ویسا ہی ہو گیا) اس کے بعد وہ فرشتہ نابینا بن کر اندھے کے پاس آ گیا اور دست طلب دراز کیا اندھے نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا تم جو چاہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو فرشتے نے کہا تمہارا مال تمہیں مبارک ہو میں تمہارا امتحان لینے آیا تھا اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوا اور تمہارے ساتھیوں سے ناراض ہو گیا۔

(بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص ۱۶۵، ۱۶۶)

مالک کونین ہیں گو کچھ پاس رکھتے نہیں
دونوں جہاں کی نعمتیں ان کے خالی ہاتھ میں

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھے اچانک ایک (رجل) مرد حاضر ہوا جو عمدہ سفید لباس پہنے ہوئے تھے ان کے بال گہرے سیاہ تھے ...... حضور ﷺ نے فرمایا وہ جبرئیل امین تھے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث) نیز بخاری و مسلم میں حدیث ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا واحیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں آکر مجھ سے کلام کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۲)

باب دوازدہم

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور

مسئلہ نورانیت

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہونا اور تمام مخلوقات سے پہلے ہونا ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کا انکار آفتاب نیمروز کے انکار کی مانند ہے۔ وہابی مولوی بھی اس کے معترف ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول الخلق ہیں اور نور علی نور ہیں چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی وہابی لکھتے ہیں۔ احکام ابن القطان میں منجملہ ان روایات کے جو ابن مرزوق نے ذکر کی ہیں حضرت علی بن الحسین (یعنی امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے وہ اپنے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وہ ان کے جد امجد یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا (نشر الطیب ص ۹) اس روایت سے ثابت ہوا۔ امام باقر، امام زین العابدین، امام حسین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خود امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایمان وعقیدہ یہی تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات نور ہی ہے اور سب سے اول

مولوی اشرف علی وہابی نے اس حدیث پاک کو صحیح مان کر اپنی کتاب میں لکھا اور مزید برآں یہ بھی فرمایا کہ اگر چودہ ہزار برس سے زیادہ کی روایت نظر پڑے تو اس میں شبہ نہ کریں اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ تھانوی صاحب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور مانتے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ہزاروں سال پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی وجود مسعود کو تسلیم کرتے تھے۔ وہابیوں کے مولوی ذوالفقار علی دیوبندی لکھتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اول مخلوق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حق تعالیٰ نے اول تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔ پھر اس نور کو پھیلایا اور اس سے لوح وقلم وعرش و

کرسی وملک وملکوت وعالم وآدم کو پیدا کیا (عطر الورد وص ۲۲ ونشر الطیب) قاری محمد طیب وہابی لکھتے ہیں۔ آفتاب نبوت بشری ازل سے چمکا اور کائناتی ابد تک چمکتا رہے گا اس دوران میں نہ اس کے نور کا کسی وقت انقطاع ہوا اور نہ ہوگا' کہیں بلا واسطہ اور کہیں بالواسطہ روشنی اسی کی کام کرتی رہی اور کرتی رہے گی۔ (آفتاب نبوت نے فرمایا) سب سے پہلے میرے ہی نور کو اللہ نے پیدا کیا میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم مٹی اور پانی کے درمیان میں تھے اور ان کا ڈھانچہ خمیر کیا جا رہا تھا۔ (آفتاب نبوت ص ۲۳۹) مولوی محمد اسلم قاسمی وہابی رقمطراز ہیں۔ آپ ﷺ کا نور اس پوری کائنات سے پہلے پیدا کیا گیا اور جیسا کہ مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے آپ ﷺ کی تخلیق ہی اس پورے عالم کی تخلیق کا سبب ہے چنانچہ ابن عساکر نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روات کی ہے کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ سے فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تو آپ ﷺ کو اپنا محبوب بنایا ہے میں نے اپنے لیے آپ سے زیادہ شریف وعزیز کوئی چیز پیدا نہیں کی میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ انہیں دکھاؤں کہ میرے نزدیک آپ ﷺ کا کتنا رتبہ اور مرتبہ ہے اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا' اسی طرح سیرۃ النبویۃ والاثار المحمدیہ میں حاکم کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر رسول اللہ ﷺ کا نام نامی لکھا ہوا دیکھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تھا کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا۔ نیز مختلف سندوں سے ایک روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کے دل میں ڈالا کہ وہ یہ کہیں۔ اے پروردگار! تو نے میرا لقب ابو محمد کیوں رکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے آدم اپنا سر اٹھا آدم نے سر اٹھایا تو ان کو عرش کے پردوں میں آنحضرت ﷺ کا نور نظر آیا' انہوں نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے پروردگار یہ نور کیا ہے؟ جواب ملا یہ نور میرے نبی کا نور ہے جو تمہاری اولاد میں ہوں گے۔ آسمانوں میں ان کا نام احمد ہے اور زمین میں محمد ہوگا

اگر وہ نہ ہوتے تو نہ میں تمہیں پیدا کرتا اور نہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا۔

(سیرت حلبیہ مترجم ج ا ص ۱۴۵ و ص ۱۴۶)

مولوی وحید الزمان غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ابتدا حضرت محمد ﷺ کے نور سے فرمائی۔ اس کے بعد پانی و عرش و ہوا و نون و قلم و لوح اور عقل کو پیدا کیا' آسمانوں' زمینوں و مافیہا کی تخلیق کا مرکز اول نور محمدی ﷺ ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۵۶ حصہ اول) ہندوستانی وہابیوں کے پہلے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی المتوفی ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء حضور پر نور ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ہے اول ہی پیدا ہوا ان کا نور
بہ ظاہر کیا گو کہ آخر ظہور
کہ جب سب سے اکمل وہ انسان ہوا
تو بے شک وہ تصویر رحمان ہوا

(ارمغان نعت ص ۱۱۴)

اسماعیل دہلوی کے بھانجے مولوی محمد علی نے اپنے اور اپنے ماموں کے پیر و مرشد سید احمد بریلوی کی ستائش میں ۱۲۹۹ھ میں مخزن احمدی نامی کتاب لکھی ہے اس کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔ وہ لکھتے ہیں۔

پس از نور احمد زملک قدم   تو در ملک ہستی نہادی قدم
تو اول خدا را نمودی سجود   زتو کائنات آمد اندر وجود

اللہ تعالیٰ کے بعد ملک قدم سے نور احمد ہی ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ملک ہستی میں قدم رکھا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے اللہ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ کی وجہ سے کائنات بنی ہے۔ (مخزن احمدی ص ۳) وہابیوں کے مولوی سلیمان غیر مقلد لکھتے ہیں۔

مسند ارائے نبوت بود او در قدس گاہ   منجدل چوں آدم بود درمیان ماء و طین
احتشام او ہویدا از کلام ذوالجلال   نور او پیدا وہم پنہاں بآیات مبین

آپ قدس گاہ میں مسند نبوت پر جلوہ گر تھے جب آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان خمیر تھے۔ آپ ﷺ کی عزت و عظمت کلام ذوالجلال سے ظاہر ہے آیات مبین کے حوالے سے آپ ﷺ کا نور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی (الجمال والکمال ص ۳۵) امام اہلسنت سیدی غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

اجسام سے قبل عالم امر میں ذوات انبیاء علیہم السلام کا موجود ہونا نص قرآن سے ثابت ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ ذات محمدی ﷺ بطریق اولی عالم ارواح میں موجود ہو...... رہا یہ امر کہ خلقت محمدی تمام کائنات اور خصوصاً جمیع انبیاء کرام علیہم السلام کی خلقت سے پہلے ہے تو اس مضمون کی طرف قرآن کریم کی بعض آیات میں واضح اشارے پائے جاتے ہیں اور احادیث صحیحہ میں تو صراحتاً وارد ہے کہ حضور ﷺ اول خلق ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے پہلے حضور ﷺ کی ذات مقدسہ مخلوق ہوئی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (بقرہ:253) ترجمہ۔ یہ سب رسول ہیں فضیلت دی ہم نے ان کے بعض کو بعض پر ان میں سے وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور بعض کے درجے بلند کیے۔۔۔ جن کے درجے بلند کیے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں حضور ﷺ کے درجوں کی بلندی اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ درجات خلقت میں بھی حضور ﷺ کا درجہ سب سے بلند ہے اور آپ ﷺ سب سے پہلے مخلوق ہو کر سب کی اصل ہیں۔ (میلاد النبی ﷺ)

نور محمد ﷺ اور آدم علیہ السلام

مولوی محمد اسلم قاسمی وہابی کی ترجمانی ملاحظہ ہو چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا تو یہ نور ان کی پیٹھ میں رکھ دیا یہ گویا اس وقت ہوا کہ آپ بھی نور کی صورت میں تھے...... آگے روایت آئے گی کہ آپ ﷺ کا نور ساری مخلوقات سے پہلے پیدا کیا گیا۔ بلکہ یہ مخلوقات آدم اور ان کی اولاد کو اسی نور سے پیدا کیا گیا۔ اس صورت میں بیان اس کی وضاحت کرنی پڑے گی کہ آدم علیہ السلام کو آپ ﷺ کے نور سے پیدا کیا

گیا اور پھر یہ نوران کی پیٹھ میں ڈالا گیا۔ چنانچہ گزشتہ حدیث میں گزر چکا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا تو یہ نوران کی پیٹھ میں رکھدیا۔ یعنی پھر یہ نوران کی پیشانی میں دمکتا تھا اوران کے سارے نور پر غالب رہتا تھا۔ (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۱۴ و ص ۱۱۵)

نواب آف غیر مقلد میاں صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں۔ پس آنحضرت ﷺ کہ نور او اتم و اکمل از جمیع انوار مؤمناں باشد آتش در برابر وے کجا استد نور وے کہ در ناصیہ آدم بود سپس در ناصیہ خلیل تا آنکہ بناصیہ عبداللہ رسید چہ کارہا کردا ینجا کہ خود بے واسطہ جلوہ گر باشد چہ کار کند۔ ترجمہ از روئے حدیث مؤمنوں کے نور سے جہنم کی آگ بجھ جائے گی پس حضور ﷺ جن کا نور تمام مؤمنوں کے نور سے بہت زیادہ اور بہت مکمل ہے اس کے سامنے آگ کیسے ٹھہرے گی (بلکہ گلستان بن جائے گی) جب آپ ﷺ کا نور حضرت آدم علیہ السلام و حضرت ابراہیم علیہ السلام تا آنکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانیوں میں رہ کر مشکل کشائی کر چکا ہے جب بغیر واسطہ کے جلوہ گر ہوگا تو کیا خوب مشکل کشائی کریگا۔ (بغیۃ الرائد ص ٦٠) تفسیر کبیر ج ۱ تحت آیت اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ (بقرہ:34) عصیدۃ الشہدۃ ص ۱۰۲ شرح قصیدہ بردہ از شیخ زادہ ص ۱۰۰ ٗ زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۴۹ و مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۰ ٗ مقالات کاظمی ج ۱ ص ۵۸ میں لکھا ہوا ہے کہ حضور ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ودیعت فرما دیا تھا۔ اس نور کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کا چہرہ مبارک شمس و قمر کے نور کی طرح چمکتا تھا۔ امام ابن جوزی فرماتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام آپ ﷺ کے نور کی تسبیح پڑھنے کی آواز سنتے تھے۔ (المیلاد النبوی ﷺ) حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین لکھا ہوا تھا۔ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۔ وہابیوں کی کتاب نشر الطیب کے ص ۱۱ پر لکھا ہوا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا سے نکاح کے وقت ۲۰ مرتبہ درود شریف پڑھ کر حق المہر ادا کیا۔ محدث ابن جوزی ٗ امام قسطلانی ٗ علامہ زرقانی اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی روایت لاتے ہیں کہ جب حضرت حوا حضرت شیث سے حاملہ ہوئیں تو نور محمدی ﷺ

پشت آدم سے بطن ہوا میں جلوہ گر ہو گیا اس لئے حضرت شیث تنہا پیدا ہوئے۔ (الوفی ج ۱ ص ۳۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں تھے تو آپ ﷺ کہاں تھے فرمایا میں ان کی صلب میں تھا اور جب وہ زمین کی طرف آئے تو میں ان کی پشت میں تھا اور جب نوح علیہ السلام کشتی پر سوار تھے تو میں ان کی پشت میں تھا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو میں ان کی صلب میں تھا۔ میرے آباء و امہات میں سے کوئی بھی زنا کار نہ تھا میں ہمیشہ پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا ہوں جو سب سے اچھے اور مہذب لوگ تھے اللہ تعالیٰ نے میری نبوت کا وعدہ لیا تو تورات میں میری بشارت دی انجیل میں میرے نام کو شہرت بخشی زمین میرے چہرے کے نور سے چمک اٹھی اور آسمان میر رویت سے روشن ہوا۔ (الشفا ج ۱ ص ۴۸ و ص ۱۰۰، الوفی ص ۳۵، البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۵۸) قبل ازیں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار مع ترجمہ گزر چکے ہیں انہوں نے حضور ﷺ کی صدارت میں سرکار ﷺ کے مندرجہ بالا اوصاف بیان فرمائے اور سرکار ﷺ سے دعائیں لیں۔ محمد اسلم قاسمی وہابی ترجمانی کرتے ہیں کہ حضرت مدرکہ میں آنحضرت ﷺ کا نور جھلکتا تھا۔ (سیرت حلبیہ مترجم ج ۱ ص ۷۷) حضرت نزار کی آنکھوں کے درمیان نور نبوی نظر آتا تھا (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۷۹) مولوی اشرف علی تھانوی وہابی لکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا نور مبارک جب عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے ایک دن حطیم میں سو گئے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ آنکھ میں سرمہ لگا ہے سر میں تیل پڑا ہوا ہے اور حسن و جمال کا لباس زیب بدن ہے ان کو سخت حیرت ہوئی کہ یہ کس نے کیا ہے ان کے والد ان کا ہاتھ پکڑ کر کاہنان قریش کے پاس لے گئے اور سارا واقعہ بیان کیا انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو نکاح کا حکم دیا ہے چنانچہ انہوں نے پہلے قیلہ سے نکاح کیا اور ان کی وفات کے بعد فاطمہ سے نکاح کیا اور وہ عبداللہ آپ کے والد ماجد کے ساتھ حاملہ ہو گئیں۔ عبدالمطلب

کے بدن سے خوشبوء مشک آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کا نوران کی پیشانی میں چمکتا تھا اور جب قریش میں قحط ہوتا تھا تو عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑ کر جبل ثبیر کی طرف جاتے تھے اور ان کے وسیلہ سے حق تعالیٰ کے ساتھ تقرب کرتے اور بارش کی دعا مانگتے تو اللہ تعالیٰ برکت نور محمدی ﷺ کے باران عظیم رحمت فرماتے۔ (کذافی المواہب' نشر الطیب ص ۲۰) جب ابرہہ بادشاہ خانہ کعبہ منہدم کرنے آیا تو عبدالمطلب چند آدمی قریش کے ساتھ لیکر جبل ثبیر پر چڑھے اس وقت نور مبارک عبدالمطلب کی پیشانی میں گول بطوز ہلال کے ظاہر ہو کر خوب درخشاں ہوا۔ یہانتک کہ شعاع اس کی خانہ کعبہ پر پڑی عبدالمطلب نے یہ دیکھ کر قریش سے کہا۔ پھر چلو یہ نور اس طرح میری پیشانی میں جو چمکا۔ دلیل ہے کہ ہم غالب رہیں گے۔ (نشر الطیب ص ۲۱) حضرت عبدالمطلب سفید رنگ خوبرو اور دراز قامت انسان تھے ان کی پیشانی سے نور نبوت اور ملکی عزت و وقار جھلکتا تھا اور وہ پکے موحد تھے۔ (محمد رسول اللہ ﷺ ص ۱۹) حضرت عبداللہ قریش میں سب سے زیادہ حسین اور خوبصورت تھے۔ آنحضرت ﷺ کا نوران کے چہرے میں اس طرح چمکتا تھا جیسے روشن ستارہ ہو (سیرت حلبیہ مترجم ج ۱ ص ۱۳۶) آپ ﷺ کا نور حضرت عبداللہ سے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں منتقل ہو گیا (محمد رسول اللہ ﷺ ص ۲۴ و سیرت حلبیہ مترجم ج ۱ ص ۱۳۸) تھانوی وہابی نے سیرۃ ابن ہشام کے حوالے سے لکھا ہے کہ حمل رہنے کے وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصری علاقہ شام کے محل ان کو نظر آئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۶) اس نور کا دیکھنا اس قصہ کے علاوہ ہے جو عین ولادت کے وقت اسی طرح کا واقع ہوا...... محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی اس میں سے عطا اور ابن عباس بھی ہیں کہ آمنہ بنت وہب (آپ کی والدہ ماجدہ) کہتی ہیں کہ جب آپ یعنی نبی ﷺ میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا۔ (کذافی المواہب' نشر الطیب ص ۲۲ و ص ۲۳) مولوی محمد اسلم قاسمی وہابی لکھتے ہیں۔ پھر وہ مبارک دن آ گیا۔ بارہ ربیع

الاول پیر کے روز بیس اپریل ۵۷۱ء کو صبح کے وقت جناب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں ولادت ہوئی اور دنیا و آخرت کی برکتیں لے کر ایک سراپا نور بچہ دنیا میں تشریف لے آیا۔ آپ ﷺ ہی پیغمبر آخر الزمان رحمت عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھے۔ (سیرت پاک ص ۶۲) جب آپ ﷺ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے بیچ سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوتا تھا۔ (نشر الطیب ص ۱۵۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گویا آپ کے چہرے انور میں آفتاب چل رہا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸) اور جب آپ ﷺ مسکراتے تھے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھی اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک مثل تلوار کے (شفاف) تھا انہوں نے کہا نہیں بلکہ مثل آفتاب اور ماہتاب کے تھا...... حضرت ام معبد نے کہا آپ سب سے زیادہ جمیل اور سب سے زیادہ شیریں اور حسین معلوم ہوتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے میں نے آپ ﷺ جیسا نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو دیکھا۔ (نشر الطیب ص ۶۰) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے چاندنی رات میں حضور پرنور ﷺ کو دیکھا پس میں کبھی رسول کریم ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو آپ کے اوپر سرخ جوڑا تھا۔ فاذا هوا حسن عندی من القمر آپ چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔ (شمائل ترمذی ص ۲، دلائل النبوۃ بیہقی ج ۱ ص ۱۹۶، دارمی، مشکوٰۃ ص ۵۱۸) الامام احمد رضا خان نے کیا خوب فرمایا ہے۔

یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

وہابی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ محض بشر ہیں اور آپ میں معاذ اللہ نورانیت نام کی کوئی شئی موجود نہیں اور وہ بھلے مانس سرکار کی پیدائش بچپن لڑکپن جوانی و شادی و اولاد اور کھانے پینے وغیرہ کو دلیل بنا کر مسلمانوں کے ایمان پر شب خون مارتے ہیں مسئلہ بشریت میں ان

کی دلیلوں کے تار پو بکھیر دیئے گئے ہیں یہاں اتنا کہنا مناسب ہے کہ گزشتہ صفحات میں حضور نور مجسم ﷺ کی نورانیت اور بشریت سے اولیت کے دلائل وہابیوں کے کبرا اور معتمد حضرات کی کتب سے منقول ہیں۔ اگر آپ ﷺ نور نہیں ہیں تو تھانوی صاحب' ذوالفقار علی' قاری طیب' محمد اسلم' مولوی اسماعیل' محمد علی وہابی' وحید الزماں' قاضی سلمان' علامہ ابن جوزی' نواب صدیق خان بھوپالی' علامہ ابن کثیر اور محمد رضا مصری وغیرہ وہابیوں اور ان کے بااعتماد بزرگوں نے آپ ﷺ کی نورانیت کا اقرار کر کے اس کی صفت و ثناء کیوں کی ہے؟ کیا یہ سب جھوٹے ہیں اور افترا پر مبنی قصے لکھ رہے ہیں؟ یا کیا یہ سب آپ ﷺ کو نور علی نور مان کر ضلالت کفر و شرک کے گڑھے میں گر گئے ہیں؟ یا سرکار ﷺ کی نورانیت کے منکر و دشمن قعر مذلت میں اپنا ٹھکانہ بنا رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اپنے حبیب کریم ﷺ کو نور فرمایا ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں۔

پہلی آیت

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (المائدہ) "بیشک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب"۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دو چیزوں کی محیت کا ذکر فرمایا ہے۔ (نمبر ۱) نور (نمبر ۲) کتاب مبین۔ جمہور مفسرین نے نور کے بارے میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو نور بنایا ہے لہٰذا اس آیت میں آپ کی نورانیت کا واضح اعلان فرمایا ہے۔ ہمارے استاذ کریم شیخ المناظرین علامہ منظور احمد فیضی متوفی کم جمادی الاخری ۱۴۲۷ھ اپنی کتاب مقام رسول میں اس آیت کے تحت ائمہ اہلسنت کی کتب کے حوالوں کا انبار لگا دیا ہے اور فخر العلماء مولانا ضیاء اللہ قادری علیہ الرحمہ نے الانوار المحمدیہ میں ائمہ اہلسنت کی ۱۸ تفسیروں کے حوالے دیکر آپ ﷺ کی نورانیت کا استدلال مستحکم کیا ہے۔ فقیر پر تقصیر صرف وہابیوں کے حوالوں پر اکتفا کرتا ہے تا کہ سرکار ﷺ کی نورانیت کے منکر پر اس کے گھر کا اثاثہ سامنے آجائے اور وہابی اس عقیدہ کو صرف بریلوی سنی مسلمانوں کا عقیدہ نہ کہے۔ بلکہ جس عقیدے کو وہ بریلوی سنی

مسلمانوں کا ہی عقیدہ سمجھتا ہے اس میں اس کے اپنے کبرا علماء بھی بریلوں کے ساتھ ہیں اور وہابی توپ کے شرکیہ کفریہ گولے کی زد میں یہ بھی ہیں۔

دلیل نمبر ۱: وہابیوں کے پیش رو علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔ **النور هو محمد صلى الله عليه وآله وسلم** ۔ حضرت محمد ﷺ ہی نور ہیں۔ (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۹۳)

دلیل نمبر ۲: مولوی شبیر احمد عثمانی وہابی لکھتے ہیں نور سے خود نبی کریم اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۴۶ نمبر ۱۱ پاک کمپنی)

دلیل نمبر ۳: مولوی عبدالماجد وہابی نے لکھا ہے یعنی **بالنور محمد و کتاب مبین هو القرآن الذى انزله على نبينا**۔ (اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو نور بنایا ہے اور کتاب مبین قرآن ہے جسے اس نے ہمارے نبی ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔

(تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۲۴۴ نمبر ۷۳)

دلیل نمبر ۴: مولوی عبدالماجد وہابی تفسیر قرطبی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ **"نور قیل محمد"** (ﷺ) (نور کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ ہیں)۔

(تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۲۴۴ نمبر ۷۳)

دلیل نمبر ۵: مولوی رشید احمد گنگوہی وہابی نے لکھا ہے۔ نور سے مراد حبیب خدا ﷺ کی ذات مراد ہے۔ (امداد السلوک ص ۲۰۱)

دلیل نمبر ۶: مولوی اشرف علی تھانوی وہابی لکھتے ہیں۔ یہ ایک مختصر سی آیت ہے اس میں حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی دونوں نعمتوں کا عطا فرمانا اور ان دونوں نعمتوں پر اپنا احسان ظاہر فرمانا بیان فرمایا ہے ان دونوں نعمتوں میں ایک تو حضور ﷺ کا وجود باجود ہے اور دوسری نعمت قرآن مجید کا نزول ہے ایک کو لفظ نور سے ذکر فرمایا ہے اور دوسرے کو کتاب کے عنوان سے ارشاد فرمایا ہے۔

(میلاد النبی ﷺ ص ۶ (طبع تالیفات اشرفیہ ملتان) اشرف المواعظ ص ۱۴۸)

دلیل نمبر ۷: اسی کتاب میلاد النبی ﷺ کے ص ۵ تمہید کے آخری پیرا میں ہے۔

نبی خود نور اور قرآن نور
نہ ہوں کیوں مل کے پھر نور علی نور

دلیل نمبر ۸: تھانوی صاحب فرماتے ہیں۔

لھذا الشھر فی الاسلام فضل
ومنقبة تفوق علی الشھور
ربیع فی ربیع فی ربیع
ونور فوق نور فوق نور.

(ربیع الاول کے مہینے کی اسلام میں فضیلت ہے اور منقبت کی وجہ سے تمام مہینوں سے فوقیت والا ہے) اول ربیع سے مراد ہیں۔ حضور ﷺ اور دوسرا ربیع ہے موسم بہار اس وقت یہ موسم تھا یا یہ کہا جاوے کہ آپ ﷺ کے پیدا ہونے سے بہار آ گئی تھی چنانچہ اس سن کو لوگوں نے۔ سنة الفتح والا بتھاج کہا ہے اور تیسرے ربیع سے مراد ہے مہینہ اور دوسرے مصرعے میں نور فوق نور الخ سے حضور ﷺ ہی مراد ہیں کہ آپ ﷺ میں انوار مجتمعہ (مجموعہ انوار) متزائدہ (بہت زیادہ) تھے۔ میلاد النبی ﷺ ص ۳۶ از تھانوی صاحب)

دلیل نمبر ۹: تھانوی صاحب ایک بار پھر لکھتے ہیں۔ ایک تفسیر یہ ہے کہ نور سے مراد حضور ﷺ ہوں اور اس تفسیر کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اوپر بھی قدجائکم رسولنا فرمایا ہے تو یہ قرینہ ہے اس پر کہ دونوں جگہ جاء کم کا فاعل ایک ہو۔ (النور ص ۳۱)

دلیل نمبر ۱۰: تھانوی صاحب مزید لکھتے ہیں۔ نور کی حقیقت ہے۔ ظاھر بنفسه مظھر لغیرہ (اپنی ذات سے ظاہر ہو اور دوسری چیزوں کو ظاہر کر دے) تو حضور ﷺ کی شان مظہر کے بہت مناسب ہے کہ مراد نور سے آپ ﷺ ہوں۔ (النور ص ۳۱)

دلیل نمبر ۱۱: دیوبندی وہابیوں کی تفسیر معارف القرآن ج ۴ ص ۴۲ میں بحوالہ روح المعانی ج ۶ ص ۸۷ و تفسیر قرطبی ج ۶ ص 118 لکھا گیا ہے۔ نور سے آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات مراد ہے۔ (الانوار المحمدیہ ص ۴۸)

دلیل نمبر ۱۲: مولوی مشتاق احمد وہابی بتصدیق مولوی کفایت اللہ، مولوی محمود حسن، مولوی شبیر احمد عثمانی اور مفتی محمد شفیع وہابی لکھتے ہیں۔ حسب روایت شفاء قاضی عیاض نور سے مراد حضرت رسول اکرم ﷺ ہیں اور کہا تفسیر روح المعانی میں۔ قدجاء کم من اللہ نور

هو نور الانوار و النبی المختار ﷺ والی هذا اذهب قتاده اختاره الزجاج۔

(بیشک آ گیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور وہ نور الانور نبی مختار ہی ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رئیس المفسرین کا یہی مذہب ہے اور استاذ المفسرین زجاج نے اس تفسیر کو پسند کیا ہے) غرض نور اور سراج منیر کا اطلاق حضور ﷺ کی ذات پاک پر اسی وجہ سے ہے کہ حضور نور مجسم ﷺ اور روشن چراغ ہیں نور اور چراغ ہمیشہ ذریعہ وسیلہ صراط مستقیم کے دیکھنے اور خوفناک طریق سے بچنے کا ہوتے ہیں۔ پس حضور ﷺ سراسر نور یقیناً تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے واسطے اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے وسیلہ ہیں اور ایسا وسیلہ کہ حالت حیاۃ میں بھی وسیلہ تھے اور بعد وفات بھی قیامت تک وسیلہ ہیں کیونکہ جو نام اللہ کریم نے اپنے کلام قدیم میں آپ ﷺ کا تجویز فرمایا وہ تمام زبانوں میں حضور ﷺ کی ذات پاک کے واسطے ثابت ہے بلکہ آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے آپ کے جد امجد عبد المطلب کو قریش مصیبت کے وقت ہی نور کے سبب حل مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے۔ (التوسل ص ۲۲ و ص ۲۳۔ انور محمدیہ)

غیر مقلد وہابیوں کے حوالے

دلیل نمبر ۱: مولوی ثناء اللہ غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔ تمہارے پاس اللہ کا نور محمد ﷺ اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی ص ۱۱)

دلیل نمبر ۲: مولوی وحید الزماں غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے۔ نور سے مراد حضرت محمد ﷺ یا دین اسلام۔ (تبویب القرآن ص ۱۴۹)

دلیل نمبر ۳: میاں صدیق حسن غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔ مراد نور سے حضرت ہیں یا اسلام یا قرآن۔ (ترجمان القرآن ج ۱ ص ۸۵۷)

دلیل نمبر ۴: قاضی شوکانی غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔ نور سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (الانوار المحمدیہ ص ۴۷)

دلیل نمبر ۵: نواب صدیق حسن غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے۔ زجاج نے فرمایا۔ نور

سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (الانوار المحمدیہ ص ۴۷)

دلیل نمبر ۶: قاضی سلیمان غیر مقلد وہابی لکھتے ہیں۔ اس آیت میں وجود باجود نبی کریم ﷺ کو نور بتلایا گیا ہے۔ (شرح اسماء الحسنیٰ ص ۱۵۱)

دلیل نمبر ۷: قاضی صاحب دوبارہ لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نور ہے اور اس نے اپنے رسول کو نور بنا کر بھیجا ہے۔ (شرح اسماء الحسنیٰ ص ۱۵۳)

دلیل نمبر ۸: قاضی صاحب تیسری بار لکھتے ہیں۔ اسی (نبی کریم ﷺ) کا مبارک نام سورہ مائدہ میں نور بتلایا گیا ہے' خازن و معالم (تفسیروں) میں نور کو نبی ﷺ ہی کی ذات بتایا ہے۔ (رحمۃ اللعالمین ج ۳ ص ۲۱۹)

دلیل نمبر ۹: حافظ محمد لکھوکوی غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے۔ نور سے مراد محمد ﷺ یا اسلام جو دین ربانی ہے۔ (تفسیر محمدی ص ۴۳)

دلیل نمبر ۱۰: غیر مقلدوں کی من پسند تفسیر موضح القرآن قدیم میں ہے۔ نور روشنی سے حضرت رسول خدا ﷺ کی ذات بابرکات یا مقدس دین اسلام مراد ہے اور بیان کرنے والی کتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔ (موضح القرآن بر حاشیہ قرآن سن ۱۳۳۸ھ)

دلیل نمبر ۱۱: موضح القرآن جدید میں ہے۔ اے اہل کتاب ہمارا رسول محمد ﷺ جس کی آمد کا شدت سے تمہیں انتظار تھا وہ تمہارے پاس آچکا ہے۔ بہت سی ایسی باتیں جو تم کتاب الٰہی سے چھپایا کرتے تھے انہیں کھول کر تمہارے سامنے رکھ رہا ہے اور بہت سی باتوں سے درگزر بھی کر جاتا ہے۔ تمہارے پاس ایک روشنی (محمد ﷺ) کہ کفر کی تاریکی کو دور کرتی ہے اور ایک کتاب مبین (قرآن مجید) آچکی ہے۔

(موضح الفرقان تسہیل موضح القرآن ص ۱۳۱ حاشیہ نمبر ۱۵)

ائمہ مسلمین کا عقیدہ = اجمالی دلائل

مسلمانوں کے اماموں کا عقیدہ یہ تھا کہ حبیب خدا اول الخلق حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سراپا نور تھے یعنی آپ ﷺ ظاہری باطنی حسی معنوی نور تھے ذات بھی نور

صفات بھی نور، وہابیوں کے جنجوہی صاحب امداد السلوک ص ۲۰۱ پر لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی نورانیت کی وجہ سے آپ ﷺ کی متعلقہ تمام چیزیں بھی لطیف و نور بن گئیں۔ امام احمد الصاوی تفسیر جلالین کی شرح میں میں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام نور اس لئے رکھا ہے کہ آپ عقلوں کو روشنی بخشتے ہیں رُشد وہدایت کی راہ ہموار فرماتے ہیں۔ لانه اصل کل نور حسی ومعنوی۔ آپ ﷺ ہر محسوس وغیر محسوس نور کی اصل وبنیاد ہیں (تفسیر صاوی ج ۱ ص ۲۵۸، تفسیر جلالین میں ہے ھو نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم) علامہ فاسی فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا نور محسوس وغیر محسوس ظاہر ہے واضح ہے آنکھوں وعقلوں کو جلا بخش رہا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (مائدہ: 15) میں اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام نور رکھ دیا ہے۔ (مطالع المسرات ص ۲۲۰)

تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص ۲۷ پر ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ۔ رسول یعنی محمدا۔ یعنی محمد رسول اللہ نور ہیں۔ صحابہ کرام بھی حضور ﷺ کو نور مجسم مانتے تھے اور اس آیت والے نور سے سرکار پر انوار کی ذات پاک جانتے تھے امام حکیم ترمذی متوفی ۲۵۵ھ نوادر الاصول میں لکھتے ہیں۔ کان رسول اللہ ﷺ نورا اضاء العالمین۔ رسول اللہ ﷺ نور تھے اپنی ضیا پاشیوں سے عالمین کو چمکا رکھا ہے۔ (جواہر البحار مترجم ج ۱ ص ۱۸۹) حضرت صفیہ بنت عبد المطلب فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کی روشنی کو مات کر رہا تھا۔ میں نے اس روز چھ علامتیں دیکھیں۔ (۱) آپ ﷺ سب سے پہلے سجدہ ریز ہوئے۔ (۲) جب سجدے سے سر اٹھایا تو فصیح وبلیغ زبان میں فرمایا لاالہ الا اللہ انی رسول اللہ (ﷺ) (۳) آپ ﷺ کے چہرہ انور کے نور سے گھر کو منور و روشن دیکھا۔ (۴) آپ ﷺ کو نہلانے کی ضرورت نہ تھی یعنی آپ طیب طاہر پاک و صاف پیدا ہوئے۔ (۵) آپ ﷺ مختون وناف بریدہ تشریف لائے (۶) آپ کے کندھوں کے درمیان لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (شواہد النبوۃ ص ۵۶)

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جس روز سے ہم نے آپ ﷺ کو لیا ہمیں کبھی چراغ جلانے کی ضرورت نہ رہی آپ ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی چراغ سے زیادہ نورانی تھی۔ اگر ہمیں کہیں چراغ کی ضرورت پیش آتی تو ہم آپ ﷺ کو وہاں لے جاتے آپ ﷺ کے نور کی برکت سے تمام مقامات روشن ہو جاتے۔ (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۱۴) آپ جس خطے پر قدم مبارک رکھتے تو اسے بقعہ نور بنا دیتے۔ (مقام رسول ﷺ ص ۲۲۴) امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ خدا عزوجل کے محبوب ﷺ جب مسکراتے تو آپ ﷺ کے دندان پاک بجلی اور برف کے اولوں کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے آپ ﷺ جب کلام کرتے تو آپ ﷺ کے دندان مبارک کے درمیان سے نور نکلتا ہوا نظر آتا۔ (کتاب الشفاء ج ۱ ص ۳۹) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نور علی نور ﷺ کی پنڈلیوں کی نورانیت و چمک دمک کو میں ابھی بھی دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری شریف، الانوار المحمدیہ ص ۹۶)

اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر ۱۔ آپ جس آیت کو حضور ﷺ کی نورانیت کی دلیل قرار دیتے ہیں اس کے آگے جو آیت ہے اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ یھدی بہ اللّٰہ۔ اس میں ہ ضمیر واحد ہے جو نور اور کتاب دونوں کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا نور و کتاب ایک چیز ہے۔ یعنی کتاب ہی نور ہے۔

ازالہ نمبر ۱

غیر مقلد وہابیوں کے مستند مفسر علامہ امام فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ فرماتے ہیں۔ نور اور کتاب دو الگ الگ چیزیں ہیں نور اور کتاب سے قرآن مجید مراد لینا غلط ہے۔ چنانچہ ان کی عبارت ملاحظہ ہو۔ ھذا ضعیف لان العطف یوجب المغایرۃ بین المعطوف والمعطوف علیہ۔ نور اور کتاب کو ایک چیز کہنا ضعیف و کمزور کہانی ہے کیونکہ عطف سے معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت ہوتی ہے (یعنی

اس آیت میں واؤ عاطفہ ہے جو نور اور کتاب کو دو الگ چیزیں ثابت کرنے کیلئے آئی ہے) مفاتیح الغیب تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۹۵۔ الذکر الحسین ص ۱۲، الانوار المحمدیہ ص ۳۷۔ مقام رسول ص ۲۲۴)۔ امام موصوف فرماتے ہیں۔ ان المراد بالنور محمد و بالکتاب القرآن۔ بلاشبہ اس آیت میں نور سے مراد محمد ﷺ اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۹۵۔ الذکر الحسین ص ۱۲) آپ ﷺ کو نور نہ ماننا معتزلیوں کا عقیدہ ہے۔ اگر آپ معتزلی ہیں تو اس کا اعلان کریں۔

ازالہ نمبر ۲

پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر میں ہے کہ اس آیت میں نور سے مراد حضرت محمد عربی ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے ان کے بعد جمہور مفسرین نے یہاں نور سے مراد سرکار کی ذات بابرکات کو قرار دیا اور یہ تفسیر صحیح ہے۔ اگر یہ تفسیر صحیح نہ ہوتی تو علامہ ابن تیمیہ اور اس کے متبعین مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی شبیر احمد عثمانی، مولوی عبدالماجد دریا آبادی اور قاضی سلیمان غیر مقلد وغیرہ وہابی اس آیت میں نور سے مراد ہمارے پیارے نبی پاک ﷺ کی ذات پاک کو نہ مانتے۔ کیا ان سب کو ضمیر کے مرجع کا پتا نہ چلا اور یہ سب کے سب بھیڑوں کی طرح اندھے چاہ میں گرتے رہے اور حضور پرنور ﷺ کو نور مان کر اپنے دین و ایمان کو برباد کرتے رہے۔ نور کے دشمنو، علامہ مرحوم کا فرمان سن لو۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

ازالہ نمبر ۳

واحد کی ضمیر سے یہ مان لینا کہ نور و کتاب ایک چیز ہے تو پھر اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن کے وسیلے سے ہدایت دی ہے۔ اپنے محبوب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہدایت نہیں دی۔ یہ مان کر آپ نے ہادی سبل ختم رسول صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم کو ہدایت کرنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا۔ پناہ بخدا۔ اس سے بڑھ کر اور گستاخی کیا ہوگی؟ حالانکہ قرآن مجید تو فرماتا ہے۔ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷ ۔ آپ ہی تو ڈر سنانے والے اور ہر قوم کو ہدایت دینے والے ہیں۔ پھر فرمایا اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۵۲ ۔ اے محبوب آپ ﷺ تو سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔ پہلی آیت سورہ الرعد نمبر ۷ اور دوسری آیت سورۃ الشوریٰ نمبر ۵۲ نے ثابت کر دیا کہ آپ ﷺ باذن اللہ ھادی ہیں لہٰذا نور سے مراد آپ ﷺ ہی کی ذات مراد ہے اور آپ ﷺ ہی یھدی بہ اللہ کے صحیح مصداق ہیں۔ آپ ﷺ نے قرآن مجید کی عملی تفسیر پیش فرما کر اسے صحیفہ ہدایت ومنبع رحمت ثابت کر دیا۔

ازالہ نمبر ۴

ہم بھی مانتے ہیں کہ قرآن ہادی ہے۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل: ۹) بیشک یہ قرآن وہ ہدایت دیتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔ لیکن قرآن کی ہدایت رہین منت ہے ہادی دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کیونکہ اس کے شارح و حقیقی عامل آپ ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ مثلاً قرآن میں صرف نماز پڑھنے کا حکم ہے اس کے احکام کے ہادی آپ ﷺ ہیں وغیرہ من الارکان۔ لہٰذا ماننا پڑیگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس خطہ ارض پر آپ ﷺ کو مرکزی ھادی بنایا ہے اور قرآن مجید و بیت اللہ شریف وغیرہ آپ کی وجہ سے ھادی ہیں اگر آپ کو یہ منصب نہ ملتا تو اوروں کے ہادی بننے کا کوئی امکان نہ تھا۔

ازالہ نمبر ۵

الحمد للہ علی احسانہ۔ آپ نے بڑے کھلے دل سے قرآن مجید فرقان حمید کو ہادی مان لیا ہے اگر آپ اسے ہادی ماننے سے انکار کر دیتے تو کوئی آپ کا کیا بگاڑ لیتا۔ مگر اب یہ بھی مان لیں کہ قرآن پاک ہمارے پیارے رسول پاک علیہ التحیۃ والثناء کا قول مبارک ہے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا دیا ہے اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ (الحاقہ) بیشک

یہ (قرآن) ضرور رسول کریم کا قول ہے۔ آپ کے بڑے پیشوا جناب ابن تیمیہ حنبلی م ۷۲۷ھ لکھتے ہیں۔ فقال فی الحاقہ...... فالرسول ھنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال فی التکویر...... فالرسول ھنا جبریل۔ (التفسیر الکبیر لابن تیمیہ ج ۴ ص ۵۲ ۳) یعنی سورۃ الحاقہ میں رسول سے مراد حضرت محمد ﷺ اور سورۃ التکویر میں رسول سے مراد حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں۔ نیز اس کے لیے تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۴۱۷ و ص ۴۷۹ ملاحظہ ہو وغیرہ من التفاسیر

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس محبوب کا قول اور جس کے وزیر و امتی و خادم دربان کا قول ہدایت کا سر چشمہ ہے اس محبوب رب کریم کی ذات بابرکات علیہ التحیات کیونکر ہادی نہیں؟۔ جب آپ ﷺ کا قول ہادی ہے تو آپ ﷺ بھی ہادی ہوئے۔ یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ قرآن مجید تمام علوم ظاہری و باطنی دینی دنیوی و اخروی ارضی و فلکی بصری و سمعی وغیرہ کا خزانہ ہے جس محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کے قول کا عالم یہ ہے صاحب قول کے علم کا مرتبہ و مقام کیا ہوگا؟ یا رسول اللہ ﷺ۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا   جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

ازالہ نمبر ۶

ضمیر واحد جن دو چیزوں کی طرف راجع ہو آپ کے نزدیک وہ دونوں چیزیں ایک چیز ہو جاتی ہیں تو پھر اس آیت کے جواب کا کیا بنے گا؟ وَمَا نَقَمُوٓا اِلَّآ اَنۡ اَغۡنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ مِنۡ فَضۡلِهٖ (توبہ:74) اور نہ برا لگا انہیں مگر یہی کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ فضلہ میں ہ ضمیر واحد۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ دونوں کی طرف راجع ہے بتائیے اللہ اور رسول کیا ایک ذات کا نام ہے؟۔

ازالہ نمبر ۷

آپ نے ضمیر واحد سے جس تلبیس کی راہ اپنائی تھی وہ تو ھباءً منثورا ہو گئی ہے۔

اب درج ذیل آیتوں کی ضمیر واحد کا فیصلہ کریں اور یہاں بھی خود ساختہ قانون

استعمال کر کے دکھائیں تا کہ پتہ چلے کہ مرداں چنیں کنند۔ وَإِذَا دُعُوٓا إِلَى ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٤٨﴾ (النور) اور جب وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلائے جاتے ہیں تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے تو اس وقت ان میں سے ایک گروہ روگردانی کر لیتا ہے۔ لیحکم میں ھو۔ ضمیر واحد چھپی ہوئی ہے۔ اور یہاں بھی اس ضمیر سے پہلے اللہ و رسول موجود ہیں جس طرح وہاں اس ضمیر سے پہلے نور اور کتاب ہیں اور۔ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (الانفال: ۲۴) اے مومنو! اللہ و رسول کے بلانے پر (فوراً) حاضر ہو جاؤ جب تمہیں بلائے اس چیز کی طرف جو تمہیں زندہ کر دے گی۔ اس آیت میں دعا۔ واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اور اس میں بھی ھو ضمیر مستتر ہے اور اس سے پہلے اللہ اور رسول ہے۔ تو کیا مندرجہ بالا دونوں آیتوں کی یہ ضمیر بھی یہ ثابت کرے گی کہ اللہ و رسول ایک ہستی کا نام ہے؟ آپ نے نور اور کتاب کو ایک شئی محض ضمیر واحد کی وجہ سے کہا تھا اب اپنا ساختہ قانون یہاں لاگو کر کے دکھائیں؟ یا پھر جس طرح اللہ و رسول الگ الگ ہستیوں کے نام ہیں اس طرح نور اور کتاب کو بھی دو چیزیں تسلیم کر لیں۔ یحیی بھی واحد کا صیغہ ہے۔

ازالہ نمبر ۸

از روئے قرآن مجید اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا انعام ایک، فضل ایک، فیصلہ ایک بلاوا ایک اس طرح نور اور کتاب کی ہدایت بھی ایک اس لئے ضمیر واحد آئی تا کہ معلوم ہو کہ جو ہدایت نور علی نور نبی پاک ﷺ کی ہے وہی ہدایت قرآن مجید کی ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

ازالہ نمبر ۹

وہ دلائل و شواہد جن سے ہمارے پیارے نبی ﷺ کی نورانیت ثابت ہوتی ہے۔ آپ نے انہیں پس پشت ڈال کر اور اپنے بزرگوں کے نورانیت والے اقوال پر پانی پھیر کر محض اپنی ہٹ دھرمی اور چودھراہٹ والی ضد کو اپنے سینے میں ڈال کر قرآن کے لفظ نور سے

قرآن یا اسلام مراد لینا شروع کر رکھا ہے اور اتنا بھی نہ سوچا کہ قرآن آپ ﷺ کا قول مبارک ہے اور رہتی دنیا تک آپ کا چمکتا دمکتا معجزہ ہے اور اسلام آپ ﷺ کی اداؤں کا نام ہے تو جس کے قول و معجزہ اور اداؤں کا نور ہونا محقق ہے اس محبوب کی نورانیت جسمانی و روحانی کا عالم کیا ہوگا؟۔ آپ کو اس بات سے انکار نہیں کہ قرآن مجید ہر حالت میں نور ہے‘ وہ تختی پر ہو یا کاغذ پر۔ کپڑے پر ہو یا پتھر پر پتے پر ہو یا گتے پر‘ مجلد ہو یا محدد ملفف ہو یا مغلف قرآن پاک کا ان حالتوں میں ہونا اس کے نور ہونے کے منافی نہیں تو یہ بھی بگوش ہوش سن لیں کہ صاحب قرآن حبیب خدا مختار دوسرا ﷺ اول الخلق اور مجسم نور بھی ہر حالت میں نور ہیں اور صفات بشریہ کے ظہور کی وجہ سے آپ ﷺ کی نورانیت میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں آ سکتا۔ بلکہ قرآن مجید کو نور ماننے سے پہلے صاحب قرآن محبوب رحمان ﷺ کو نور مان لیں وہ اس لیے کہ کتاب کو پڑھنے سے پہلے دو نوروں کی ضرورت پیش آتی ہے۔ (۱) آنکھ کا نورے (۲) سورج کا نور ان دو میں سے کوئی ایک نور نہیں تو کتاب نہیں پڑھی جا سکتی لہٰذا قرآن پاک کی تفہیم کیلئے نور علی نور نبی ﷺ کی نورانیت و روشنی کی شدید ضرورت ہے اس کے بغیر قرآن سمجھنا ایں خیال است و محال است و جنوں کے مترادف ہے۔

وہابیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے برسوں پہلے کہا تھا۔

نبی خود نور اور قرآن نور نہ ہوں کیوں مل کے پھر نور علیٰ نور

نور و کتاب حضور ﷺ ہیں

امام مکۃ المکرمہ حضرت علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری ارقام فرماتے ہیں۔

وای مانع من ان یجعل النعتان للرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم فانه نور عظیم لکمال ظهوره بین الانوار و کتاب مبین حیث انه جامع الجمیع الاسرار و مظهر الاحکام و الاحوال و الا خبار۔ ترجمہ:۔ اور کون سی رکاوٹ ہے اس بات سے کہ دونوں صفتیں یعنی نور اور کتاب مبین رسول علیہ الصلوۃ والسلام کیلئے ہوں‘

بلاشبہ انوار کے مابین اپنے کمال ظہور کے لحاظ سے آپ ﷺ ہی نور عظیم ہیں، اور آپ ﷺ ہی کتاب مبین ہیں اس حیثیت سے کہ آپ ﷺ تمام اسرار و رموز کے جامع ہیں اور احکام و احوال و اخبار کے مظہر آپ ہی ہیں۔ (شرح شفا علی ھامش نسیم الریاض جلد ۱ ص ۱۱۴۔ مقام رسول ﷺ ص ۲۲۵ و ص ۲۲۶ روح المعانی تحت آیت)۔

مکمل آیت

سورۃ المائدہ کی مکمل آیت ملاحظہ ہو۔ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ۬ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ۝ (المائدہ) ”اے کتاب والو بیشک آ گیا تمہارے پاس ہمارا رسول ﷺ بیان فرماتا ہے تمہارے لئے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپاتے تھے کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے بیشک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور روشن کتاب“۔ (البیان)

مندرجہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ حضور پرنور ﷺ تورات و انجیل کے عالم ہیں۔ (۲) آپ معاف کرتے اور درگزر فرماتے ہیں۔ (۳) آپ ﷺ نور ہیں۔ (۴) آپ کی کتاب روشن ہے۔ وہابیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ نور سے مراد حضور ہوں اور اس تفسیر کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اوپر بھی قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا فرمایا ہے تو یہ قرینہ (دلیل) ہے اس پر کہ دونوں جگہ جَآءَكُمْ کا فاعل ایک ہو۔ نور کی حقیقت ہے۔ خود ظاہر ہو اور غیر کو ظاہر کر دے۔ حضور ﷺ کی شان مظہر کے بہت مناسب ہے کہ مراد نور سے آپ ﷺ ہوں۔ (النور ص ۱۳۱) علامہ آلوسی اور علامہ علی قاری کی توجیہہ بھی خوب تر ہے کہ کتاب مبین بھی آپ ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا تھا۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ تیرے محیط میں حباب

دوسری آیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌؕ
اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ
شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَ
لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ
یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۳۵﴾ (النور)

”اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں چراغ ہو وہ چراغ (شیشہ کے) فانوس میں ہو وہ فانوس گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے (وہ چراغ) برکت والے درخت زیتون (کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ مشرق کے رخ پر ہے نہ مغرب کے وہ بلکہ کسی آڑ کے بغیر کھلے میدان میں ہے، قریب ہے کہ اس کا تیل (آپ ہی) روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے، نور ہے نور۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنے نور تک پہنچا دیتا ہے اور اللہ لوگوں کیلئے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے“۔

(البیان فی ترجمۃ القرآن)

اس آیت مبارکہ میں مثل نورہ سے مراد سرور کشور رسالت ﷺ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ ذیل میں دلیلیں ملاحظہ ہوں۔

دلیل نمبر ۱: حضرت علامہ امام قاضی عیاض (جو سب کے معتمد ہیں) متوفی ۵۴۴ھ ارقام فرماتے ہیں۔ حضرت کعب احبار (متوفی ۳۲ھ) اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۹۵ھ) نے فرمایا۔ مندرجہ بالا آیت میں مثل نورہ سے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی مراد ہے۔ (کتاب الشفاء ج ۱ ص ۱۰۱ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ (اہلحدیث) ملتان)

دلیل نمبر ۲: صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ کا سینہ مبارک مشکوٰۃ ہے اور آپ کا قلب پاک فانوس ہے اور چراغ وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھا ہے وہ شرقی ہے نہ غربی۔ یہودی ہے نہ عیسائی روشن ہے شجرہ مبارک یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نور علی نور ہے یعنی حضرت ابراہیم کا قلب بھی نور اور حضرت محمد ﷺ کا دل مبارک بھی نور ہے۔

(تفسیر خازن ج ۳ ص ۳۵۴ و تفسیر خزائن العرفان ص ۵۶۷۔ تاج کمپنی F/۲۷۸)

دلیل نمبر ۳: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۳۲ھ سے پوچھا۔ مثل نورہ کمشکوۃ کی تفسیر بتاؤ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت میں اپنے نبی ﷺ کی مثال بیان فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کا سینہ پاک مشکوٰۃ ہے، زجاجہ آپ ﷺ کا دل مبارک ہے اور مصباح آپ ﷺ کی نبوت ہے جو نبوت کے مبارک شجر سے روشن ہے اور نور محمد ﷺ کی چمک و نورانیت کا عالم یہ ہے کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا اعلان نہ فرمائیں تب بھی لوگوں پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ آپ ﷺ ہی نبی ہیں۔

(تفسیر خازن ج ۳ ص ۳۵۴۔ تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۱۱، خزائن العرفان)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کیلئے آیا ہے سورہ نور کا

دلیل نمبر ۴: حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۸۳ھ فرماتے ہیں۔ مندرجہ بالا آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین والوں کا ھادی ہے پھر فرمایا۔ حضرت محمد ﷺ کے نور کی مثال، جب وہ اصلاب میں تھا تو طاق کی مانند تھا اور مصباح سے آپ کا قلب پاک مراد ہے اور زجاجہ سرکار ﷺ کا سینہ اقدس ہے گویا وہ موتی کی طرح چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے کیونکہ وہ ایمان و حکمت سے لبریز ہے۔ شجرہ مبارکہ یعنی نور ابراہیمی سے منور ہے، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے نور کو شجرہ مبارکہ سے تعبیر کیا اور قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے، اس سے مراد یہ ہے کہ حضور پرنور سراپا

نور و نور علی نور ﷺ کی نبوت قبل کلام و اعلان لوگوں کے سامنے خود بخود ظاہر ہو جائے۔ (شفاء ج ۱ ص ۱۰ و نسیم الریاض و شرح شفا للقاری ج ۱ ص ۱۰۸ تا ص ۱۱۳ و زرقانی علی المواہب ج ۶ ص ۲۳۸ و ص ۲۳۹۔ مقام رسول ﷺ ص ۲۲۷)

دلیل نمبر ۵: علامہ امام ابو طاہر محمد بن یعقوب صاحب القاموس متوفی ۸۱۷ھ ارقام فرماتے ہیں۔

مثل نوره محمد صلى الله عليه وسلم فى اصلاب آبائه على هذا الوصف۔ مثل نورہ۔ سے حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ہے جو نوری وصف پر آپ ﷺ کے آباء کی پشتوں میں جلوہ فگن رہا۔ (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس ص ۲۲۰)

توقد من شجرۃ مبارکۃ یقول کان نور محمد فی ابراہیم

توقد من شجرۃ مبارکۃ یقول کانہ نور محمد ﷺ

مبارک درخت سے چمکتا ہے فرماتے ہیں کہ وہ نور محمد ﷺ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام میں تھا۔ (تفسیر ابن عباس ص ۲۲۰)

دلیل نمبر ۶: علامہ الحسین الکاشفی متوفی ۹۱۰ھ اور علامہ اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳۷ھ ارقام فرماتے ہیں۔

روح الارواح میں ہے (مثل نورہ) نور محمدی ہے اور مشکوٰۃ حضرت آدم علیہ السلام اور زجاجہ حضرت نوح علیہ السلام اور زیتون حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ (تفسیر حسینی ص ۷۸۰ مطبوعہ تاج کمپنی و تفسیر روح البیان ج ۶ ص ۱۵۶)۔ استاذ محترم شیخ القرآن والحدیث رئیس المحققین والمناظرین علامہ منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ نے مقام رسول ﷺ میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر کبیر ج ۶ ص ۴۰۳ اور امام جلال الملۃ والدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر در منثور ج ۵ ص ۴۸ و ۴۹ اور تفسیر حقانی ج ۵ ص ۲۴۴ کے حوالے بھی آپ ﷺ کی نورانیت کیلئے مندرجہ بالا آیت کے تحت لکھے ہیں۔ مندرجہ بالا اٹھارہ حوالوں سے ثابت ہوا کہ ازروئے قرآن مجید حضور سراپا

نور ﷺ نور علی نور ہیں۔

دلیل نمبر ۷: شیخ الاسلام امام مسجد حرام علامہ علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ ارقام فرماتے ہیں۔ مثل نورہ' ای نور محمد فنور وجهه صلی الله علیه واله وسلم ذاتی لاینفک عنه ساعة فی اللیالی والایام۔ مثل نورہ سے حضرت محمد عربی ﷺ کا نور مراد ہے۔ پس آپ ﷺ کے چہرہ انور کا نور ذاتی ہے جو رات و دن میں کبھی بھی آپ سے جدا نہیں ہوا۔ (جمع الوسائل شرح شمائل ج ۱ ص ۵۶)

دلیل نمبر ۸: الشیخ الامام محمد المہدی الفاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ (مثل نورہ) ای نور محمد صلی الله علیه وآله وسلم حقیقة النور هو الظاهر بنفسه المظهر لغیره۔ مثل نورہ سے حضور ﷺ کا نور ہے اور نور کی حقیقت یہ ہے کہ خود ظاہر ہو اور دوسرے کو ظاہر کر دے۔ (مطالع المسرات ص ۱۰۴)

اپنے بیگانے سب جانتے ہیں کہ سید العالمین شفیع المذنبین ﷺ کا جسمانی طور ظاہر تھا جس کا نظارہ سب کرتے تھے آپ ہی نے اللہ عزوجل کی ذات و صفات قول و فعل کو ظاہر کر دیا اور قرآن مجید و دین اسلام کی حقیقتوں کو اجالا فرمایا۔ جنت و دوزخ کے پنہاں رازوں کو آشکار کیا۔ برزخی احوال، حشر و نشر اور ملائکہ و سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات سے آگاہی بخشی، مشکوٰۃ باب المعجزات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی چرواہے کو بھیڑیے نے حضور پر نور ﷺ کے بارے میں بتایا۔ رجل فی النخلات بین الحرتین بخبر کریما مضی و ما کائن بعدکم۔ ایک محبوب دو پہاڑوں کے درمیان نخلستان مدینہ میں تمہیں ماضی کی خبریں دیتا ہے اور اس کی بھی جو تمہارے بعد ہونے والا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ نے پوری کائنات اور خالق کائنات رب تعالیٰ کی ذات کو ایسا ظاہر کیا کہ اب شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا و مولانا محمد وآله وصحبه وعلی جمیع الانبیاء و المرسلین الی یوم الدین

مثل نورہ اور وہابی

دلیل نمبر۹: وہابیوں کے مستند مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی۔ اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (النور:35) کے تحت لکھتے ہیں حضور ﷺ رات کی تاریکی میں اپنے رب عزوجل کو۔ انت نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔ کہہ کر پکارتے اور اپنے کان، آنکھ، دل ہر ہر عضو بلکہ بال بال میں اس سے نور طلب فرماتے تھے اور آخر بطور خلاصہ فرماتے۔ واعظم لی نورا۔ یا" واجعلنی نورا۔ یعنی میرے نور کو بڑھا بلکہ مجھے نور ہی نور بنا دے۔ (تفسیر عثمانی ص ۴۷۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُجِیۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (بقرہ:186) قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو جب مجھ سے دعا مانگے۔ (ترجمہ: محمود حسن دیوبندی) مسلمانوں کا ایمان ہے کہ سرکار ﷺ کی ہر دعا درجہ اجابت پر پہنچی اور سرکار ابد قرار ﷺ نور علی نور ہیں چنانچہ وہابیوں کے مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات کو اتنا مطہر بنا لیا کہ نور خالص بن گئے۔

(امدادالسلوک ص ۲۰۱)

وہابیوں کے مولوی سلیمان غیر مقلد (اللھم اجعل فی قلبی نور الی آخرہ۔ بخاری ج ۲ ص ۹۳۵) مکمل حدیث مع ترجمہ لکھنے سے پہلے لکھتے ہیں۔ حبیب اللہ ﷺ کی دعائے ذیل پر غور کرو اور دیکھو کہ مجیب الدعوات سے رزانہ کسی شے کا سوال ہے؟ کیا ذات سبحانی کسی کا سوال رد بھی فرماتی ہے؟ (رحمۃ للعالمین ج ۳ ص ۲۱۹) موصوف مکمل حدیث مع ترجمہ لکھنے کے بعد۔ حضرت کعب بن زہیر کے قصیدہ "بانت سعاد" کا مصرعہ لکھتے ہیں۔

ان الرسول کنور لیستضاء بہ

بیشک رسول اللہ ﷺ نور ہیں آپ ﷺ سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

(رحمۃ للعالمین ص ۲۱۹ ج ۳)

دلیل نمبر ۱۰: مولوی محمد لکھوکوی غیر مقلد وہابی مثل نورہ کی تفسیر منظیما لکھتے ہیں۔

ابن عباس نے کعب احباروں وچہ معالم لیایا
جو نور اللہ دا نبی محمد سینہ طاق ٹھہرایا
تے دل اسدا قندیل جو شیشہ اندر طاق ٹکایا
تے دیوا نور نبوت دل وچ رکھ نبوت آیا

معلوم ہوا دیوبندی غیر مقلد وہابی بھی ہمارے پیارے رسول حبیب خدا مطلوب دوسرا ﷺ کو نور مانتے تھے اور آپ ﷺ کی نورانیت کی تمام دلیلوں کو حق تصور کرتے تھے۔ اب آجکل کے وہابیوں کو چاہیے کہ وہ بھی ہمارے پیارے سب کے سہارے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو نور مان کر اپنے بڑوں کی لاج رکھ لیں اور ضد چھوڑ کر قدرت خدا اور نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا سچے دل سے اقرار کر لیں ورنہ کہنے والے کہیں گے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب راچہ گناہ
آنکھ والا تیرے جلووں کا تماشا دیکھے دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

دلیل نمبر ۱۱: قاری محمد طیب مہتمم دیوبند لکھتے ہیں۔ زمین کا سورج آفتاب نبوت نور السموات والارض سے تربیت یافتہ ہو کر نوری ہے۔ (آفتاب نبوت ص ۳۱)

تیسری آیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (الاحزاب)

"اے غیب کی خبریں بتانے والے ہم نے آپ ﷺ کو مشاہدہ کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا آفتاب"۔ (البیان)

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ہمارے طبیب ﷺ کو سات صفتوں سے متصف فرمایا ہے۔

دلیل نمبر ۱: آخری صفت ہے سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ اس کا معنی مولوی محمود الحسن دیوبندی وہابی نے کیا ہے۔ چمکتا ہوا چراغ۔ اس کے تحت مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی وہابی لکھتے ہیں۔ پہلے جو فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مؤمنین کو اندھیرے سے نکال کر اجالے میں لاتی ہے یہاں بتلا دیا کہ وہ اجالا اس روشن چراغ سے پھیلا ہے۔ شاید چراغ کا لفظ اس جگہ اس معنی میں ہو جو سورہ نوح میں فرمایا۔ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ (نوح) (اللہ تعالیٰ نے چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا) یعنی آپ ﷺ آفتاب نبوت وہدایت ہیں جس کے طلوع ہونے کے بعد کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہی سب روشنیاں اس نور اعظم میں محو ومدغم ہوگئیں۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۶۴ حاشیہ نمبر ۱۰) عثمانی صاحب کے نزدیک ہمارے پیارے رسول ﷺ نبوت وہدایت کے سورج اور نور اعظم ہیں اور آپ ﷺ کا نور سب پر غالب ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

دلیل نمبر ۲: مولوی رشید احمد گنگوہی وہابی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ منیر روشن کرنے والے اور دوسروں کو نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ پس اگر کسی دوسرے کو روشن کرنا انسان کیلئے محال ہوتا تو ذات پاک ﷺ کو بھی یہ کمال حاصل نہ ہوتا کیونکہ آنحضرت ﷺ بھی تو اولاد آدم ہی میں ہیں مگر آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات کو اتنا مطہر بنالیا کہ نور خالص بن گئے اور حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نور فرمایا اور شہرت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے سایہ نہ تھا اور ظاہر ہے کہ نور کے علاوہ ہر جسم کا سایہ ضرور ہوتا ہے۔

(امداد السلوک ص ۲۰۱)

دلیل نمبر ۳: مولوی اشرف علی تھانوی وہابی لکھتے ہیں۔ آپ ﷺ ایک روشن چراغ ہیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کی ذات ہر حالت طالبان انوار کیلئے سرمایہ ہدایت

ہے۔ (ترجمہ قرآن و مختصر بیان القرآن از تھانوی صاحب)

دلیل نمبر ۴: مولوی عبدالماجد وہابی نے لکھا ہے۔ احقر کے نزدیک چراغ سے تشبیہ دینے میں یہ نکتہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو چراغ تک رسائی آسان ہے پھر چراغ سے ہر وقت نور حاصل کرنا ممکن ہے پھر اس سے نور حاصل کرنے میں اکتساب اور قصد کو بھی دخل ہے۔

(تفسیر ماجدی ج ۲ ص ۸۵۱)

دلیل نمبر ۵: قاری محمد طیب مہتمم مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں۔ سراج کے معنی محض چراغ ہی کے نہیں بلکہ سورج کے بھی آتے ہیں.......... لغت اور تفسیر کے علاوہ اگر عین قرآن پر نظر کی جائے تو اس سے نمایاں طور پر واضح ہوتا ہے کہ یہاں سراج منیر کے معنی آفتاب ہی کیلئے گئے ہیں اور ذات بابرکات نبوی ﷺ کو آفتاب ثابت کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم کی اصطلاح میں سراج لقب ہی آفتاب کا ہے اور اس سے سورج مراد لیا جانا چاہیے۔

(آفتاب نبوت ص ۲۵)

دلیل نمبر ۶: موصوف لکھتے ہیں۔ حاصل یہ ہوا کہ اگر سورج کا مخصوص لقب سراج ہے اور وہی سراج حضور ﷺ کا بھی لقب ہے تو قرآنی اصطلاح کے مطابق حضور ﷺ آفتاب ثابت ہوئے جو تشبیہ کا حاصل ہے اور خلاصہ یہ نکل آیا کہ اگر سورج فلکی آفتاب ہے تو حضور ﷺ ملکی آفتاب ہیں۔ (آفتاب نبوت ص ۲۶)

دلیل نمبر ۷: مہتمم دیوبند لکھتے ہیں۔ الحاصل اولاً لغت سے پھر تفسیر سے اور پھر عین قرآن سے ثابت ہوا کہ سراجا منیرا میں سراج کے معنی آفتاب کے ہیں اور یہاں اس کا مصداق ذات بابرکات نبوی ہے تو حضور ﷺ کی ذات اقدس بلحاظ لغت و تفسیر و قرآن آفتاب ثابت ہوئی۔ (آفتاب نبوت ص ۲۶)

دلیل نمبر ۸: قاری صاحب ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔ آفتاب نبوت کو حق تعالیٰ نے سراج فرما کر اس کا لقب وہاج کی بجائے منیر ذکر فرمایا۔ جو چاند کی شان ہے۔ چنانچہ چاند کو قرآن میں منیر فرمایا۔ (وقمرا منیرا۔ اور والقمر نورا) جس میں روشنی کے ساتھ

ٹھنڈک بھی ملی ہوئی ہے اس لیے منیر کے معنی ٹھنڈی روشنی والے کے ہوئے اور ثابت ہوا کہ اس آفتاب روحانی ذات نبوی میں روشنی تو سورج کی سی ہے جس میں چاند کا سادھیما پن نہیں کہ ظلمت شب کا فورا نہ ہو سکے مگر ٹھنڈک چاند کی سی ہے جس میں سورج کی سی سوزش اور تپش نہیں کہ اذیت دہ ثابت ہو جس کا حاصل یہ نکلا کہ مادی سورج نار ہے اور روحانی سورج نور۔ اس سے دونوں آفتابوں کی روشنی و نورانیت کی نوعیتوں کا فرق واضح ہو گیا ہے کہ ایک ناری ہے اور ایک نوری۔ (آفتاب نبوت ص ۲۸)

دلیل نمبر ۹: قاری صاحب لکھتے ہیں۔ روحانی آفتاب...... نورانیت کا پیکر ہے...... چنانچہ آپ ﷺ کے جسم مبارک جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی میں نورانیت اور جاذبیت نظر آتی ہے بات کرتے وقت بنص حدیث آپ ﷺ کے دانتوں سے نور چھنتا ہوا نظر آنا' ناک مبارک کا نور کی وجہ سے بلند نظر آنا' چہرہ مبارک کا چمک دمک میں سورج جیسا محسوس ہونا بنص حدیث "کان الشمس تجری فی وجهه" گویا آفتاب آپ ﷺ کے چہرے میں گھوم رہا ہے۔ چودھویں رات کے چاند سے چہرہ مبارک کا مقابلہ کر کے صحابہ کا چہرے کے نور کو چاند پر فوقیت دینا اور حقیقت محمدی ﷺ کو حدیث میں نور کہا جانا سب اسی کے علامات و آثار ہیں کہ یہ روحانی آفتاب ان انوار کے ہجوم کی وجہ سے اسی مخزن نور سے مناسبت رکھتا ہے۔ (آفتاب نبوت ص ۲۹ و ص ۳۰) آفتاب نبوت نور السموات والارض سے تربیت یافتہ ہو کر نوری ہے دیوبندی وہابیوں کی طرح غیر مقلد وہابیوں نے بھی ہمارے پیارے رسول ﷺ کو اس آیت کی رو سے روشن چراغ مان لیا ہے۔ ذیل میں ان کے ترجمے بطور دلیل پیش خدمت ہیں۔

دلیل نمبر ۱۰: نواب آف غیر مقلد وحید الزمان حیدر آبادی رقم طراز ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانیوالا اور روشن کرنے والا چراغ (حاشیہ نمبر ۷) جس سے کفر و ضلالت کی تاریکیوں میں واضح ہدایت ملتی ہے نور سے مراد وہ روشنی ہے جو شریعت اسلامیہ سے حاصل ہوتی ہے۔ (ترجمہ و تفسیر وحید الزمان ص ۵۰۷)۔

دلیل نمبر ۱۱: غیر مقلد وہابیوں کے امام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے خدا کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا۔ (ترجمہ قرآن ثناء اللہ ص ۵۰۷)

دلیل نمبر ۱۲: غیر مقلد وہابیوں کے محمد ابراہیم میر لکھتے ہیں۔ قرآن شریف میں سراج کا لفظ صرف دو ہستیوں کے لئے آیا۔ آفتاب عالمتاب کیلئے جیسے کہ فرمایا۔ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا۝ (نوح) یعنی خدائے تعالیٰ نے آسمانوں میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا۔ نیز (فرقان پ ۱۹ میں) فرمایا۔ ترجمہ۔ یعنی بہت بلند شان والا ہے خدا جس نے بنائے آسمان میں ستارے اور بنایا اس میں چراغ (سورج) اور بنایا چاند روشنی والا۔ اس طرح سورت نباء میں فرمایا (ترجمہ) یعنی اور بنایا ہم نے چراغ سورج چمکتا۔ عربی زبان میں ضمیر لازم بھی ہے اور متعدی بھی۔ لازم کا مفاد یہ ہے کہ وہ روشن ہے اور متعدی کا حاصل یہ ہے کہ دوسرے کو روشنی دینے والا ہے آفتاب کی بھی یہی شان ہے کہ وہ اپنے آپ میں بھی روشن ہے اور دوسروں کو بھی روشنی دیتا ہے یعنی ستاروں کو چاند کو اور زمین کو۔ اس طرح حق تعالیٰ نے ذات اقدس آنحضور سرور کائنات ﷺ کی نسبت بھی فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا۝ۙ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا۝ (احزاب) یعنی اے بزرگ شان والے نبی ہم نے آپ ﷺ کو اپنی توحید کا شاہد کر کے اور جنت کی خوشخبری دینے والا کر کے اور دوزخ سے ڈرانے والا کر کے اور خدا کی طرف اس کے اذن سے بلانے والا کر کے اور روشنی دینے والا آفتاب کر کے بھیجا ہے۔ (سراجا منیرا ص ۸ و ص ۹)

دلیل نمبر ۱۳: میر صاحب لکھتے ہیں۔ تفسیر معالم میں اس آیت کے ذیل میں کہا ہے۔ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام سراج فرمایا ہے کیونکہ آپ ﷺ سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ مانند چراغ کے کہ اس سے اندھیرے میں روشنی حاصل ہوتی ہے۔ (سراجا منیرا ص ۱۰)

دلیل نمبر ۱۴: میر صاحب پھر لکھتے ہیں۔ خدا نے آپ ﷺ کی ذات سے شرک کے اندھیروں کو آشکار کر دیا اور ہدایت پائی آپ ﷺ سے گمراہوں نے جس طرح کہ

رات کے اندھیرے آشکارا ہوتے ہیں روشن چراغ سے اور راہ دکھائی دیتا ہے۔
(سراجاً منیراص ۱۰)

دلیل نمبر ۱۵: میر صاحب ایک بار پھر لکھتے ہیں۔ امداد دی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور نبوت سے باطنی بصیرتوں کی روشنی کو جس طرح کہ چراغ کی روشنی سے ظاہری آنکھوں کو امداد پہنچتی ہے۔ (سراجاً منیراص ۱۰)

دلیل نمبر ۱۶: میر صاحب نتیجہ پیش کرتے ہیں۔ الغرض حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور نبوت اور فیض و برکت کو روشن چراغ سے یا آفتاب عالمتاب سے تشبیہ دی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح جسمانیات و مادیات پر روشن چراغ یا آفتاب کی روشنی پڑتی ہے اور ان پر سے ظلمت کے پردے چاک ہو جاتے ہیں اور چیزوں کی اصلیت و حقیقت بغیر کسی قسم کے اشتباہ کے نمایاں ہو جاتی ہے اور دماغ انسانی وحشت و تردد کی حیرانی و سرگردانی سے آرام پاتا ہے اس طرح آنحضرت ﷺ کے نور نبوت سے شرک و کفر بدعت و ضلالت رسوم جاہلیت و توہمات اور نفسانی خواہشات کی کدورتیں اور ظلمتیں دور ہو گئیں...... آپ ﷺ کے امتیوں میں اصحاب صلاحیت اور ارباب یمن و برکت ہمیشہ قائم رہیں گے جو آنحضرت ﷺ کے انوار قدسیہ سے حسب استعداد بہرہ اندوز ہوتے رہیں گے۔ (سراجاً منیراص ۱۰ و ص ۱۱)

دلیل نمبر ۱۷: جماعت اسلامی کے بانی جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں۔
(ترجمہ) اے نبی ﷺ ہم نے تمہیں بھیجا ہے گواہ بنا کر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر۔ (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۱۰۸)

ائمہ اہلسنت کے حوالے

نور کے منکروں کے حوالوں کے بعد ائمہ اہلسنت کے حوالے ملاحظہ کریں اور صادقین کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔

دلیل نمبر۱: امام احمد بن محمد الصاوی متوفی ۱۲۴۱ھ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ سراج ہیں آپ ﷺ سے انور ظاہری و باطنی حاصل کیے جاتے ہیں۔

(الصاوی علی الجلالین ج ۳ ص ۲۶۴ و جلالین ص ۳۵۵ حاشیہ نمبر ۲۲)

دلیل نمبر۲: عارف باللہ امام اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳۷ھ سراجاً منیرا کی پانچویں وجہ میں ارقام فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ ساری کائنات کے تمام جہانوں کو روشن فرما رہے ہیں جس طرح چراغ ہر طرف سے روشنی بکھیرتا ہے نیز آپ ﷺ اپنی ساری امت کو ہر جہت سے منور فرما رہے ہیں۔ (تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۱۹۷ و ص ۱۹۸)

دلیل نمبر۳: موصوف آگے چل کر فرماتے ہیں۔ منیراً کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ ایسے چراغ ہیں آپ ﷺ کی مثل کوئی دوسرا چراغ نہیں ہے کیونکہ دوسرا چراغ کبھی روشن ہوتا ہے اور کبھی بجھ جاتا ہے اور آپ ﷺ اول سے آخر تک روشن ہیں کسی آندھی سے آپ ﷺ کا نور مغلوب نہیں ہوتا۔ کماقال اللہ تعالیٰ: یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ یَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ (توبہ) ترجمہ: وہ اپنے منہ سے (پھونکیں مار کر) اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے خواہ کافر کتنا ہی برا منائیں۔ (البیان)

ہر کہ بر شمع خدا آرد پفو
شمع کے میرد بسوزد پوز او
کئے شود دریا ز پوز سگ نجس
کے شود خورشید از پف منطمس
نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۱۹۸)

دلیل نمبر۴: امام موصوف فرماتے ہیں۔ (سراجاً منیراً میں اور دوسرے چراغوں میں

ایک فرق یہ بھی ہے) کہ دوسرے چراغ شب کو روشن ہوتے ہیں اور دن کو انکا نور نہیں ہوتا مگر آپ ﷺ نے دنیاء ظلمت کی شب کو اپنی دعوت کے نور سے روشن کر دیا ہے اور قیامت کے دن کو اپنی شفاعت کے نور سے روشن کریں گے۔

شد بدنیا رخش چراغ افروز   شب ماگشت زالتفاتش روز
باز فردا چراغ افروزد   کہ ازاں جرم. عاصیاں سوزد

(روح البیان ج ۷ ص ۱۹۸)

آپ ﷺ کے چہرے انور نے دنیا روشن کر دی آپ ﷺ کے کرم سے ہماری رات دن بن گئی' قیامت کے دن آپ ﷺ کے روشن چراغ سے عاصیوں کے جرم جل جائیں گے۔

دلیل نمبر ۵: کشف الاسرار میں ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے سورج کو چراغ فرمایا اور ہمارے پیارے رسول کریم ﷺ کو سراج فرمایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ آسمان کا چراغ ہے اور آپ ﷺ زمین کے۔ وہ دنیا کا چراغ ہے آپ ﷺ دین کے وہ منازل فلک کا چراغ ہے اور آپ ﷺ محافل ملک کے وہ آب وگل کا چارغ ہے اور آپ ﷺ جان و دل کے وہ چراغ خواب سے بیدا کرتا ہے تو آپ ﷺ خواب عدم سے بیدار کر کے عرصہ گاہ وجود میں لے آئے۔ (تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۱۹۹)

از ظلمات عدم راہ کہ بزدی بزد   گر نشدے نور تو شمع روان ھمہ

دلیل نمبر ۶: آپ ﷺ کو (اس آیت میں) شمس یا قمر یا کوکب نہیں کہا گیا بلکہ آپ ﷺ کو سراجا منیرا فرمایا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن شمس قمر و کوکب ختم ہو جائیں گے۔ (ملخصا روح البیان ج ۷ ص ۱۹۹) اور آپ معدوم ہونے سے پاک ہیں۔

دلیل نمبر ۷: شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز نے "سراجا منیرا" کا ترجمہ کیا ہے چمکا دینے والا آفتاب اس کے تحت زبدۃ المفسرین علامہ سید نعیم الدین متوفی ۱۳۶۷ھ تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں۔

سراجا کا ترجمہ آفتاب قرآن کریم کے بالکل مطابق ہے کہ اس میں آفتاب کو سراج فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ نوح میں۔ وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ (نوح) اور آخر پارہ کی پہلی سورۃ میں ہے۔ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ (النباء: 13) اور در حقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپ ﷺ کے نور نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے دور کردیا اور خلق کے لئے معرفت و توحید الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کردیں اور ضلالت کی وادی تاریک میں راہ گم کرنے والوں کو اپنے انوار ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نور نبوت سے ضمائر و بصائر اور قلوب و ارواح کو منور کیا حقیقت میں آپ ﷺ کا وجود مبارک ایسا آفتاب عالمتاب ہے جس نے ہزاروں آفتاب بنادیئے اسی لئے اس کی صفت میں منیرا ارشاد فرمایا گیا۔

(تفسیر خزائن العرفان ص ۶۷۶ حاشیہ نمبر ۱۱۳)

عارف باللہ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۹۱ھ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست ہمہ نور ہا پرتو نور اوست

دلیل نمبر۸: بیہقی وقت سند المفسرین حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ نقشبندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

> سماه سراجا لانه يستضاء به ويهتدى به كالسراج يستضآء به ويهتدى به فى ظلمة اليل يعنى انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان بلسانه داعيا الى الله. وبقلبه وقالبه كانٔ مثل السراج يتلون المؤمنون بالوانه ويتنورون بانواره۔

یعنی آپ ﷺ کا اسم سراج ہے اس لیے کہ آپ ﷺ سے نور اور ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ آپ زبان فیض رسان سے داعی تھے اور قلب پاک و قالب شریف کے لحاظ سے سراج منیر تھے مومن آپ ﷺ کے رنگوں میں رنگ جاتے ہیں اور آپ ﷺ کے نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر مظہری ج ۷ ص ۳۵۴)

دلیل نمبر ۹: ضیاء امت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محبوب! میں نے تجھے سراجاً منیرا بنا کر بھیجا ہے ان دو لفظوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر جن انعامات و لطائف کی بارش فرمائی ہے اس کی بیکرانیوں کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ آفتاب اور آفتاب بھی عالمتاب روشن اور اتنا روشن کہ دوسروں کو نور وضیاء کا منبع و مصدر بنا دینے والا۔ اہل دل نے یہاں بہت کچھ لکھا ہے۔ میں فقط عارف باللہ مولانا ثناء اللہ پانی پتی کا ایک جملہ لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں' فرماتے ہیں۔ انه صلی اللہ علیه واله وسلم کان بلسانه داعیاً الی اللہ تعالیٰ وبقلبه وقالبه کان مثل السراج یتلون المؤمنون بالوانه ویتنورون بانواره۔ یعنی حضور ﷺ زبان فیض ترجمان سے تو داعی تھے اور اپنے قلب مبارک اور قالب منور کی وجہ سے سراج منیر تھے اہل ایمان اس آفتاب کے رنگوں میں رنگے جاتے ہیں اور اس کے انوار سے درخشاں وتاباں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس نور مجسم ﷺ کے انوار سے درخشاں فرما کر راہ حق پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۴ ص ۸۲)

دلیل نمبر ۱۰: الشیخ الامام محمد المہدی الفاسی فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا نام اللہ تعالیٰ نے سراج رکھا ہے اس لیے کہ آپ ﷺ کا امر واضح ہے اور آپ ﷺ کی نبوت روشن آپ ﷺ جو کچھ ساتھ لائے اس سے مؤمنوں اور عارفوں کے قلوب منور ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ اپنی ذات کے لحاظ سے نور ہیں اور دوسروں کو منور کر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ چمک دمک میں سراج کامل ہیں۔ (مطالع المسرات ص ۱۰۴)

دلیل نمبر ۱۱: شیخ ابوعبداللہ محمد العربی الفاسی فرماتے ہیں (آپ ﷺ سراج ہیں) اور سراج وہ ہوتا ہے جو خالی نور ہو...... خلاصہ یہ کہ ظلمات جہالت آپ ﷺ کی وجہ سے روشن کر دی گئیں انوار بصائر نے آپ ﷺ کے نور سے اقتباس کیا۔ (مطالع المسرات ص ۱۰۴)

دلیل نمبر ۱۲: حضور ﷺ فی نفسہ منیر ہیں سب سے پہلے ان کے نور کو اللہ تعالیٰ نے

پیدا کیا اور آپ ﷺ دوسروں کو روشن و منور کرتے ہیں۔ **فھو منیر فی نفسہ اول ما خلق اللہ تعالیٰ نورہ و منیر لغیرہ۔** (مطالع المسرات ص ۱۰۶)

دلیل نمبر ۱۳: ہمارے استاذ محترم امام المناظرین حضرت علامہ فیضی علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں۔ چونکہ سراج کے ضوفشانی صرف دن کو ہوتی ہے اور قمر منیر کی نور افشانی صرف رات کو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نور علی نور منور و منیر جن کے انوار دن اور رات کو نمایاں ہیں صرف سراج نہ فرمایا اور صرف منیر نہ فرمایا بلکہ سراجا منیرا فرما کر آپ ﷺ کے انوار کی، ہر وقت ضیا باری کی طرف اشارہ فرمایا۔ (مقام رسول ص ۲۲۸)

دن کو اسی سے روشنی شب کو اسی سے چاندنی
سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

دلیل نمبر ۱۴: علامہ امام راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ فرماتے ہیں۔ ہر روشن کردینے والی چیز کو سراج کہا جاتا ہے۔ (مفردات ص ۲۳۵)

دلیل نمبر ۱۵: امام احمد قسطلانی (شارح بخاری) متوفی ۹۲۳ھ (مواھب اللدنیہ ص ۱۷۱ ج ۳) میں فرماتے ہیں۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ روشن کرنے میں سراج کا بل ہیں۔ (وہاج) جلانے والے نہیں بلکہ آپ سراج منیر ہیں۔ آپ ﷺ بغیر جلانے کے روشن کردیتے ہیں۔ بخلاف وہاج کے (الانوار المحمدیہ ص ۵۵ و ص ۵۶)

دلیل نمبر ۱۶: علامہ امام محمد بن عبدالباقی متوفی ۱۱۲۲ھ زرقانی علی المواھب ج ۳ ص ۱۷۱ میں فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کا اسم شریف سراج اس لیے رکھا گیا ہے کہ ایک چراغ سے کئی چراغ روشن کیے جاتے ہیں اور پہلے چراغ کی روشنی میں کمی نہیں آتی۔
(الانوار المحمدیہ ص ۵۵)

سراجا منیرا کے جلوے

۱۔ محدث ابن عساکر اور مدائنی نے اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسید بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے اور سینے پر اپنا ہاتھ مبارک

پھیرا تو ان کا چہرا و سینہ اتنا روشن ہو گیا کہ وہ جب اندھیرے کمرے میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتا۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۵)

۲۔ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کیلئے نشانی مانگی' جسے دیکھ کر وہ مسلمان ہو جائیں۔ آپ نے کہا۔ یا اللہ اسے نور دیدے۔ تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور چمکنے لگا' طفیل نے کہا۔ مجھے خطرہ ہے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ مثلہ ہے یا برص کا داغ ہے۔ تو آپ ﷺ نے وہ نور ان کے عصا میں پھیر دیا تو وہ چمکنے لگا صحابہ کرام حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالنور (نور والا) کہہ کر پکارتے تھے۔

(شفاء شریف ج ۱ ص ۲۱۶' البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۳)

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں حضور ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا متوفیہ ۲ھ تھیں ان کے وصال کے بعد حضور پر نور ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا متوفیہ ۷ھ کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دی تو صحابہ کرام انہیں ذوالنورین (دو نوروں والا) کہتے تھے اور آج تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ لقب زبان زد خاص و عام ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۳۴۷)

شیخ الاسلام حضرت علامہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے کیا خوب فرمایا۔

نور کی سرکار سے پایا دو شالا نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

۳۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اندھیری رات میں بارش کی وجہ سے نماز عشاء پڑھ لینے کے بعد حضور پر نور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے جب وہ جانے لگے تو آپ ﷺ نے انہیں ایک شاخ کھجور کی دی اور فرمایا اسے ساتھ لے جاؤ یہ تمہارے لیے دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی اور جب گھر میں داخل ہو گے تو تمہیں ایک سیاہ چیز نظر آئے گی اسے اتنا مارنا کہ وہ نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہے۔ حضرت قتادہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل پڑے تو وہ شاخ ان کیلئے روشن ہوگئی یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئے اور سیاہ چیز کو پالیا اور اسے اتنا پیٹا کہ وہ گھر سے نکل گئی۔

(کتاب الشفاج ا ص ۲۱۹' خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱)

۴۔ حضرت بشر اپنے والد معاویہ بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے بشر کے سر اور چہرے پر اپنا نورانی ہاتھ مبارک پھیرا اور اسے دعا دی آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کا اثر یہ ہوا کہ ان کا چہرہ چاند کی طرح چمکنے لگا اور جس بیمار پر اپنا ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۴)

۵۔ ابوعبس بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ نمازیں سرکار ﷺ کی اقتداء میں ادا کیا کرتے تھے پھر وہ بنو حارثہ کی طرف لوٹ جاتے تھے وہ ایک بارش والی اندھیری رات میں واپس جا رہے تھے تو ان کیلئے ان کی لاٹھی روشن ہوگئی۔ یہاں تک کہ وہ بنو حارثہ کے گھر پہنچ گئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۰ عن الحاکم والبیہقی وابی نعیم)

۶۔ بخاری نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے دو صحابی آپ ﷺ کی بارگاہ سے ایک اندھیری رات میں نکلے۔ ان دونوں کی لکڑیاں دو شعلوں کی مانند روشن تھیں' جب ان کے راستے مختلف ہوئے تو ایک ایک مشعل ان کے ساتھ رہی یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچ گئے۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۰' البدایۃ والنہایۃ ج ۶ ص ۱۵۲)

۷۔ ابن سعد اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ اور بیہقی وابونعیم نے من وجہ آخر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضرت عباد بن بشر اور حضرت اسید بن حضیر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر رہے اور کچھ رات گزارنے کے بعد واپس لوٹنے لگے رات سخت اندھیری تھی اور ان کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں ان دونوں کے لیے ایک لاٹھی روشن ہوگئی دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے جب ان دونوں کے راستے بدلے تو دوسرے کی

لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چل کر گھر پہنچ گیا۔

(مشکوٰۃ شریف' البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۲' خصائص کبریٰ ۲ ص ۸۰ و ۸۱)

۸۔ امام ابونعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمر فاروق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور گفتگو چلتی رہی یہاں تک کہ رات آگئی پھر یہ دونوں روانہ ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے ساتھ تھے رات اندھیری تھی ان کے پاس ایک عصا تھا تو وہ روشن ہوگیا اور ان پر نور تھا یہاں تک کہ وہ سب اپنے گھر پہنچ گئے۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱)

۹۔ بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی و ابونعیم نے حمزہ اسلمی سے روایت بیان کی انہوں نے بتایا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رکاب تھے اور اندھیری رات میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہوگئے تو میری انگلیاں روشن ہوگئیں یہاں تک کہ سب نے اپنا سامان جمع کر کے سواریوں پر لاد لیا اور ہماری کوئی چیز گم نہ ہوئی اور میری انگلیاں روشنی دیتی رہیں۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱۔ والبدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۲)

۱۰۔ ابونعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حلیہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پہلو میں شب بسر فرمائی جب میں بیدار ہوئی تو آپ ﷺ کو اپنے قریب نہ پا کر پریشان ہوئی پھر میں نے آپ ﷺ کی آواز سنی کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں تو میں بھی وضو کر کے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے لگی آپ ﷺ نے رات کو جس قدر اللہ نے چاہا دعا فرمائی پس آیا ایک نور جس نے سارے گھر کو روشن کر دیا وہ نور ماشاء اللہ ٹھہرا۔ پھر وہ چلا گیا آپ ﷺ دعا مانگنے لگے تو دوبارہ نور آگیا جس کی روشنی پہلے سے زیادہ تھی اگر میں رائی کے دانے کو چننا چاہتی تو ایک ایک کر کے چن لیتی۔ پھر وہ نور چلا گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسا نور تھا؟ جسے میں نے دیکھا فرمایا: اے عائشہ کیا تم نے نور

دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی امت مانگی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تہائی امت عطا فرما دی میں نے اس کی حمد و ثناء کی اور اس کا شکر ادا کیا پھر میں نے بقیہ امت کا سوال کیا تو اس نے مجھے دوسری تہائی عطا فرما دی پھر میں نے تیسری تہائی کا سوال اٹھایا اس نے مجھے وہ بھی عطا فرما دی میں نے اس کی حمد بیان کی اور شکریہ بجالایا۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱)

۱۱۔ حاکم نے صحیح فرما کر اور بیہقی و ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول الہ ﷺ کی اقتداء میں نماز عشاء ادا کر رہے تھے آپ ﷺ جب سجدے میں جاتے تو امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اچھل کر آپ ﷺ کی پشت پاک پر آ جاتے آپ ﷺ جب سجدے سے سر اٹھاتے تو انہیں نرمی کے ساتھ اتار دیتے نماز پڑھ لینے کے بعد ایک کو ادھر اور دوسرے کو ادھر کر دیا میں نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں انہیں ان کی امی کے پاس پہنچا دوں؟ فرمایا نہیں۔ پھر ایک نور چمکا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں اپنی امی کے پاس چلے جاؤ تو وہ دونوں اس کی روشنی میں اپنے گھر چلے گئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱۔ جامع صغیر ج ۲ ص ۱۲۳، البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۵۲ و ج ۸ ص ۲۰۷)

۱۲۔ امام ابو نعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اندھیری رات میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاؤ میں نے عرض کیا میں ان کے ساتھ جاتا ہوں۔ فرمایا نہیں۔ پھر آسمان سے ایک نور چمکا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی روشنی میں چل کر اپنی والدہ کے پاس پہنچ گئے۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۸۱)

چوتھی آیت

اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَی اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ (التوبہ)

" وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں اور اللہ تعالیٰ نہ مانے گا مگر یہ کہ پورا کر دے اپنے نور کو اگرچہ کافر نہ پسند کریں "۔ (البیان) مندرجہ بالا آیت میں باری تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد عربی ﷺ کو نور فرمایا ہے اور نور کے منکروں اور اس کے بجھانے والوں کو کافر قرار دیا ہے کیونکہ کافر حبیب خدا علیہ التحیۃ والثنا کو نیست و نابود کرنے کے منصوبے بناتے رہے اور اسے عملی جامہ پہنانے کے جتن کرتے رہے مگر رب ذوالجلال نے اپنے محبوب ﷺ کی حفاظت فرما کر اور " واللہ یعصمک من الناس " (مائدہ:68) کی نوید سنا کر دشمنوں کی دال نہ گلنے دی۔ مکے کے مشرک اور مدینۃ المنورۃ میں بسنے والے یہودی اس منصوبے کو پروان چڑھانے میں لگے رہے کہ بانس کو ختم کر دو بانسری بجنے سے خود بخود رک جائے گی یعنی نہ رہے گا بانس اور نہ بجے کی بانسری' معاذ اللہ۔

دلیل نمبر ۱: علامہ قاضی ثناء اللہ متوفی ۱۲۲۵ھ ارقام فرماتے ہیں۔ نور سے مراد ہیں وہ دلائل و براہین جو اللہ تعالیٰ کی توحید و تقدیس پر دلالت کرتے ہیں یا قرآن یا رسول اللہ ﷺ کی نبوت (تفسیر مظہری ج ۴ ص ۱۹۵) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی سب سے بڑی دلیل حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی ذات اقدس ہے کیونکہ قرآن نے آپ ﷺ کو " برہان من ربکم " فرمایا ہے۔

دلیل نمبر ۲: صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ سید نعیم الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ نور سے مراد ہیں۔ دین اسلام یا سید عالم ﷺ کی نبوت کے دلائل ہیں۔

(خزائن العرفان علی ترجمہ کنز الایمان ص ۳۰۸ تحت آیت)

دلیل نمبر ۳: عمدۃ المفسرین حضرت علامہ محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں۔ ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک اسلام کے اس روشن چراغ کو بجھانے

کی کتنی کوششیں کی گئیں یہودیت عیسائیت اور شرک و کفر نے سر جوڑ کر علانیہ مقابلے بھی کیے اور سازشوں کے خطرناک جال بھی بچھائے لیکن اسلام کا نور درخشاں ہی رہا اور رہے گا اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی رہی اور بڑھتی ہی رہے گی۔ خداوند عالم کا وعدہ ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت نبوت مصطفوی ﷺ کے آفتاب جہانتاب کو گرہن نہیں لگا سکتی۔

(ضیاء القرآن، ج ۲ ص ۱۹۹)

دلیل نمبر ۴: الامام الشیخ محمد المہدی الفاسی فرماتے ہیں۔ **فهو صلی الله علیه وآله وسلم نور الله الذی لا یطفاء ویابی الله الاان یتم نوره۔** حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کے وہ نور ہیں جو بجھائے نہیں جاسکتے اور اللہ تعالیٰ نہیں مانتا مگر یہ کہ وہ اپنے نور کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گا۔ (مطالع المسرات ص ۱۰۴)

دلیل نمبر ۵: استاذ العلماء مناظر اسلام علامہ منظور احمد فیضی رحمہ اللہ خاتم الحافظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ کی تفسیر در منثور ج ۳ ص ۲۳۱ اور علامہ امام شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ کی نسیم الریاض ج ۲ ص ۳۹۶ اور علامہ امام محمد بن عبدالباقی متوفی ۱۱۲۲ھ کی زرقانی علی المواہب ج ۳ ص ۱۴۹ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس آیت میں نور سے حضور پرنور ﷺ کی ذات پاک مراد ہے۔ (مقام رسول ص ۲۲۸)

وحید الزمان غیر مقلد کی تائید

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور قرآن یا دین یا پیغمبر کی کو اپنے منہ سے جھوٹی باتیں بنا کر بجھا دیں اور اللہ تو ماننے والا نہیں جب تک اپنے نور کو پورا نہ کرے گو کافر برا مانیں۔ (ترجمہ قرآن وحید الزمان)

پانچویں آیت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ۝ (الصف) ”وہ اپنے منہ سے (پھونکیں مار کر) اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے خواہ کافر کتنا ہی برا منائیں“۔

(البیان) اس آیت میں بھی نور سے مراد ذات بابرکات سرور کائنات ﷺ ہے۔ کیونکہ کافر ضلالت کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں زندگی بسر کرنا معراج حیات تصور کرتے تھے اور نور نبوت کی تاب نہ لاکر شپرہ چشم بن جاتے تھے نور نبوت کو بجھانے کیلئے ہر قسم کے پاپڑ بیلتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے غلط عزائم کا پردہ چاک فرما کر انہیں متنبہ کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل فرمائے گا۔ یعنی چار دانگ عالم کو اس سے روشن و منور کر دے گا۔ یعنی

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دلیل نمبر ۱: علامہ امام احمد بن محمد الصاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۴۱ھ فرماتے ہیں۔ آیت میں نور سے مراد قرآن مجید ہے۔ قیل هو القرآن اور اسلام ہے۔ وقیل الاسلام اور حضرت محمد رسول ﷺ ہیں۔ قیل محمد ﷺ (تفسیر صاوی علی الجلالین ج ۴ ص ۱۹۲)

دلیل نمبر ۲: امام صاوی فرماتے ہیں۔ ۴۰ دن وحی نہ آئی تو کعب بن اشرف نے یہودیوں سے کہا۔ ابشروا فقد اطفاء اللہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے نور کو بجھا دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کا ناطقہ بند کر دیا اور فرمایا اللہ اپنے محبوب ﷺ کے نور کو پورا کرنے والا ہے یعنی اسے پوری دنیا میں پھیلانے والا ہے۔ (الصاوی علی الجلالین ج ۴ ص ۱۹۲)

دلیل نمبر ۳: مفسر قرآن حضرت علامہ حسین الکاشفی متوفی ۹۱۰ھ ارقام فرماتے ہیں۔ آیت مندرجہ بالا میں نور اللہ سے مراد اللہ کا دین و کتاب ہے یا نور خدا اور رسول اللہ ﷺ۔

(تفسیر حسینی ص ۱۲۶۲)

دلیل نمبر ۴: استاذ العلماء والمناظرین علامہ فیضی صاحب رحمہ اللہ ارقام فرماتے ہیں۔ ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے موضوعات کبیر کے آخر میں فرمایا ہے قرآن کریم میں ہر جگہ نور سے مراد حضور (ﷺ) ہیں۔

(بحوالہ نور العرفان المفتی احمد یار خان، مقام رسول ص ۲۲۹)

دلیل نمبر ۵: فقیر الی اللہ القدیر سراج احمد سعیدی قادری غفر اللہ الذنب الجلی والخفی اہل قرآن کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ سورۂ توبہ آیت نمبر ۳۲ جو مندرجہ بالا آیت سے پہلے مع تفاسیر درج ہے اس سے قبل قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے اور اس کے بعد ہمارے پیارے رسول ﷺ کا ذکر مبارک ہے اور سورۃ الصف آیت ۸، جس کا ذکر ہو رہا ہے اس سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے میلاد کی بشارت دیتے ہیں اور آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے بعد وہی آیت ہے جو سورہ توبہ میں بھی ہے اور سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری مع ہدیٰ و دین حق کا ذکر ہے خلاصہ یہ کہ سیاق و سباق کی روشنی میں نور اللہ سے مراد حبیب خدا ﷺ ہیں۔

وہابیوں کی تائید

دیوبندیوں کے مفسر مولوی شبیر احمد عثمانی وہابی لکھتے ہیں۔ منکر پڑے برا مانا کریں۔ اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا۔ مشیت الٰہی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کوئی احمق نور آفتاب کو منہ سے پھونک مار کر بجھانا چاہے۔ یہی حال حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مخالفوں کا اور ان کی کوششوں کا ہے۔ (تنبیہ) شاید۔ بافواہہم" کے لفظ سے یہاں اس طرف بھی اشارہ کرنا ہو کہ بشارات کے انکار و اخفاء کے لئے جو جھوٹی باتیں بناتے ہیں وہ کامیاب ہونیوالی نہیں ہزار کوشش کریں کہ فارقلیط آپ نہیں ہیں لیکن اللہ منوا کر چھوڑے گا کہ اس کا مصداق آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ (تفسیر عثمانی ص ۷۳۲۔ ف ۶)

۲۔ نواب آف غیر مقلد جناب وحید الزمان وہابی لکھتے ہیں۔ ایسے (کافر) لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ تعالیٰ کے نور قرآن یا اسلام یا حضرت محمد ﷺ کو بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ تو اپنا نور پورا کر کے رہے گا گو کافر برا مانیں۔ (ترجمہ قرآن وحید الزمان ص ۶۵۹)

ثابت ہو گیا کہ ہمارے پیارے رسول حبیب خدا اشرف انبیاء ﷺ مکمل نور ہیں آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اور آپ ﷺ کا دین و شرع متین اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید فرقان حمید سب نور ہیں۔ ان میں سے کسی ایک چیز کی

نورانیت کا انکار کرنا یا اسے بجھانے کیلئے برسر پیکار ہونا۔ ولو کرہ الکافرون میں شامل ہونے کے مترادف ہے۔ بتغیر یسیر اشعار ملاحظہ ہوں۔

تیری شرع پاک میں ہے ذرہ ذرہ نور کا
تو ہی عین نور ہے تیرا سب ترانہ نور کا
تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارہ نور کا
انبیاء اجزاء ہیں تو بالکل جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا
تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

چھٹی آیت

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝۱ (النجم)

"قسم روشن ستارے (وجود محمدی) کی جب وہ (شب معراج عرش بریں پر عروج فرما کر زمین کی طرف) اترا"۔ (البیان)

اس آیت میں اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ہمارے طبیب ﷺ کو النجم فرمایا ہے اور نجم کا ایک معنی از روئے قرآن ولغت ستارہ ہوتا ہے اور ہم سب اس بات کو مانتے ہیں کہ ستارے نور ہیں۔ اگر حبیب الٰہی علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہ ہوتے تو علام الغیوب مولیٰ کبھی بھی آپ ﷺ کو ستارہ نہ فرماتا۔ آپ کے نجم ہونے کی دلیلیں ملاحظہ ہوں۔

دلیل نمبر ۱: علامہ امام محی السنۃ علاء الدین الخازن متوفی ۷۴۱ھ ارقام فرماتے ہیں۔

قیل النجم هو محمد صلی اللہ علیه وآله وسلم وهونه نزوله ليلة المعراج من السماء۔ نجم سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے اور ھوی سے مراد شب معراج آپ کا آسمان سے اترنا ہے۔ (تفسیر خازن ج ۴ ص ۱۹۰)

دلیل نمبر ۲: علامہ امام حسین الکاشفی متوفی ۹۱۰ ھ فرماتے ہیں۔ از امام جعفر صادق رحمہ اللہ مرویست کہ مراد از ستارہ وجود محمد است کہ فرود آمد از آسمان شب معراج۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نجم سے مراد حضرت محمد ﷺ کا وجود مسعود ہے جب آپ ﷺ شب معراج آسمان سے اترے۔ (تفسیر حسینی ص ۱۱۹۵)

دلیل نمبر ۳: لباب میں ہے کہ النجم سے مراد حضرت محمد ﷺ کا وجود مبارک ہے جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔ از ھوی ہر دو معنی اخذ میتوان کرد۔ (تفسیر حسینی ص ۱۱۹۵) ھویٰ کے دو معنی ہوتے ہیں چڑھنا بھی اور اترنا بھی۔

دلیل نمبر ۴: محققین علماء کے نزدیک نجم سے حضور ﷺ کے دل پاک کی قسم ہے جو فلک توحید پر ماسوی اللہ سے الگ تھلگ جلوہ گر تھا۔ (تفسیر حسینی ص ۱۱۹۵)

دلیل نمبر ۵: امام احمد بن محمد الصاوی المالکی متوفی ۱۲۴۱ ھ ارقام فرماتے ہیں۔ النجم سے حضرت محمد ﷺ کی ذات پاک مراد ہے اور ھوی کا معنی ہے نزل من المعراج۔ آپ ﷺ جب معراج سے تشریف لائے۔ (الصاوی علی الجلالین ج ۴ ص ۱۲۹)

دلیل نمبر ۶: علامہ امام شیخ اسماعیل حقی متوفی ۱۱۳۷ ھ فرماتے ہیں: امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نجم سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں جب آپ معراج سے تشریف لائے ھویٰ سے یہی مراد ہے۔ (تفسیر روح البیان ج ۹ ص ۲۱۱)

دلیل نمبر ۷: بیہقی وقت علامہ ثناء اللہ متوفی ۱۲۲۵ ھ لکھتے ہیں۔ وقال جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی محمد صلی اللہ والہ وسلم اذا نزل من السماء لیلۃ المعراج والھوی النزول۔ (تفسیر مظہری ج ۹ ص ۱۰۳) ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔

دلیل نمبر ۸: شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۴۰ ھ) وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝۱ (النجم) کا ترجمہ کرتے ہیں۔ اس پیارے چمکتے تارے محمد ﷺ کی قسم جب یہ معراج سے اترے۔ (کنز الایمان ص ۸۳۷)

دلیل نمبر۹: صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین متوفی ۱۳۶۷ھ ارقام فرماتے ہیں۔ سب سے بہتر تفسیر وہ ہے جو حضرت مترجم قدس سرہ نے اختیار فرمائی کہ نجم سے مراد ہے ذات گرامی ہادی برحق سید انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی۔ (خازن خزائن العرفان ص ۸۳۷)

دلیل نمبر۱۰: عمدۃ المفسرین حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ امام آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ کی تفسیر روح المعانی کے حوالے سے ارقام فرماتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے یعنی النجم سے مراد ذات پاک مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء ہے۔ اِذَا هَوٰى ① سے مراد حضور ﷺ کا شب معراج آسمان سے واپس زمین پر نزول فرمانا ہے۔ اس کے بعد آلوسی فرماتے ہیں کہ اِذَا هَوٰى ① سے یہ مراد لینا بھی جائز ہے کہ حضور ﷺ کا شب معراج وہاں تک عروج کرنا جہاں مکان کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن، ج ۵ ص ۹)

دلیل نمبر۱۱: علامہ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ (متوفی ۵۴۴ھ) ارقام فرماتے ہیں۔ امام جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ النَّجْمِ۔ کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ھوی۔ کے معنی وہ انوار سے کشادہ یعنی لبریز ہو کر کھل گیا اور فرمایا کہ غیر اللہ سے جدا ہو گیا (یعنی خالق کی بارگاہ میں پہنچ گیا)۔ (کتاب الشفاء ج ۱ ص ۲۱ وص ۲۳)

دلیل نمبر۱۲: علامہ امام محمد المہدی الفاسی فرماتے ہیں۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى انه محمد صلى الله عليه وسلم۔ (مطالع المسرات ص ۱۱۸) شیخ المحققین علامہ منظور احمد فیضی علیہ الرحمۃ نے شرح شفا للقاری والخفاجی ج ۱ ص ۲۰۱ وص ۲۱۴ اور المواھب اللدنیہ للقسطلانی ج ۱ و شرح للزرقانی، ج ۲ ص ۲۱۶ کے حوالے بھی نقل فرمائے ہیں یعنی ۱۵ دلیلوں و حوالوں سے ثابت ہوا کہ اس آیت میں نجم اور ھوی سے مراد حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی ذات اقدس واطہر ہے۔

کیا خبر کتنے ستارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی ﷺ

لامکاں تک اجالا ہے جس کا
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی ﷺ
عرش و کرسی کی تھیں جلوہ بندیاں
سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی ﷺ
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی ﷺ

ساتویں آیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔ وَالْفَجْرِ ① وَلَيَالٍ عَشْرٍ ② (الفجر)

"قسم فجر کی اور دس راتوں کی"۔ (البیان) علامہ امام قاضی عیاض اندلسی متوفی ۵۴۴ھ فرماتے ہیں۔

قال ابن عطا فی قوله تعالٰی والفجر ولیا ل عشر الفجر محمد صلی الله علیه وسلم لان منه تفجر الایمان۔ ترجمہ۔ امام ابن عطاء۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان۔ وَالْفَجْرِ ① وَلَيَالٍ عَشْرٍ ② (الفجر) کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ فجر سے مراد حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے کیونکہ آپ ﷺ سے ایمان (کا نور) پھوٹ کر نکلتا ہے۔ (کتاب الشفاج ۱ ص ۲۲) ایمان کے نور ہونے میں شبہ کی کچھ گنجائش نہیں اور مرکز ایمان و منبع ایمان و معطی ایمان حضور پر نور ﷺ کی ذات بابرکات ہے لہٰذا آپ ﷺ بھی نور ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے خوب کہا ہے۔

روح ایمان مغز قرآن جان دین   ہست حب رحمۃ للعالمین

اصطلاح عام میں فجر اس وقت کو کہتے ہیں جس میں سورج کے طلوع ہونے کی وجہ سے روشنی پھیل رہی ہو اور فجر کا معنی ہوتا ہے صبح' سویرا' نور کا تڑکا' سحر' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایمان کی صبح وسویرا اور ایمان کے نور کا تڑکا وسحر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کے شہر کو بھی دارالایمان قرار دیدیا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔ وَالَّذِیۡنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالۡاِیۡمَانَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ یُحِبُّوۡنَ مَنۡ هَاجَرَ اِلَیۡهِمۡ (الحشر:9) اور جو لوگ مہاجرین (کے آنے) سے پہلے (ہی) دارالہجرۃ اور دارالایمان (مدینہ طیبہ) میں مقیم ہو گئے اپنی طرف ہجرت کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔ (البیان) یعنی ایمان کا نور آپ ﷺ سے ظاہر ہوا ہے اس لیئے آپ کے شہر مبارک کو دارالایمان کی عظیم صفت سے متصف کیا گیا ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

لہٰذا الفجر بھی حضور ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے ظاہر ہونے والے نور ایمان ونور ہدایت کی قسم فرما کر آپ کی نورانیت ہویدا کردی۔

آٹھویں آیت

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا۔ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۙ۝۱ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ۝۲ النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ۙ۝۳ (الطارق)

"قسم ہے آسمان کی اور رات کو آنے والے کی اور آپ ﷺ نے کیا سمجھا وہ رات کو آنے والا کیا ہے۔ نہایت روشن تارا"۔ (البیان)

النَّجۡمُ الثَّاقِبُ۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی ہے۔ (دلائل الخیرات ص ۱۷) قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت میں النَّجۡمُ الثَّاقِبُ سے حضور ﷺ کی ذات پاک مراد ہے۔ چنانچہ ہر مکتب فکر کے مستند محدث حضرت علامہ امام قاضی عیاض اندلسی متوفی ۵۴۴ھ اپنی مشہور زمانہ ومقبول ترین تصنیف یعنی کتاب الشفاء ج ۱ ص ۲۳ میں فرماتے ہیں النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ان النجم هنا ایضا محمد صلی الله علیه وسلم۔ اس آیت میں بھی النجم سے مراد حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ امام سلمی نے روایت فرمایا ہے کہ مندرجہ بالا آیات کریمہ حضور ﷺ کے فضل و

شرف بیان کرنے میں اس حد تک پہنچی ہیں کہ کوئی عدد و نمبر انہیں محدود و معدود نہیں کرسکتا۔ (شفاء شریف ج ۱ ص ۲۳) استاذ العلماء مناظر اعظم علامہ منظور احمد فیضی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مقبول عرب و عجم کتاب مقام رسول (ﷺ) ص ۲۳۰ میں مندرجہ بالا آیات کے تحت شفاء شریف کی دو شرحوں یعنی نسیم الریاض و شرح شفاء للقاری ج ۱ ص ۲۱۵ و جلد ۲ ص ۳۹۸ کے حوالے بھی لکھے ہیں۔ الشیخ الامام محمد المہدی الفاسی فرماتے ہیں۔ وحکی ابو عبدالرحمان السلمی فی قوله النجم الثاقب انه ایضا محمد صلی الله علیه وسلم۔ یعنی امام ابو عبدالرحمان نے روایت بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ۔ میں بھی حضور ﷺ ہی مراد ہیں۔ (مطالع المسرات ص ۱۱۸)

نویں آیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ (الشمس)

”قسم سورج کی اور اس کی چمک کی“۔ (البیان) مندرجہ بالا آیت میں شمس سے مراد ہمارے رسول ﷺ کا قلب مبارک ہے اور ضحی سے مراد نور نبوت ہے یعنی آپ ﷺ کی ذات بھی نور ہے اور آپ ﷺ کی صفات بھی نور ہیں چنانچہ ہر فریق کے استاذ و معتبر مفسر حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ متوفی ۱۲۳۹ھ فرماتے ہیں۔ وَالشَّمْسِ یعنی قسم میخورم بافتاب کہ مثال دل پیغمبر زمان است وَضُحٰهَا۔ یعنی و قسم میخورم بشعاع آنکہ مثال اشراق نور نبوت ست بر کل مخلوقات۔ (تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۱۸۸) وَالشَّمْسِ میں اللہ تعالیٰ نے آفتاب کی قسم فرمائی جو حضور ﷺ کے دل کی مثال ہے اور۔ وَضُحٰهَا۔ میں اس کی شعاع کی قسم فرمائی اس کی مثال نور نبوت کی روشنی کی ہے کل مخلوقات پر۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں۔ حضور پرنور ﷺ کی ذات پاک پر ہر دن شمس کے نور کی طرح نور نازل ہوتا تھا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین ص ۲۵۶) صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا آپ ﷺ جب سورج کے سامنے ٹھہرتے تو آپ ﷺ کی روشنی

سورج کی روشنی پر غالب رہتی اور جب آپ ﷺ سراج کے سامنے ہوتے تو آپ کی روشنی اس پر غالب آ جاتی۔ (المواہب اللدینہ بجوری ص ۳۰) حوالوں کی تفصیل مقام رسول ص ۲۴۹ پر دیکھیں)

ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۰۶ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ذیشان ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ کان الشمس تجری فی وجهه۔ گویا آفتاب آپ کے چہرہ مبارک میں گھوم رہا ہے۔

(آفتاب نبوت ص ۳۰ از وہابیہ)

ام المومنین سیدہ عائشہ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

لنا شمس وللآفاق شمس وشمسی خیر من شمس السماء
لان الشمس تطلع بعد فجر وشمسی تطلع بعد العشاء

"ایک ہمارا سورج ہے اور ایک جہان والوں کا۔ میرا سورج آسمانی سورج سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ فجر کے بعد ابھرتا ہے اور میرا سورج عشاء کے بعد۔ ام المومنین ایک اور مقام پر فرماتی ہیں"۔

متی یبد فی الداجی البهیم جبینه یلح مثل مصباح الدجی المتوقد
فمن کان اومن قدیکون کا حمد نظام لحق اونکال لملحد

"اندھیری رات میں ان کی پیشانی نظر آتی ہے وہ اس طرح چمکتی ہے جیسے روشن چراغ۔ احمد مجتبیٰ ﷺ جیسا کون تھا اور کون ہوگا نظام حق قائم کرنے والا ملحدوں کو عبرت دینے والا"۔

اور اسی نے کیا خوب منظر کشی فرمائی ہے۔

انت شمس ' انت قمر ' انت نور فوق نور
انت لاشک محمد انت مصباح الصدور

"یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ شمس ہیں آپ ﷺ قمر ہیں آپ نور علی نور ہیں

بیشک آپ محمد ﷺ ہیں آپ سینوں کا چراغ ہیں"۔

دن کو اسی سے روشنی شب کو اسی سے چاندنی
سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

علامہ امام عبدالرحمان جامی نقشبندی متوفی ۸۹۸ھ فرماتے ہیں۔

والشمس کنایت بوداز روئے محمد ﷺ
واللیل اشارت کنداز موئے محمد ﷺ

(مقام رسول ص ۲۳۱)

"والشمس کا مطلب ہے روئے محمد ﷺ واللیل آپ ﷺ کی زلفوں کیلئے اشارہ ہے"۔

مفتی غلام حسن شہید ملتانی متوفی ۱۲۶۵ھ فرماتے ہیں۔

والشمس چہ باشد صفت وجہ شریفش
واللیل چہ باشد صفت موئے محمد ﷺ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدنا امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۳۴۰ھ) فرماتے ہیں۔

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحیٰ تیرے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

وہابیان دیوبند کے پیرو مرشد حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی متوفی ۱۳۱۷ھ فرماتے ہیں۔

ذات احمد ہے وہ بحر بیکراں، جس کا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان، ذات پاک احمد ہے والشمس والضحیٰ، جس کے یہ ذرے ہیں سارے اولیا۔ (کلیات امدادیہ ص ۱۳۸)

دسویں آیت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَالضُّحٰی ۙ ① وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ ② (الضحیٰ)

"قسم چاشت کی اور رات کی جب وہ (تاریکی کا) پردہ ڈالے"۔ (البیان)

امام المفسرین علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۰۶ھ تفسیر مفاتیح الغیب یعنی تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۹۶ میں فرماتے ہیں کہ الضحی سے حضور ﷺ کا چہرہ اقدس مراد ہے اور الیل سے آپ ﷺ کی زلف عنبرین مراد ہے (مقام رسول ص ۲۳۱)

علامہ حسین الکاشفی متوفی ۹۱۰ھ فرماتے ہیں۔ اشارۃ است برروشنی روئے محمدی ﷺ وکنایت است از سیاہی موئے دے۔ والضحی سے روئے محمدی ﷺ کی روشنی کی طرف اشارہ ہے اور الیل سے آپ ﷺ کی زلفوں کی سیاہی مراد ہے۔

(تفسیر حسینی ص ۱۳۸۴)

عارف باللہ علامہ اسماعیل حقی متوفی ۱۱۲۷ھ نے بھی تفسیر مندرجہ بالا کو نقل فرمایا ہے (تفسیر روح البیان ج ۱۰ ص ۴۵۳) عمدۃ المفسرین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۹ھ فرماتے ہیں۔ مراد از ضحیٰ روئے پیغمبر است ﷺ واز لیل موئے روکہ در سیاہی ہمچوں شب ست۔ ضحیٰ سے مراد حضور ﷺ کا چہرتابان ہے اور لیل سے مراد حضور ﷺ کے گیسوئے عنبرین ہیں جو سیاہی میں رات کی مانند ہیں۔

(تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۷)

صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مفسرین نے فرمایا (ضحی) چاشت اشارہ ہے نور جمال مصطفیٰ ﷺ کی طرف اور (لیل) شب کنایہ ہے آپ ﷺ کے گیسوئے عنبرین سے (ﷺ)۔ (تفسیر خزائن العرفان ص ۹۵۳ ف ۳)

فاضل اجل حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا کہ ضحیٰ سے مراد حضور ﷺ کی ولادت کا دن ہے اور لیل سے شب معراج مراد ہے اور بعض فرماتے ہیں کے ضحیٰ سے مراد حضور پرنور ﷺ کا رخ انور ہے اور لیل سے زلف عنبرین اور بعض نے فرمایا کہ ضحیٰ سے مراد نور علم ہے جو آنجناب ﷺ کو دیا گیا تھا جس کے سبب سے عالم غیب کے مخفی اسرار بے نقاب اور منکشف ہوئے اور لیل سے مراد آپ ﷺ کا عفو و درگزر کا خلق ہے۔ جس نے امت کے عیبوں کو ڈھانپ دیا۔ بعض

علماء کا ارشاد ہے کہ دن سے مراد حضور ﷺ کے ظاہری احوال ہیں جن سے مخلوق آگاہ ہے اور رات سے مراد آپ ﷺ کے احوال باطن ہیں جن کو علام الغیوب کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ (تفسیر ضیاء القرآن ج ۵ ص ۵۸۶)

علامہ حسین الکاشفی اور علامہ اسماعیل حقی نے اپنی تفسیروں میں لکھا ہے۔

والضحیٰ رمزے زروئے ہم چو ماہ مصطفیٰ است
معنی واللیل گیسوئے سیاہ مصطفیٰ است

(تفسیر حسینی و روح البیان)

حضرت خواجہ منشی غلام حسین شہید متوفی ۱۲۶۵ھ فرماتے ہیں۔

اے کہ زلف سیاہ عنبرینت واللیل
وے روئے تو والضحیٰ علیک الصلاۃ
اے کہ شرح والضحیٰ آمد جمال روئے تو
نکتہ واللیل وصف زلف عنبر بوئے تو

(دیوان حسن، مقام رسول)

گیارہویں آیت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ (الضحیٰ) ”اور بے شک (یہ) پچھلی (گھڑی) آپ کیلئے پہلی سے بہتر ہے“۔ (البیان) امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر ج ۵ ص ۵۹۸ میں اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز پ ۳۰ ص ۲۱ پر ارقام فرماتے ہیں یعنی اور البتہ ہر حالت آخر بہتر ہوگی آپ کے پہلے معاملہ سے تا نکہ آپ ﷺ کی بشریت کا اصلاً وجود نہ رہے اور غلبہ نور حق آپ ﷺ پر علی سبیل الدوام حاصل رہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ حبیب خدا ﷺ بلا شبہ نور ہیں گرچہ جامہ بشریت میں ملبوس ہو کر آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی نورانیت کو ہویدا کرنے کیلئے قرآن مجید کی آیتیں نازل فرما کر اہل ایمان کی

رہنمائی فرمائی ہے کہ وہ اپنے ایمان کو بچانے کیلئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت کا ہرگز انکار نہ کریں اور آپ ﷺ کی دونوں صفتوں یعنی نور و بشر کو مان کر اپنا ایمان مستحکم کریں۔

صحابہ کرام و ائمہ اعلام کا عقیدہ

وہابی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو نور ماننے کا عقیدہ بریلویوں نے گھڑ لیا ہے اسلام میں اس عقیدے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ یہ بھی کہدیتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کو نور ماننے والے مشرک ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی نور اور رسول ﷺ بھی نور۔ یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے؟ وہ بیچارے علم و عقل سے پیدل خود ملائکہ کو حوروں کو سورج کو چاند ستاروں کو نور مانتے ہیں اور اپنی آنکھوں میں نور تسلیم کرتے ہیں مگر سرور کشور رسالت ﷺ کو نور ماننے سے انہیں شرک کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ جس کا اثر انکے رگ و ریشے میں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ حالانکہ وہابیوں کے پیشوا اور دیوبندی وہابی وغیر مقلد وہابی بھی حضور ﷺ کا نور مجسم ہونا تسلیم کرتے تھے۔ (کمامر) اور اسے اسلامی عقیدہ قرار دیتے تھے اب ہم صحابہ کرام و صحابیات کے چند حوالے پیش کر کے اہل اسلام کو دکھانا چاہتے ہیں کہ یہ عقیدہ صحابہ کرام، تابعین، ائمہ مسلمین سے ثابت ہے وہ سب آپ ﷺ کو نور مجسم مانتے تھے۔ چنانچہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب صحابیہ کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

دلیل نمبر ۱: بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا، جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ کا نور چراغ کی روشنی کو مات کر رہا تھا۔ آپ ﷺ سجدہ ریز تھے، سجدہ سے سر اٹھایا تو فصیح و بلیغ زبان میں فرمایا۔ لا الٰہ الا اللہ، انی رسول اللہ، آپ کے چہرہ انور کے نور سے گھر منور و روشن ہو گیا۔ (چراغ کی روشنی ماند پڑ گئی) آپ ﷺ کو نہلانے کی ضرورت نہ تھی یعنی آپ ﷺ طیب و طاہر پاک و صاف پیدا ہوئے، آپ ﷺ مختون و ناف بریدہ تشریف لائے، آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (ﷺ) (شواہد النبوۃ ص ۵۶)

دلیل نمبر ۲: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے بتایا کہ

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت والی رات میں حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، میں گھر میں ہر طرف نور ہی نور دیکھتی تھی، ستارے قریب تر ہو رہے تھے حتیٰ کہ ان کے گرنے کا گمان ہونے لگا جب حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وضع حمل کیا تو ایک نور برآمد ہوا جس سے ہر شے روشن ہو گئی اور میں نے نور کے سوا کچھ نہ دیکھا۔

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۱۱۱، امام بیہقی و دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۱۳۵، امام ابونعیم، طبرانی وابن عساکر، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۵)

دلیل نمبر ۳: حضرت عرباض بن ساریہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ رأت حین وضعتہ نورا اضائت لہ قصور الشام۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ایسا نور دیکھا جس سے ان پر شام کے محلات روشن ہو گئے۔

(روایت کیا اس کو احمد، بزار طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۶، ابن حبان ج ۹ ص ۱۰۶)

دلیل نمبر ۴: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ کے ساتھ ایک ایسا نور ظاہر ہوا جس سے مشرق و مغرب کے اندر کی ہر چیز روشن ہو گئی۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۶)

دلیل نمبر ۵: حضرت ابوالعجفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری والدہ نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک نور ظاہر ہوا جس سے بصرہ کے محلات روشن ہو گئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۶)

دلیل نمبر ۶: بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بی بی آمنہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں میں نے آپ ﷺ کی ولادت کی رات نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے اور میں نے انہیں دیکھا۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۶)

دلیل نمبر ۷: بنی سعد کی مرضعہ (یعنی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے

روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں بوقت ولادت میرے بطن سے ایک شعاع ظاہر ہوئی جس سے ساری زمین روشن ہوگئی اور میں نے شام کے محل دیکھے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۶)

دلیل نمبر ۸: حضرت اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی ولادت کے وقت میرے بطن سے نور کا ظہور ہوا جس سے شام کے محلات جگمگا اٹھے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۶)

دلیل نمبر ۹: حضرت ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن قبطیہ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آپ ﷺ کی ولادت کے وقت میں نے دیکھا کہ میرے شکم سے شہاب (نور) برآمد ہوا جس سے ساری زمین روشن ہوگئی۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۴۶)

دلیل نمبر ۱۰: حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا کہ مکہ پر ظلمت چھا گئی کہ اپنا ہاتھ نظر نہ آتا۔ پھر اچانک چاہ زمزم سے نور ظاہر ہوا' وہ نور آسمان کی طرف بلند ہو کر بیت اللہ کو منور کرنے لگا اور سارے مکے کو بقعہ نور بنا دیا۔ نخلستان مدینہ بھی اس سے منور ہوگیا۔ خالد نے یہ خواب اپنے بھائی عمرو بن سعید کو سنایا' انہوں نے کہا' یہ نور بنی عبدالمطلب میں ظاہر ہوگا۔ دار قطنی اور ابن عساکر نے روایت کی کہ جب خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوئے تو انہوں نے یہ خواب حضور ﷺ کو سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ **یا خالد انا واللہ ذلک النورو انا رسول اللہ فاسلم**۔ اے خالد اللہ تعالیٰ کی قسم وہ نور میں ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو نور مان کر اور رسول تسلیم کر کے ایمان کی دولت حاصل کی۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۲ عن ابن سعد' الوفی لابن جوزی، ج ۱ ص ۸۰' ۸۱)

دلیل نمبر ۱۱: حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں جس روز سے ہم نے

آپ ﷺ کو اپنی غوش میں لیا ہمیں کبھی چراغ جلانے کی ضرورت نہ پڑی آپ ﷺ کے چہرہ انور کی روشنی چراغ سے زیادہ نورانی تھی۔ اگر ہمیں کہیں چراغ کی حاجت ہوتی تو ہم آپ ﷺ کو وہاں لے جاتے آپ ﷺ کے نور کی برکت و چمک سے تمام مقامات روشن ہو جاتے۔ (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۱۴)

دلیل نمبر ۱۲: ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بوقت سحر سی رہی تھیں تو ان کے ہات سے سوئی گر گئی اسے تلاش کیا نہ ملی حضور اکرم نور مجسم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرہ انور کے شعاع سے سوئی مل گئی۔ الحدیث۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۲، شواہد النبوۃ۔ النعمۃ الکبریٰ)

دلیل نمبر ۱۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں۔ اذا تکلم رأی کالنور یخرج من بین ثنایاہ۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ ﷺ کے دانتوں سے نور نکلتا ہوا دکھائی دیتا۔ (شمائل ترمذی ص ۲، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۲ قال السیوطی اخرجہ الدرامی، والبیہقی والطبرانی فی الاوسط و ابن عساکر، قال شیخنا الفیضی، الکاف زائدۃ۔ (مقام رسول ص ۲۳۳)

دلیل نمبر ۱۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی گویا آپ کے رخسار مبارک میں سورج تیر رہا ہے۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۰۶، کتاب الشفاء ج ۱ ص ۳۹۔ ابن حبان ج ۹ ص ۷۴)

دلیل نمبر ۱۵: حضرت ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا چہرہ انور چودہویں رات کے چاند کی مثل چمکتا تھا۔ (شفاء شریف ج ۱ ص ۳۹۔ شمائل ترمذی)

دلیل نمبر ۱۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب آپ تبسم فرماتے تو دیواروں پر چمک پڑتی میں نے آپ ﷺ کی مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۴، شفاء شریف ج ۱ ص ۳۹، کنز العمال)

دلیل نمبر ۱۷: حضرت ابو عبیدہ نے حضرت ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔ تو مجھے

سرکار کی وصف بتا۔ اس نے کہا۔ **لو رأیته لقلت الشمس طالعة** اگر تو آپ ﷺ کو دیکھ لیتا تو کہتا سورج طلوع ہو گیا ہے۔ () خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۲)

دلیل نمبر ۱۸: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ خوشی سے آپ ﷺ کا چہرہ انور ایسا چمکتا کہ گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۰۲، خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۲، کنز العمال)

دلیل نمبر ۱۹: حضرت برآء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ حسین و خوبصورت تھے۔ الحدیث۔ بخاری و مسلم (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

دلیل نمبر ۲۰: حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور شمشیر کی مانند تھا۔ فرمایا' نہیں بلکہ چاند جیسا تھا۔

بخاری۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

دلیل نمبر ۲۱: حضرت جابر بن سمرہ سے کسی نے پوچھا' کیا حضور ﷺ کا چہرہ انور طویل تھا۔ فرمایا' نہیں چاند و سورج جیسا مستدیر تھا۔ مسلم (خصائص ج ۱ ص ۷۱)

دلیل نمبر ۲۲: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چاندنی راتوں میں دیکھا۔ آپ ﷺ سرخ لباس میں ملبوس تھے۔ کبھی میں آپ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو تو بلاشبہ آپ ﷺ میری آنکھوں کو چاند سے زیادہ حسین معلوم ہوئے۔ دارمی' بیہقی (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۱)

چاند سے تشبیہ دینا کیا یہ بھی کوئی انصاف ہے
چاند کے منہ پر چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

دلیل نمبر ۲۳: خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ ﷺ کا چہرہ انور چاند جیسا مدور (گول) تھا۔ ابونعیم۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۲)

دلیل نمبر ۲۴: ابواسحاق نے ایک ہمدانی عورت سے پوچھا کہ تو نے حضور ﷺ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی ہے یہ تو بتا کہ آپ ﷺ کی شبیہ کیسی تھی اس نے کہا آپ

ﷺ چوہدویں رات کے چاند جیسے تھے میں نے آپ ﷺ جیسا نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ بیہقی۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷۲)

دلیل نمبر ۲۵: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ امین ہیں نیکی کی طرف بلانے والے ہیں آپ ﷺ کی روشنی اندھیروں کو چودھویں رات کے چاند کی طرح زائل کرنے والی ہے۔
(الانوار المحمدیہ ص ۷۵)

دلیل نمبر ۲۶: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں حضور ﷺ جب کلام فرماتے تو آپ ﷺ کے دندان مبارک کے درمیان سے نور مبارک نکلتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ (الانور المحمدیہ ص ۷۶)

دلیل نمبر ۲۷: صحابی رسول ونواسہ مصطفیٰ، شہزادہ مرتضیٰ وسیدہ زہراء حضرت امام حسین مجتبیٰ علیہ وعلی جدہ وآباء الصلوٰۃ والسلام نے آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک اس طرح منور و روشن تھا جیسے چودھویں رات کا چاند چمکتا ہو۔ (الانور المحمدیہ ص ۷۶ وص ۷۷)

دلیل نمبر ۲۸: عم الرسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور کم از کم تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ وایمان جو انہوں نے غزوہ تبوک کی واپسی پر مدینۃ الرسول میں نور علی نور نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ اشعار کا ترجمہ تھانوی وہابی کی نشر الطیب ۱۲ مطبوعہ تاج کمپنی سے منقول ہے۔ اور آپ ﷺ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ ﷺ کے نور سے آفاق منور ہو گئے سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو قطع کر رہے ہیں۔
(البدایہ والنہایہ، ج ۲ ص ۲۵۸ الشمامۃ العنبریہ ص ۱۱۰ از غیر مقلد)

دلیل نمبر ۲۹: شیخ الحدیث فی الصحابہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ جب تبسم فرماتے تو آپ ﷺ کے نور مبارک سے دیواریں چمک اٹھتیں۔
(الانوار المحمدیہ ص ۸۰)

دلیل نمبر ۳۰: شاعر دربار رسالت مآب حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں بارگاہ نبوت سے روح القدس کی مدد مل جانے کا تمغا ملا ان کے اشعار کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔ جب سخت تاریک رات میں آپ ﷺ کی نورانی پیشانی ظاہر ہوتی تو وہ اندھیری رات میں چراغ کی طرح روشنی دیتی۔ آپ ﷺ کے نور مبارک نے تمام دنیا کو روشن کر دیا جو بھی اس نور مبارک سے مستفیض ہوا وہ ہدایت پا گیا۔ آپ ﷺ کا نور ایسا ہے کہ جس نے سب کو روشن کر دیا۔ آپ ﷺ کا نور بہت پہلے سے ہے کہ چودھویں کا چاند بھی اس سے نور حاصل کرتا ہے۔

(الانور المحمدیہ ص ۸۲ و ۸۳)

دلیل نمبر ۳۱: حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ شہروں میں آپ ﷺ کے نور کی روشنی پھیل گئی۔ مخلوق اس نور کی موجوں سے قائم ہے۔

(الانور المحمدیہ ص ۸۵ ' البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص ۲۹۶)

دلیل نمبر ۳۲: حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ کے نور مبارک سے ساری زمین روشن ہوگئی۔

(کتاب الوفیٰ ج ۱ ص ۹۵ ' خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۷ ' الانوار المحمدیہ ص ۸۵)

دلیل نمبر ۳۳: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا چہرہ انور سورج اور چاند جیسا نورانی تھا۔ (الانوار المحمدیہ ص ۸۵)

دلیل نمبر ۳۴: حضرت عبداللہ بن زبعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت کی جو نشانیاں عطا فرمائی ہیں انمیں ایک نشانی آپ کی پیشانی سے چمکنے والا نور اور دوسری مہر نبوت ہے۔

(ملخصا۔ الانوار المحمدیہ ص ۸۹)

دلیل نمبر ۳۵: غیر مقلد وہابیوں کے قاضی سلیمان حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں جب آپ کو دیکھنے گیا تو مجھے چہرہ نظر آتے ہی عرفان ہو گیا تھا کہ جھوٹے میں یہ بات کہاں یعنی جھوٹے کے چہرے پر یہ نور اور

روشنی نہیں ہو سکتی۔ (رحمۃ للعالمین ج ۲ ص ۴۷۳)

دلیل نمبر ۳۶: وہابیوں کے پیشوا علامہ ابن کثیر نے حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے اشعار جو انہوں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پیش کیے تھے لکھے ہیں۔ ترجمہ ملاحظہ ہو۔ بیشک رسول اللہ ﷺ ضرور نور ہیں آپ ﷺ سے نور حاصل کیا جاتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے چمکنے والی تلوار ہیں۔

(البدایۃ والنہایۃ الانوار المحمدیہ ص ۹۰)

امام محمد بن عبد الباقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جب بارگاہ نبوی ﷺ میں یہ شعر پیش کیا تو آپ ﷺ نے آخری مصرعہ کی اصلاح فرمائی لیکن۔ ان الرسول لنور یستضاء بہ کو حسب سابق برقرار رکھا۔ اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ آپ ﷺ نور ہیں اور جو کوئی آپ ﷺ کو نور کہے اور آپ ﷺ کے نور ہونے کا اعلان کرے آپ ﷺ اس پر خوش ہوتے ہیں۔

(زرقانی علی المواہب ج ۳ ص ۱۵۹ الانوار المحمدیہ ص ۹۰)

دلیل نمبر ۳۷: وہابیوں کے پیشرو حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ حضور ﷺ جب مدینۃ المنورہ جلوہ افروز ہوئے تو عورتوں اور بچوں کی زبان پر جاری تھا۔ طلع البدر علینا الخ۔ ترجمہ۔ چودھویں رات کا چاند وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر جلوہ فگن ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے محبوب کی دعوت کا شکریہ ہم پر واجب ہے۔ (البدایہ والنہایۃ ج ۳ ص ۱۹۷)

دلیل نمبر ۳۸: حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں۔ میں جب حضور ﷺ کو اٹھانے کیلئے حاضر ہوئی تو اس وقت آپ ﷺ محو استراحت تھے آپ ﷺ کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئی میں آپ کے قریب گئی اور آپ کے سینہ انور پر اپنا ہاتھ رکھا تو آپ نے مسکراتے ہوئے اپنی مبارک آنکھوں کو کھولا۔ فخرج من عینیہ نور حتی دخل خلال السماء۔ تو آپ ﷺ کی نورانی آنکھوں سے نور ظاہر ہوا جو آسمان میں داخل ہو گیا۔

(الانوار المحمدیہ ص ۵۹)

دلیل نمبر ۳۹: غیر مقلد وہابیوں کے سہارے علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں۔ حضرت سعدیہ جب حضور ﷺ کو دودھ پلاتی تو انہیں چراغ کی ضرورت نہ ہوتی ایک دن ام خولہ سعدیہ نے کہا حلیمہ تو اپنے گھر میں ساری رات چراغ جلاتی ہے تو آپ نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم میں چراغ نہیں جلاتی۔ ولكنه نور محمد صلى الله عليه وسلم۔ اور لیکن یہ تو حضرت محمد ﷺ کا نور مبارک ہے جو رات بھر گھر کو روشن رکھتا ہے۔

(المیلاد النبوی الانوار المحمدیہ ص ۹۴)

دلیل نمبر ۴۰

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے ان کی والدہ ماجدہ بی بی شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ ﷺ پیدا ہوئے...... تو تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہوگئی یہاں تک کہ میں نے روم کے بعض محل دیکھے۔

(نشر الطیب ص ۲۴)

قارئین محترم: آپ کتاب ہذا کے مندرجات بغور پڑھ چکے ہیں اور دلائل کی پختگی آپ کے سامنے ہے ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھنے والا اور اس کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو سچا نبی و رسول ماننے والا آپ ﷺ کی اس خداداد شان و مقام کا انکار کیونکر کرے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو۔ آپ کا اول الخلق ہونا نور علی نور ہونا آپ ﷺ کے نور سے پوری کائنات کا تخلیق کیا جانا' ارواح انبیاء و ملائکہ و جملہ نوری مخلوق کا منبع آپ ﷺ کی ذات نورانی کو بتانا اور آپ ﷺ کے نور کا حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے پاس ودیعت رکھنا پھر پاکیزہ پشتوں اور منزہ رحموں میں اس کا منتقل ہونا اور آپ ﷺ کا علی الاعلان یہ فرمان۔ خرجت من نكاح غير سفاح (الحدیث) کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۱ اور پھر بقدرت الٰہی جامہ بشریت میں ملبوس ہو کر چالیس سال تک کسی مخالف و معاند کو حرف گیری کا موقع نہ دینا پھر بحکم ربی اپنی نبوت و رسالت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچم بلند کرنا پھر وصال فرما کر امت کی بخشش کی دعا مانگنا اور یہ فرمانا کہ حیاتی

خیر لکم و مماتی خیر لکم (کنز العمال ج ۱۱ ص ۱۸۳) یعنی میرا دنیا میں رہنا بھی تمہارے نفع کیلئے ہے اور روضہ میں چلے جانا بھی تمہارے نفع کیلئے ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد و حکم جاری فرمانا کہ۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ (النساء) اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در دولت پر حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا بے حد مہربان پائیں گے۔ اس حکم کے ذریعہ سے ساری امت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار عالی کا محتاج کر دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات برزخی من کل الوجوہ کو ظاہر کر دینا ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار کوئی دشمن خدا اور رسول تو کر سکتا ہے صاحب انصاف سے انکار ممکن نہیں ہے۔ صحابہ کرام آل اطہار اولیاء کبار محدثین، مفسرین ائمہ اسلام سبھی نے ان حقائق کو تسلیم کیا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور آنے والے تمام مسلمانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و مرتبہ کی حقیقتوں کو سمجھنے کی توفیق بخشے آمین۔ تمت بالخیر۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام رفعت کے طفیل مجھے اور میرے قارئین کو میرے اور ان کے والدین و اولاد کو بلکہ جملہ مومنین و مومنات کو عذاب قبر فشار قبر، ضغطہ قبر، تاریکی قبر اور دنیا و آخرت کی ہر مصیبت سے بچائے۔ آمین، اس کتاب کے معرض وجود میں لانے اور اس کی اشاعت کرانے میں ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور نے بہت حوصلہ دیا اور زر کثیر صرف فرما کر اس کتاب کو آپ تک پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ ادارہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرات محترم! اس وقت ہم سب دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہیں۔ یہ ہماری خوش بختی ہے، نصیب یاوری ہے۔ یہ وہ سعادت عظمیٰ ہے جس کی طلب اور تڑپ جس کی حسرت و آرزو لاکھوں کروڑوں سینوں میں پل رہی ہے۔ اس مقدس سرزمین پر جہاں ہر ایک سوالی

بن کر جھولی پھیلائے کھڑا ہے۔ جہاں بادشاہ وقت ہو یا عالم بے بدل ہو، سبھی سائل، منگتے اور فریادی ہیں۔ مجھ جیسے کمتر و ناچیز کا کچھ کہنا یقیناً حسب حال نہیں مگر حضرت (مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ) کا حکم ہے اس لئے چند گزارشات برکت اور ثواب کے حصول کی خاطر پیش خدمت ہیں۔ اگر حضرت قطب مدینہ دامت برکاتہم القدسیہ کی دعائیں میرے شامل حال رہیں تو چند الفاظ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر پاؤں گا، وگرنہ یہ بولنے کا مقام اور کہنے کی جگہ نہیں۔

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی آیت تلاوت کی ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ (المائدہ)

"بے شک جلوہ گر ہوا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب"۔

قرآن مجید میں کئی مقامات پر لفظ نور آیا ہے اور ہر جگہ نور کے معنی محل استعمال کے مطابق ہیں۔ اس آیت کریمہ میں لفظ "نور" سے مراد کیا ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

ای محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکابر صحابہ علماء راسخین مجتہدین اجلہ مفسرین کے ارشادات گرامی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کی روشنی میں ہمارا مسلک ہمارا عقیدہ بالکل واضح ہے کہ: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ سے ذات پاک محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور ہونا ثابت ہے۔

اس مقام پر مجھے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات یاد آئی ہے آپ فرماتے ہیں

النور جوھر مجرد ظاھر لذاتہ مظھر لغیرہ "نور ایک جوہر مجرد ہے اپنی ذات میں ظاہر ہوتا ہے اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہوتا ہے"۔ نور کی یہ تعریف نبی اکرم ﷺ پر خوب صادق آتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مادیت، جسمانیت اور جوہریت سے پاک ہے۔ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض۔ تو حضور اکرم ﷺ وہ جوہر مجرد ہیں، جس کی طرف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا۔ یہ نور جو جوہر مجرد ہے ایک مصدر ہے۔ یہاں لفظ "نور"

کا کوئی صلہ بھی مذکور نہیں ہے۔ صلہ مذکور نہ ہونا اس کے مطلق ہونے کی دلیل ہے

المطلق یجری علی الطلاقه

"مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے" یعنی حضور تاجدار مدنی ﷺ جو ہر مجرد "ظاہر لذاتہ اور مظہر لغیرہ" ہیں۔ خود ظاہر ہیں اور دوسروں کو ظاہر کرنے والے ہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک غایت ظہور کی ہے اور دوسری غایت بطون کی۔ ایک حیثیت سے سرکار ظاہر ہیں اور اتنے ظاہر کہ ان سے زیادہ کوئی ظاہر نہیں اور ایک حیثیت سے سرکار پوشیدہ ہیں اور ایسے مخفی کہ ان سے زیادہ کوئی مخفی نہیں۔ اگر ظہور کا عالم ہے تو یہ کہ پتھر اور کنکریاں تک جانتی ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس لئے تو آپ کے نام کا کلمہ پڑھتی ہیں۔ بادل بھی جانتے ہیں کہ آپ ﷺ ہیں۔ اسی لئے تو آپ کی انگشت مبارک کے ساتھ ساتھ پھٹتے جاتے ہیں۔ پانی بھی جانتا ہے کہ آپ اللہ کے فرستادہ نبی ہیں اسی لئے آپ کی مقدس انگلیوں سے جاری ہو جاتا ہے چاند اور سورج بھی جانتے ہیں کہ آپ پیغمبر خدا ہیں اسی لئے تو آپ کے اشارے کے منتظر رہتے ہیں۔ درخت بھی جانتے ہیں کہ آپ ہی سبب ایجاد عالم ہیں اسی لئے آپ کے بلاوے پر چلے آتے ہیں۔ جانور بھی جانتے ہیں کہ آپ باعث تخلیق کائنات ہیں۔ اسی لئے آپ کے قدموں پر اپنے سر رکھ دیتے ہیں۔ پہاڑ بھی جانتے ہیں کہ آپ مرکز الفت و محبت ہیں۔ اسی لئے تو "احد" آپ سے محبت کرا ہے۔ گویا جب سرکار ﷺ کے ظہور کا عالم ہو تو شجر و حجر حیوان بلکہ اجرام فلکی تک آپ ﷺ ظاہر ہیں اور جب بطون کا عالم ہو پوشیدگی اور خفی کا عالم ہو تو رب کائنات کے سوا آپ ﷺ کی حقیقت سے دوسرا کوئی واقف نہیں۔ حتیٰ کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ہمدم دیرینہ خلوت اور جلوت کے ساتھی زندگی کے ہر راستے کے ہمراہی سے ارشاد ہوتا ہے۔

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی

"اے ابوبکر میرے صبح و شام لیل و نہار تم پر آشکار ہیں"۔ میرا مزاج، میری سیرت و کردار، میری عادات و اطوار، میری پسند ناپسند کا معیار تمہارے سامنے ہے۔ میری زندگی کا

ہر لمحہ کھلی کتاب کی طرح ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم میری حقیقت سے بھی واقف ہو گئے ہو، نہیں "میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔

بہر حال عزیزان محترم! یہ ایک علیحدہ موضوع ہے۔ میں گفتگو کی روانی میں دور نکل گیا کہنا یہ تھا کہ حضور ﷺ "ظاہر لذاتہ" ہیں کہ تمام عالم امکان اُن کی جلوہ گاہ ہے، یہ ساری بساطِ ہستی آپ ﷺ ہی کے حسن کو منکشف کرنے کے لئے بچھائی گئی ہے۔ آپ ﷺ کی جلوہ گری کے لئے کون و مکاں تخلیق ہوئے۔

اس مقام پر اگر یہ حقیقت بھی ذہن میں رہے تو بات سمجھنے میں زیادہ آسانی ہو گی کہ "نور، انبساط کا مبداء ہے۔ انبساط یعنی کسی چیز کے کھلنے کی ابتداء "نور" سے ہستی ہے۔ تمام عالم امکان "نور" کے بغیر نہیں کھلتا۔ مثلاً اگر کسی چیز کو دیکھنا ہو تو دیکھنے کا انبساط نور بصارت پر ہو گا۔ بصار کے نور کے بغیر دیکھی جانے والی چیزیں منکشف نہ ہوں گی۔ اگر کوئی آواز سنی جائے تو سننے کا انبساط نور سماعت پر ہو گا، سماعت کے نور کے بغیر مسموع اشیاء آشکار نہ ہوں گی۔ علیٰ ہذا القیاس تمام محسوسات کے لئے مبداء انبساط حواس ہیں۔ حواس کے ذریعے تمام محسوسات کا علم ہوتا ہے، اسی طرح تمام معقولات کے لئے مبداء انبساط عقل ہے۔ عقل بھی نور ہے، حواس کی ہر اصل نور ہے نور ہی تمام چیزوں کا مبداء اور انبساط ہوتا ہے، نور ہی حقائق کا انکشاف اور اسرار کے پردے اٹھانے والا ہوتا ہے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام کائنات کا، تمام معلومات کا مبداء انبساط ہیں مبداء علم کا انبساط حضور ﷺ کی ذات والاصفات ہے، کیونکہ ہر علم کا مبداء انبساط نور ہوتا ہے۔ تو وہی ہستی تمام کائنات کا سرار و رموز اور علم معرفت کا مبداء انبساط ہو سکتی ہے جو کسی ایک طرح یا ایک قسم کا نور نہ ہو بلکہ نور مطلق ہو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور مطلق ہیں۔ اسی لئے عالم امکان کے لئے "ذات وجوب" کا انبساط ہوتا ہے۔ تو اس کا مبداء بھی سرکار دو عالم ﷺ یعنی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نہ ہوتے تو مخلوق خدا پر خالق کی معرفت کا کشف نہ ہوتا۔

اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ خود ظاہر ہیں اور ایسے

ظاہر ہیں کہ ان سے زیادہ کوئی چیز ظاہر نہیں اس لحاظ سے میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام "ظاہر لذاتہ" ہیں اور چونکہ تمام مخلوق خدا اپنے وجود اور اپنی بقا کے لئے سرکار ﷺ کی مرہون منت ہے۔ مخلوق پر ذات وجوب کے انکشاف واظہار کا ذریعہ بھی آپ ہی ہیں۔ اس اعتبار سے آپ "مظہر لغیرہ" ہیں اور نور کی یہ تعریف کہ وہ جوہر مجرد ہے۔ ظاہر لذاتہ اور مظہر لغیرہ (خود ظاہر اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا) ہے تو یہ تعریف خدا پر صادق نہیں آتی کہ وہ جوہر نہیں جوہر کا خالق ہے وہ مظہر لغیرہ اور ظاہر لذاتہ کا خالق ہے۔

یہ درست ہے کہ نور کی کئی قسمیں ہیں۔ وہ نور بصر اور نور سمع بھی ہو سکتا ہے وہ نور عقل اور نور علم بھی ہو سکا ہے وہ ہدایت اور نور ایمان بھی ہو سکتا ہے وہ ظاہری یا باطنی نور بھی ہو سکتا ہے۔ وہ جسمانی یا روحانی نور بھی ہو سکتا ہے۔ وہ معنوی یا حقیقی نور بھی، ہو سکتا ہے وہ نور حسی بھی ہو سکتا ہے اور عقلی بھی...... مگر چونکہ قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ میں کوئی قید نہیں لگائی گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور مطلق ہیں۔ آپ علم وعرفان کا نور ہیں تو عرش وکرسی کا نور بھی آپ تقویٰ وہدایت کا نور ہیں تو لوح وقلم کا نور بھی۔ آپ اسلام اور ایمان کا نور ہیں تو شمس و قمر کا نور بھی۔ الغرض اسی عالم امکان میں ہر نور کی مبداء آپ کی ذات اقدس ہے۔

یہاں پر کئی ایک سوالات اور شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔ ان کا سرسری ذکر بھی موقع محل کے خلاف نہ ہوگا...... ایک سوال تو بچگانہ سا ہے، کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر وناظر ہیں۔ اور نور حسی بھی۔ تو پھر کہیں بھی اندھیرا نہ ہونا چاہیے۔ تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ نور کا ادراک نور ہی کر سکتا ہے۔ اگر آنکھ نور سے خالی ہو تو آفتاب نصف النہار بھی دکھائی نہ دے گا۔ ملائکہ کے نور حقیقی ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے وہ ہمہ وقت ہمارے ساتھ ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ جو زمین وآسمان کا نور ہے ہمہ وقت ہر جگہ پر موجود ہے اس کے باوجود بے شمار جگہوں پر اندھیرا بھی ہوتا ہے جب یہ اندھیرا ملائکہ بلکہ رب تعالیٰ کے نور ہونے کے خلاف دلیل نہیں بن سکتا۔ تو محبوب رب کائنات کی نورانیت کے انکار کا ثبوت کیسے بن سکتا ہے۔ جب کہ سرکار کا نور ملائکہ کے نور سے زیادہ لطیف ہے یہ بات تو زمانہ

جاہلیت میں تھی جیسا کہ اقبال نے کہا:

خوگر پیکر محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی ان دیکھے خدا کو کیونکر

بہرحال میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت جب چاہا اپنے محبوب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی اور حسی نورانیت کو ظاہر فرما دیا اور جب چاہا اسے پوشیدہ کر دیا۔ یاد رکھیے عدم ظہور عدم وجود کی دلیل نہیں...... بلکہ عدم ظہور تو درحقیقت وجود کی دلیل ہے وہ اس لئے کہ اگر کوئی چیز سرے سے موجود ہی نہ ہو تو وہ اس کے ظاہر یا غائب ہونے کا تصور قائم نہیں ہو سکتا۔ بہرحال اگر کسی وقت میرے آقا کا نور حسی طور پر ظاہر نہیں ہوا تو یہ میرے رب کی حکمت کا تقاضا تھا اور جب اس نے چاہا تو یہ نور ظاہر بھی فرما دیا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صبح صادق سے قبل اپنے حجرہ مبارکہ میں سوئی تلاش کر رہی تھیں کہ اتنے میں سرکار ﷺ تشریف لائے اور آپ کا نور حسی طور پر اتنا ظاہر ہوا کہ اس روشنی میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوئی تلاش کر لی ”خصائص کبریٰ للامام سیوطی ج ۱ ص ۶۲“ اسی طرح ایک اور حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

اذا ضحک یتلالؤ فی الجدر

کہ جب سرکار دو عالم ﷺ تبسم فرماتے تھے آپ کے دندان مبارک سے نور کی شعائیں پھوٹتی تھیں اسی طرح حدیث مبارکہ میں آتا ہے ”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندانہائے مبارک کی کشادگی سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں“ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ”میرے آقا ﷺ کی پیشانی مبارک کی لکیروں سے نور کی شعائیں نکلتی تھیں اور پھر عالم مسرت میں سرکار کا تمام رخ انور اس قدر روشن ہو جاتا تھا کہ کرنیں پھوٹتی محسوس ہوتی تھیں“۔ (زرقانی علی المواہب ج ۴ ص ۹۱ سیرت رسول عربی ص ۷ ۲۴۳۔ شمائل ترمذی)

گویا عرض کرنے کا مدعا یہ تھا کہ کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب کے نور کو حسی طور

ظاہر فرما دیتا تھا اور کبھی پوشیدہ رکھتا تھا یہ اسی کی حکمتیں ہیں اور ان پر اعتراض یا کلام کرنا ہمیں زیب نہیں دیتا۔

ایک اور حدیث کو بطور اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض اوقات تہجد کے وقت میں سو رہی ہوتی تھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تہجد ادا کرتے ہوئے مجھے چھوتے تو میں سجدہ کے لئے جگہ چھوڑ دیتی تھی یہ حدیث چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مسلم و بخاری دونوں میں ہے لیکن نفس مضمون ایک ہی ہے اس لئے حدیث کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا معترض نے کہا کہ عائشہ کا یہ رمان اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور نہیں ہیں۔ اصولی طور پر تو اس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں مزید عرض یہ ہے کہ اس حدیث میں تو نماز تہجد کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک کے حسی طور پر ظاہر نہ ہونے کی حکمت اور وجہ بیان کر دی گئی ہے کم از کم اس حدیث کو تو اعتراض کی بنیاد نہیں بنانا چاہیے تھا۔ وہ حکمت یہ ہے کہ حالت وضو میں بلکہ حالت نماز میں عورت کے بدن کو ہاتھ لگ جانا ناقص وضو اور ناقص نماز نہیں ہے۔ یہ مصلحت تھی اس وقت اندھیرا ہونے اور نور کے حسی طور پر ظاہر نہ ہونے کی گویا یہ عدم ظہور دین کی تکمیل کے لئے تھا مسئلہ شریعت کی تعلیم کے لئے تھا۔

آپ اس محفل میں تشریف فرما ہیں بیٹھے ہوئے ہیں خاموشی سے میری بات سن رہے ہیں آپ کو اس حال میں دیکھ کر اگر کوئی کہے کہ آپ لوگ چل نہیں سکتے اور بات بھی نہیں کر سکتے تو یہ بات مضحکہ خیز ہوگی۔ غلط، خلاف واقعہ ہوگی کہ اس وقت آپ کا نہ چلنا، نہ بولنا محفل کے آداب اور وقت کے تقاضے کے تحت ہے۔ ہاں جب ضرورت ہوگی آپ گفتگو بھی کریں گے اور چلنا پھرنا شروع کر دیں گے۔ ہمارے افعال کی طرح خدا کے افعال بھی ضرورت کے مطابق صادر ہوتے ہیں۔ یہاں سب زندہ سلامت جیتے جاگتے افراد بیٹھے ہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مارنے پر قادر نہیں؟ یقیناً اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے یا آپ کے ہاتھ میں قلم ہے، اس کی باریک نب سے آپ نفیس باریک کاغذ پر لکھ

رہے ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمارے ہاتھ میں کلہاڑا ہوا ہے اور اس سے ہم لکڑی کو پھاڑ دیتے ہیں اب کاغذ پر قلم سے لکھتے ہوئے کوئی یہ گمان کرے کہ ہمارے ہاتھ میں لکڑی چیرنے کی قوت نہیں ہے اگر ہوتی تو اتنا باریک کاغذ کیسے رہ جاتا۔ الغرض ایسی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں کہ قوت و طاقت قدرت و اختیار شجاعت و بہادری تکلم و تبسم گویائی و بینائی تمام صفات و کمالات اور جملہ صلاحیتوں کا اظہار ضرورت مصلحت اور حکمت کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کے تحت کبھی ''نور محمدی'' حسی طور پر ظاہر ہوا کبھی پوشیدہ رہا۔

اور اگر یہاں یہ سوال کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور مجسم بنایا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کا کیا مطلب ہوگا۔

اللھم اجعل لی نورا فی قلبی ونورا فی جسمی ونورا فی
قبری و نورا بصری و نورا فی شعری ونورا فی بشری
و نورا فی لحمی و نورا فی عظامی و نورا منالخ

یعنی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود نور ہیں تو وہ اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا کیوں کر رہے ہیں کہ وہ انہیں نور بنا دے۔ اس دعا کا کیا مقصد ہے؟ دعا تو اس چیز کے لئے ہوتی ہے جو پہلے سے حاصل نہ ہو اور جو چیز پہلے سے موجود ہے حاصل ہے تو اس کے حصول کی دعا لا حاصل ہوگی۔

اس سوال کے جواب میں عرض ہے کہ بسا اوقات بلکہ اس مقام پر یوں کہنا پڑے گا کہ کسی نعمت کے لئے دعا دراصل اس کے ثابت اور باقی رہنے کے لئے کی جاتی ہے یا اس نعمت کی ترقی مقصود ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلند درجات کے لئے یہ دعا تعلیم فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے اپنے حبیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجے بلند فرمائے۔ اللہ کے حبیب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر اس سے اگلے درجے کو طلب فرمایا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ۝۴ (الضحیٰ) ”اور بے شک (ہر) پچھلی (گھڑی) آپ کے لئے پہلی سے بہتر ہے“۔

کمالات محمدی کا ظہور ہو رہا ہے تمام کمالات کا تدریجا اظہار ہوتا جا رہا ہے اور اس دعا کا مطلب ہے کہ الٰہی تو میرے اس درجے کو ایک اور درجہ آگے بڑھا دے۔ اور میری نورانیت کا اظہار فرما دے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ ماں اپنے بچے کو لقمہ دیتی ہے تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پہلے اپنے منہ میں وہ لقمہ چبا کر پھر بچے کے منہ میں دیتی ہے تا کہ بچے کو لقمہ نگلنے میں آسانی رہے۔ اسی طرح جن الفاظ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا فرمائی وہ اس لئے بابرکت ہوگئی ہے کہ امت جب ان الفاظ میں دعا کرے گی تو وہ دعا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بولے ہوئے الفاظ ہوں گے اور انہیں خالی واپس کرنا اللہ تعالیٰ کو گوارہ نہ ہوگا۔ آخر ہم بھی تو اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ اے مولا ہمیں ایمان عطا فرما ہمیں یقین کی دولت سے سرفراز فرما کیا اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہم ایمان سے محروم ہیں یا ہمیں اللہ اور اس کے فرمان پر یقین نہیں ہے۔ یقیناً اس سے یہ مراد نہیں ہوتا بلکہ مدعا یہ ہوتا ہے کہ مولا ہمارے ایمان اور یقین میں ترقی عطا فرمائے اور اسے ہمارے لئے باقی رکھے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رب سے جو یہ دعا مانگی تو کیا رب نے یہ دعا قبول نہ فرمائی ہوگی۔ اگر نبی کی دعا بھی رد کی جا سکتی ہو تو ہمارے لئے امید کی کیا گنجائش باقی رہے گی۔ پھر ہماری دعا کی کیا وقعت اور کیا حیثیت رہ جائے گی؟ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا مانگی اور یقیناً قبول بھی ہوئی۔ تو کم از کم اب تو یہ شبہ نہیں رہنا چاہیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں یا نہیں۔ کوئی کم فہم، کوئی کج بحث اب اگر بات کرے تو یہ بحث کرے کہ یہ دعا مانگنے سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور تھے یا نہیں؟ اس دعا کے بعد تو بحث کے دروازے بند ہو جانے چاہئیں۔

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
1	اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن مجید	
2	احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ	اسماء مؤلفین
3	امام اعظم کی مسند	امام اعظم ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ
4	امام مالک کی موطا	امام مالک متوفی ۱۷۹ھ
5	امام محمد کی موطا	امام محمد شیبانی متوفی ۱۸۹ھ
6	الجامع المسند، صحیح بخاری	امام محمد بخاری متوفی ۲۵۲ھ
7	صحیح مسلم شریف	امام مسلم متوفی ۲۶۱ھ
8	ابوداؤد شریف	امام ابوداؤد متوفی ۲۷۵ھ
9	جامع و سنن الترمذی	امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۵،۲۸۹
10	سنن النسائی	امام احمد نسائی متوفی ۳۰۳ھ
11	سنن ابن ماجہ	امام احمد بن ماجہ متوفی م ۲۷۳،۲۷۵
12	جزء مفقود من المصنف	امام عبدالرزاق متوفی ۲۱۱ھ
13	دلائل النبوۃ	امام ابونعیم متوفی ۴۳۰ھ
14	دلائل النبوۃ امام بیہقی	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ
15	شمائل امام ترمذی	امام ابوعیسیٰ ترمذی م ۲۷۵ھ
16	مشکوٰۃ المصابیح	ولی الدین بغدادی متوفی ۷۴۰ھ
17	الجامع الصغیر	امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
18	کنز العمال	امام علی متقی متوفی ۹۷۵ھ
19	حجۃ اللہ علی العالمین	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ
20	کتاب الشفاء	امام قاضی عیاض متوفی ۴۹۶ھ

21	الخصائص الکبری	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
22	الوفی	علامہ ابن جوزی متوفی
23	صحیح ابن حبان	امام ابوحاتم ابن حبان ۳۰۴ھ
24	الادب المفرد	امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ
25	شرح معانی الآثار	امام احمد بن محمد حنفی ۳۲۱ھ
26	کشف الغمہ	امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ
27	تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما	امام محمد بن یعقوب متوفی ۸۱۶ھ
28	مفردات اصفہانی	علامہ حسین بن محمد راغب متوفی ۵۰۲ھ
29	مفاتیح الغیب، تفسیر کبیر	امام محمد فخر الدین رازی ۶۰۶ھ
30	مدارک التنزیل تفسیر مدارک	امام عبداللہ بن احمد نسفی ۷۰۱ھ
31	لباب التاویل تفسیر خازن	امام علاؤالدین علی متوفی ۷۴۱ھ
32	تفسیر ابن کثیر	علامہ اسماعیل بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ
33	تفسیر کبیر	علامہ ابن تیمیہ متوفی ۷۴۸ھ
34	تفسیر جلالین	امام جلال الدین محلی ۸۶۴ھ امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
35	تفسیر درمنثور	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
36	تفسیر قرطبی	امام احمد بن احمد متوفی ۶۷۱ھ
37	تفسیر الصاوی علی الجلالین	امام احمد الصاوی متوفی ۱۲۴۱ھ
38	حواش تفسیر جلالین	
39	تفسیر روح البیان	امام اسماعیل حقی متوفی ۱۱۱۷ھ
40	تفسیر روح المعانی	امام سید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۰۷ھ
41	تفسیر احکام القرآن	امام ابوبکر احمد بن علی متوفی ۳۷۰ھ

42	تفسیر خزائن العرفان	علامہ سید نعیم الدین متوفی ۱۳۶۷ھ
43	تفسیر نور العرفان	مفتی احمد یار خان نعیمی
44	تفسیر حسینی	علامہ حسین الکاشفی متوفی ۹۱۰ھ
45	تفسیر مظہری	علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ
46	تفسیر عزیزی	امام شاہ عبدالعزیز دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ
47	تفسیر غریب القرآن	امام عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ
48	تفسیر حقانی	مولوی عبدالحق حقانی متوفی ۱۳۳۵ھ
49	تفسیر عثمانی	مولوی شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ
50	تفسیر ضیاء القرآن	ضیاء الامت علامہ پیر محمد کرم شاہ علیہ الرحمہ
51	تفسیر تفہیم القرآن	مودودی صاحب
52	تفسیر کشاف	علامہ محمود بن عمر متوفی ۵۲۸ھ
53	حاشیہ شیخ زادہ علی البیضاوی	امام محمد بن مصلح الدین متوفی ۹۰۱ھ
54	الفوز الکبیر	امام شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ
55	نیل المرام	نواب صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۷۵ھ
56	لباب النقول	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
57	معرفۃ الناسخ والمنسوخ	علامہ محمد بن حزم
58	الاسماء والصفات	امام احمد بن حسین البیہقی ۴۵۸ھ
59	ریاض الصالحین	امام یحییٰ بن شرف الدین نحوی ۶۷۶ھ
60	التبیان	غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی متوفی ۱۴۰۲ھ
61	مختصر بیان القرآن	مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ
62	البیان ترجمہ قرآن	امام اہلسنت سید احمد سعید کاظمی ۱۴۰۲ھ
63	کنزالایمان ترجمہ قرآن	شیخ الاسلام امام احمد رضا خان ۱۳۴۰ھ

64	ترجمہ قرآن ثناء اللہ	مولوی ثناء اللہ غیر مقلد ۱۳۶۷ھ
65	تفسیر گورگانوی	مولوی محمد داؤد گورگانوی غیر مقلد
66	ترجمہ قرآن وحید الزماں	علامہ وحید الزمان غیر مقلد ۱۳۳۸ھ
67	حاشیہ ترجمہ وحید الزماں	شیخ محمد اشرف غیر مقلد
68	ترجمہ قرآن شیخ الہند	مولوی محمود حسن دیوبندی متوفی ۱۳۳۹ھ
69	تفسیر ماجدی	مولوی عبد الماجد دیوبندی
70	الاتقان	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
71	الابریز ترجمۃ تبریز	شیخ احمد بن مبارک / عاشق الٰہی میرٹھی
72	اخبار الاخیار	الشاہ محمد عبد الحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ
73	اشعۃ اللمعات	الشاہ محمد عبد الحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ
74	آب حیات	مولوی محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ
75	اشرف المواعظ	مولوی اشرف علی تھانوی ۱۳۶۳ھ
76	الامن والعلی شریف	امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ
77	امداد السلوک	مولوی رشید احمد گنگوہی ۱۳۲۳ھ
78	امداد المشتاق	مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ
79	آفتاب نبوت	قاری محمد طیب دیوبندی
80	اسوۂ رسول اکرم	ڈاکٹر عبد الحی
81	اسرار و رموز	علامہ محمد اقبال
82	ارمغان نعت	شفیق بریلوی
83	احیاء العلوم	امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ

ب

84	البدایۃ والنہایۃ	حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

85	بستان المحدثین	امام شاہ عبدالعزیز دہلوی
86	بوستان	امام شرف الدین شیخ سعدی متوفی ۶۹۱ھ
87	بہشتی زیور	مولوی اشرف علی تھانوی ۱۳۶۲ھ
88	باغ جنت	مولوی عنایت علی لدھیانوی
89	بغیۃ الرائد	نواب صدیق حسن ۱۳۷۵
90	بشیر القاری	علامہ سید غلام جیلانی

ت، ث

91	تعلیق التعلیق	حافظ احمد بن علی بن حجر عقلانی ۸۵۲ھ
92	التعقبات علی الموضوعات	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
93	تذکرہ الموضوعات	امام علی قاری مکی ۱۰۴۲ھ
94	تذکرۃ الموضوعات	علامہ محمد طاہر بن علی خفندی متوفی ۹۸۶ھ
95	تاریخ الثقات	امام حافظ احمد بن عبداللہ العلی متوفی ۲۶۱ھ
95	توضیح البیان	علامہ غلام رسول سعیدی
97	تہذی العقائد	مولانا نجم الغنی متوفی ۱۳۵۱ھ
98	تاریخ حبیب الہ	علامہ مفتی عنایت احمد متوفی ۱۲۷۶ھ
99	تذکرہ شاہ سلیمان تونسوی	محمد حسین للہی
100	تبلیغی نصاب	مولوی محمد زکریا سہارنپوری
101	تذکرۃ الرشد	مولوی عاشق الہی میرٹھی
102	تقویۃ الایمان	مولوی اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ
103	تحذیر الناس	مولوی محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ
104	توبہ نامہ شوکانی	حافظ احمد بن محمد بن علی شوکانی م ۱۲۵۰ھ
105	تکمیل الایمان	شیخ المحدثین محمد شاہ عبدالحق دہلوی م ۱۰۵۲ھ

106	تحفہ ابراہیمی، مکتوبات	خواجہ دوست محمد قندھاری، متوفی ۱۲۸۵ھ

ج، چ

107	جمع الوسائل شرح شمائل	امام علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴ھ
108	جواہر البحار	امام محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی ۱۳۵۰ھ
109	جمال الاولیاء	مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ
110	چمنستان	مولوی ظفر علی خان
111	الجمال والکمال	مولوی سلیمان منصور پوری غیر مقلد
112	جاوید نامہ	حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ

ح، خ

113	حجۃ اللہ البالغہ	امام الہند اے ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۲ھ
114	حدائق بخشش	امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ
115	حیاۃ الحیوان	امام کمال الدین دمیری ۷۰۷ھ
116	الحاوی للفتاوی	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
117	حضرات القدس	مولانا عرفان احمد انصاری
118	خزینہ معارف ترجمہ ابریز	ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب پی ایچ ڈی
119	ختم نبوت	شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۴۰ھ
120	خزانہ جلالہ قلمی ملفوظات سرکار	مولانا شیخ احمد بہا بن یعقوب
121	خلاصۃ الکلام	علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی م ۱۳۴۰ھ

د، ذ

122	الدولۃ المکیۃ	شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۴۰ھ
123	الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیہ	علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی م ۱۳۴۰ھ
124	درۃ الناصحین	علامہ عثمان بن حسن بن احمد خوبری

125 درالثمین	امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۱۷۲ھ
126 درمختار وردالمختار	امام محمد بن علی متوفی ۱۰۷۷ھ
	امام محمد امین متوفی ۱۲۵۲ھ
127 الذکر الحسین	مولانا محمد شفیع اوکاڑوی
128 ذیل اللہ فی العضوعہ	امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

ر، ز

129 روض الانف	امام عبدالرحمٰن سہیلی متوفی ۸۸۱ھ
130 رسالہ فی تائید مظہر صوفیا	علامہ مصطفیٰ بن احمد بن حسن الشطی
131 رحمۃ للعالمین	مولوی سلیمان منصور پور غیر مقلد
132 الرسالۃ المستطرفہ	علامہ محمد جعفر کتانی متوفی ۱۳۴۵ھ
133 الرسائل والمکاتیب	محمد شاہ عبدالحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ
134 زبدۃ الاثار	شاہ محمد عبدالحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ
135 زرقانی شرح مواہب	امام محمد بن عبدالباقی متوفی ۱۱۲۲ھ
136 الزبدۃ الزکیہ	شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۴۰ھ

س، ش

137 سیرت حلبیہ مترجمہ	امام نورالدین حلبی ۱۰۴۴ھ
138 سیرت رسول عربی	مولانا نور بخش توکل ۱۳۶۷ھ
139 سیف چشتیائی	قطب عالم سید مہر علی گولڑوی
140 سراجا منیرا	مولوی محمد ابراہیم غیر مقلد متوفی ۱۳۷۴ھ
141 شواہد النبوۃ	امام عبدالرحمٰن جامی متوفی ۸۹۸ھ
142 شرح دیوان فرید	مولوی عزیز الرحمٰن
143 شمائم اورادیہ	مولوی اشرف علی وغیرہ

144	شرح بوستان	مولوی نقیب احمد اوچی دیوبندی
145	شفاء السقام	امام تقی الدین سبکی ۷۴۶ھ
146	سیرۃ النبویہ	ابو محمد عبد الملک متوفی ۲۱۳ھ
147	شیخ زادہ شرح قصیدہ بردہ	شیخ محی الدین محمد بن مصطفیٰ
148	شرح قصیدہ امام اعظم	مولانا محمد اعظم صاحب علیہ الرحمۃ
149	الشہاب الثاقب	مولوی حسین احمد دیوبندی
150	الشمامۃ العنبریہ	نواب صدیق حسن بھوپالی
151	شرح فقہ اکبر	علامہ علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴ھ
152	شرح عقائد نسفی	امام سعد الدین مسعود متوفی ۷۹۲ھ
153	شرح فتوح الغیب	شاہ محمد عبد الحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ
154	سبع سنابل شریف	عارف پیر سید عبد الواحد متوفی ۱۰۱۷ھ

ص، ض

155	الصارم المسلول	علامہ ابن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ
156	صراط مستقیم	مولوی اسماعیل دہلوی
157	صلاۃ الصفاء	شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۴۰ھ
158	صحائف السلوک	حضرت خواجہ نصیر الدین محمود متوفی ۷۵۸ھ

ط، ظ، ع، غ، ف

159	عصیدۃ الشہدۃ	علامہ عمر بن احمد خرپوتی متوفی ۱۲۳۱ھ
160	عجالہ نامہ	امام شاہ عبد العزیز دہلوی متوفی ۱۳۳۰ھ
161	عبارات اکابر	مولوی سرفراز صفدر گکھڑوی
162	غیاث اللغات	مولانا غیاث الدین بن جلال الدین
163	غوث اعظم غیروں کی نظر میں	مؤلف کتاب ہذا

164	غوث اعظم	مولوی احتشام الحسن کاندھلوی
165	فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی متوفی ۸۵۲ھ
166	فیض الباری	مولوی محمد انور کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ
167	فتاوی رضویہ	شیخ الاسلام امام احمد رضا متوفی ۱۳۴۰ھ
168	فتاوی عبدالحی	مولوی عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ
169	فتاوی رشیدیہ	مولوی رشید احمد گنگوھی متوفی ۱۳۳۲ھ
170	فتاوی عزیزی	مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ
171	فتاوی حدیثیہ	امام احمد بن محمد مکی متوفی ۹۷۴ھ
172	فتاوی حکیمیہ	مفتی عبدالحکیم مری متوفی ۱۹۸۴ء / مرتب مولانا عمر حیات بوسن
173	فتاوی اجملیہ	مولانا محمد اجمل صاحب متوفی ۱۳۸۳ھ
174	فتاوی مدرسہ دیوبند	مفتی عزیز الرحمٰن متوفی ۱۳۴۷ھ

ق، ک، گ

175	القول البلیغ فی التحذیر بن جماعۃ التبلیغ تبلیغی جماعت کا رد	از مفتی نجد
176	قصیدۃ بردۃ شریف	امام محمد بن سعید بوصیری ۶۹۴ھ
177	القول الشدید فی حکم یزید	از مؤلف ھذا السفر
178	القول السدید فی دنام یزید	امام المناظرین علامہ منظور احمد فیضی ۱۴۲۷ھ
179	قصائد قاسمیہ	مولوی محمد قاسم نانوتوی
180	قصص الانبیاء	مولانا محمد طاہر سورتی
181	القول البدیع	امام شمس الدین سخاوی متوفی ۹۰۲ھ
182	گلستان سعدی	عارف امام شرف الدین سعدی ۶۹۱ھ

183	کلیات امدادیہ	حاجی امداد اللہ مکی متوفی ۱۳۱۷ھ
184	کوثر النبی ﷺ	مولانا شاہ عبدالعزیز ہاروی متوفی ۱۳۳۹ھ
185	کمالات عزیزیز (مجموعہ)	مولوی ظہیر الدین نبیرہ شاہ رفیع الدین
186	کتاب الاسماء والصفات	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۸۵ھ
187	کنوز الحقائق	امام عبدالروف مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ
188	الکلام المبین	علامہ عنایت احمد کاکوروی متوفی ۱۲۷۶ھ
189	قصیدہ امام اعظم	شرح مولانا محمد اعظم علیہ الرحمۃ

ل، م، ن

190	لباب النقول مترجمہ	حاجی امیر بخش عاربی
191	مدارج النبوۃ	شیخ محقق شاہ محمد عبدالحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ
192	المواہب اللدنیہ	امام علامہ ابراہیم بیجوری متوفی ۱۲۷۶ھ
193	مولد رسول	حافظ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ
194	سک الختام	نواب صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ
195	مثنوی شریف	عارف رومی محمد بن حسینی جلال الدین م ۶۷۲ھ
196	مخزن احمدی	مولوی محمد علی
197	میلاد النبی	امام اہلسنت سید احمد سعید کاظمی ۱۴۰۲ھ
198	محمد رسول اللہ ﷺ	شیخ محمد رضا مصری مترجم محمد عادل قدوسی
199	مواہب لدنیہ	امام شہاب الدین احمد متوفی ۹۲۳ھ
200	میلاد النبی	مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲
201	معارج النبوۃ فارسی، اردو	مولانا معین کاشفی، متوفی ۹۰۷ھ
202	مقدمہ مثنوی شریف دفتر	قاضی سجاد حسین دہلوی
203	محمد نور ﷺ	مولانا محمد منشا تابش قصوری مدظلہ

204	میزان الاعتدال	امام محمد بن احمد بن عثمان الذہبی م ۷۴۸ھ
205	مقالات کاظمی	امام اہلسنت سید احمد سعید کاظمی ۱۴۰۲ھ
206	مقام رسول	امام المناظرین علامہ منظور احمد فیضی ۱۴۲۷ھ
207	معراج النبی	امام اہلسنت سید احمد سعید کاظمی ۱۴۰۲ھ
208	مطالع المسرات	الامام محمد المہدی فاسی گیارہویں صدی
209	المیلاد النبوی	علامہ عبد الرحمٰن ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ
210	المنجد	لوئس معلوف متوفی ۱۹۴۲ء
211	المصباح	عبد الحفیظ بلیاوی
212	نہایۃ الاغتباط	
213	نزہۃ القاری	مولانا مفتی شرف الحق علیہ الرحمہ
214	نفحات الانس	عارف باللہ امام عبد الرحمٰن جامی ۸۹۸ھ
215	نشر الطیب	مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ
216	نبراس	علامہ عبد العزیز باروی متوفی ۱۲۳۹ھ

و، ہ، ی

217	وجیز الصراط	محمد فیض عالم بن محمد ملاجیون
218	ہدی الساری	امام حافظ احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ
219	ہدیۃ المہدی	نواب وحید الزمان غیر مقلد متوفی ۱۳۳۸ھ
220	الیواقیت والجواہر	امام عارف عبد الوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ
221	یک روزہ	مولوی اسماعیل دہلوی متوفی

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
کی شہرۂ آفاق تفسیر کا جدید، سلیس، دلکش، دلآویز اردو ترجمہ

ادارہ ضیاء المصنفین

بھیرہ شریف کی زیر نگرانی
مرکزی دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے علماء کی ایک نئی کاوش

تفسیر در منثور 6 جلد

زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

خوشخبری

معروف محدث ومفسر حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم شاہکار

تفسیر مظہری 10 جلد

جس کا جدید، عام فہم، سلیس اور مکمل اردو ترجمہ "ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف" نے اپنے نامور فضلاء جناب الاستاذ مولانا ملک محمد بوستان صاحب جناب الاستاذ سید محمد اقبال شاہ صاحب اور جناب الاستاذ محمد انور مگھالوی صاحب سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔ چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان
فون:۔ 7220479- 042-7221953 فیکس:۔ 042-7238010
042-7247350-7225085
021-2212011-2630411

اہل علم کیلئے
عظیم علمی پیشکش

آیات احکام کی تفسیر و تشریح پر مشتمل عصر حاضر کے یگانہ روزگار اور معتبر عالم دین
حضرت علامہ سیّد سعادت علی قادری کے
قلم سے نکلا ہوا عظیم علمی شاہکار

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
۲ جلدیں

خصوصیات

- زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل
- متلاشیان علم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ
- مقررین و واعظین کیلئے بیش قیمت خزانہ
- ہر گھر کی ضرورت اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے تفاسیری گلدستے

تفسیر ضیاء القرآن ۵ جلد

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
اہل دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

ترجمۃ القرآن جمال القرآن

قرآن پاک کا انتہائی خوبصورت ترجمہ جس کے ہر
لفظ سے اعجاز قرآن کا حسن نظر آتا ہے

تفسیرات احمدیہ
مُلا جیون رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر ابن کثیر ۴ جلد
[illegible]

تفسیر خزائن العرفان
صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر الحسنات ۷ جلد
ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر سورۃ النساء
پروفیسر [illegible]

تفسیر احکام القرآن
مولانا جلال الدین قادری

تفسیر دُرِّ منثور ۶
علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر مظہری ۱۰ جلد
عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ
پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر نور العرفان
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
مفتی سعادت علی قادری

تفسیر
بینات القرآن
مفسر: الحافظ القاری
محمد طیب نقشبندی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

- گنج بخش روڈ لاہور 7221953-7220479
  فیکس 7238010
- ۹۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 7225085-7247350
- ۱۴۔ انفال سنٹر اردو بازار کراچی 2210212-2212011
  2630411